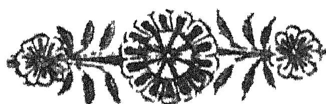
ان من الشعر لحکمة وان من البیان لسحرا

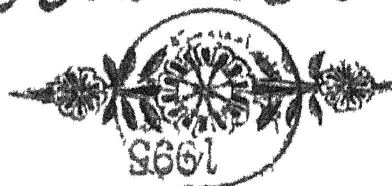


عطیہ الٰہی

مصنفہ

جناب سید احمد حسین عرف ننھو صاحب شفیق لکھنوی

باہتمام جناب منشی محمد وصی علیخان صاحب وصی خلف الصدق جناب سید علی محسن خان صاحب صابر لکھنوی



1995

عالیہ پریس
مطبوعہ معیار تحسین گنج لکھنو

قیمت فی جلد عہ علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ منشی گنج درگاہ والی گلی



سید احمد حسین عرف ننھو صاحب
شفق اُمی لکھنوی

N. K. Press Lucknow

غلط نامہ دیوان شفیق

صفحہ	سطر	صحیح	غلط	صفحہ	سطر	صحیح	غلط
۵	۹	دلگی بجھے پینے	دلگی بجھنی ہی	″	۲۰	سہہ پہنسا ہے	پہنسا
″	۱۷	اور ہی	اور بھی	۴۴	۲	بچ گیا	لیچ گیا
۶	۳	تازگی	تازگے	۵۲	۹	لیتا ہے	لیثا ہے
″	۵	بیٹھے ہیں	بیٹھے ہوئے	۵۳	۲	سمجھ گیا	نادان تجھے
۹	۱۴	ستم	غم	۵۴	۴	مال و زر	بال و زر
۱۰	۲	فرمان میں	فرمان	۵۷	۱۰	قیس	وحشی
″	۱۸	دعوے تجھے یکتائی کا	یکتائی کا دعوے	۶۱	۱۱	آجو تو	آپ نے
۱۴	۲۱	سایہ	نالہ	۶۷	۲	یہ وحشی	یہ سودائی
۲۲	۱۶	قاتل	اتنا	″	۴	بیہوش	بے ہوش
″	″	تجھے	ہمیں	″	۱۴	پاؤں نہیں	[illegible] ہیں
۲۶	۱۲	ارمان کھری	ارمان مری	۷۱	۲	ماجرا ہے	ماجرا ہے
۳۰	۵	ہے	یا	۷۶	۱۴	ناصح آتا	ناصح آیا
۳۱	۱۰	آتا	آیا	۸۰	۳	قاتل سے	قاتل نے
۳۲	۱	دل سے	دے	۸۴	۱۷	آیا ہے	آتا ہے
۳۳	۷	اوسنے	لو سنے	۸۵	۱	اقرار	انکار
۳۵	۹	بے فصاد	نے فصاد	۸۷	۱۰	ٹپڑہتی	بڑہتی
۳۶	۱۴	جہاں میں	اجہاں میں	۸۹	۱۶	اوسکو	اونکو
″	۲۱	راز	روز	۹۶	۱۹	دیتا	دینا
۳۷	۳	آنکھ کے	نگہ کے	۱۰۲	۹	سب نے	سب سے
″	۱۸	نام	نام	۱۰۳	۲	ہیں ایسے	ہے ایسی
				″	۱۶	اوسکو	مجھکو
				۱۰۶	۱۳	اس تڑپ سے	بس تڑپ سے

صفحہ	سطر	صحیح	غلط	صفحہ	سطر	صحیح	سطر
۱۰۹	۱۵	ہر دم	ہر روز	۱۵۳	۱	نجاؤنگی	نہ جاؤں
۱۱۰	۱۴	مری	ہری	۱۵۹	۲	گوشش زد	نوشش زد
″	۲۰	وہ کیسی	وہ تری	۱۶۲	۱۸	پیرہن تو ہم	پیرہن ہم
۱۱۱	۹	مدد کرے	مدد کر	″	۲۱	ہم الیسا	[illegible]
″	۱۶	تو نہ اوسکا	تو اوسیکا	۱۶۴	۱۴	ارمان ہی آئے	ارمان بھی
۱۲۲	۸	اب درد	ہمدرد	۱۶۷	۱۳	[illegible]	[illegible]
۱۲۳	۱۹	فریاد و شیون	فریاد شیون	۱۶۸	۱۹	تمنی کی	[illegible]
۱۲۵	۶	آئینہ کا جبین	آگیا جبین	۱۷۰	۷	ارمان ذکی	ارمان نکو
″	۱۳	یہ وے جاتی	یہ دیجاتے	۱۷۳	۱۶	زندگی کرن	زندگی دن
۱۲۸	۷	سوچئے کچھ تو سہی	سمجھے کچھ تو سہی	۱۷۷	۸	قاتل کا ہے	دل بری ہے
″	۱۹	تمکو	تجھکو	۱۸۰	۷	دلکی تو سے آ[illegible]	تری دلکی آتش
۱۳۳	۵	بیکار ہوئی	بیکار ہوا	۱۸۴	۱۱	[illegible]	[illegible]
[illegible]	۸	رہی	رہے	۱۹۰	۱۶	حرام وصال	حرام حلال
[illegible]	۱۰	اثر کوئی	نہ کچھ اثر	۱۹۴	۸	گذشتے	گذشتا
۱۴۰	۱۸	کہانسے کہاں	وہانسے کہاں	۱۹۷	۱۷	تڑپنا	تڑپتا
۱۴۲	۱۳	وحشیون	وحشیونکی	۱۹۹	۵	[illegible] چھوڑا	تڑپتا چھوڑا
۱۴۴	۱۱	میرا	مرا	۲۰۰	۱۵	دیتی ہے	دیتی بھی
[illegible]	۲۱	اکبار ہم	اک بار ہم	۲۰۳	۶	چپ ہے	جب بھی
[illegible]	۱۴	آنیکو	نیکو	۲۱۱	۱۷	کیسا رنگ نگار	کیسا رنگ نگاری
[illegible]	۱۸	تمام عالم	تمام علم	جناب مختار تلمیذ جناب مظہر			
[illegible]	۵	کہکشاں	کہت	آغا صاحب مرحوم مظہر لکھنوی			

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حسن کیا چیز ہے ہوتی ہی نبوت کیسی × تو جسے چاہے وہی یوسف کنعان ہو جائے

بلاشبہ مجھ ان پڑھ کی شاعری بھی اوسکی قدرت کاملہ کا ایک ادنیٰ سا شعبہ ہے جو خداوند کریم نے اپنی قدرت سے دولت نظم مجھکو عنایت فرمائی ہے ماشاء اللہ خزینۂ نظم ایسی چیز ہے کہ جسکا خالی ہونا مدت دراز تک غیر ممکن ہے یہ تا قیامت یون ہی مملو رہیگا اگر خداوند کریم مجھے کوئی مالی ثروت عنایت کرتا تو میری ایسی عزت نہوتی جلیسے کہ کوچۂ نظم مین نصیب ہوئی انشاء اللہ تعالے خداوند کریم مجھے اس دولت نظم کے سبب سے حیات جاودانی عنایت فرمائیگا آمین ثم آمین اگر خداوند کریم میرے ہر موئے تن کو صورت زبان گویائی عنایت فرمائے تو مین اوسکا ایک سجدۂ شکر نہین بجا لا سکتا یہ اوسی پاک بے نیاز کے رسول اُمی کا تصدق ہے جو مجھ ایسے نا قابل ان پڑھ کو قوت شاعری عنایت کی ہے جو ایک قابل شاعر کو زیبا ہے حضرات مین اپنا تھوڑا سا حصہ سوانح عمری کا جو متعلق شاعری کے ہے عرض کرتا ہون امید ہے کہ حضرات بغور ملاحظہ فرمائین گے۔

الفت سے ہر ایک شئ کو بڑھاتی ہے کسقدر   دفتر وفا کا اک پر پروانہ ہو گیا

مجھے نو برس کی عمر سے شاعری کا شوق ہوا مینے ایک شعر غزل مین عرض کیا وہ میرا ملاہر ہے مین اوسکو بجنسہ پیش کرتا ہون۔

پکڑ کر لیچلا صیاد یون بلبل کو گلشن سے × دبائے بال و پر سمجھی مین اور سفارجیلی مین

میرا میلان طبیعت شاعری کیطرف رہا۔ اسکے بعد مین کلکتہ اس ذریعہ سے گیا کہ مین جو آہن
کا کام کرتا تھا اسوقت تک کچھ سلسلہ اوسکا باقی ہے مینے سات برس تک شعر گوئی کی
مشق کی شبانہ روز مین کہہ گیا اوس مدت مین مینے کسی شاعر کو اپنا کلام نہین سنایا
مین اب قدر کرتا ہون اوس سات برس کی مشق کی جناب حجو صاحب شرف مرحوم
مغفور مٹیا برج سے جناب والد مرحوم و مغفور سے ملنے تشریف لایا کرتے تھے مین اکثر جو
اپنے ہمسنو مین شعر پڑھتا تھا جناب والد مرحوم بھی سنا کرتے تھے اوہنون نے جناب
شرف صاحب سے فرمایا کہ میرا لڑکا شعر پڑھتا ہے ایسے کہ جس سے مجھے یہ گمان ہوتا ہے
کہ وہ اشعار اوسکے نہین ہین جناب شرف صاحب نے مجھسے فرمایا کہ تو شعر اپنے پڑھ
مینے بہت شرم کے ساتھ کچھ اشعار اونکی خدمت مین پیش کئے سننے کے بعد اوہنون نے فرمایا
میان اپنے شعر پڑھو اونکا فرمانا مجھے ناگوار ہوا مینے گستاخانہ عرض کیا کہ شاید ابتدا مین
آپ بھی دوسرونکے اشعار اپنے نام سے پڑھتے ہونگے جناب موصوف نے فرمایا مین طرح
دون تو کہیگا طرح عنایت کی مین شعر کہنے لگا جتنے عرصہ مین اون جناب نے اونیس
شعر تحریر فرمائے مینے اونیس شعر نظم کئے سننے کے بعد جناب نے نہایت شاباشی دی
اور فرمایا کہ تو شعر گوئی کو کبھی نہ ترک کرنا پھر مین کلکتہ اور مٹیا برج کے مشاعرونمین شریک
ہونے لگا حضرات مٹیا برج جو اوستاد فن تھے منشی گلشن الدولہ بہادر و منشی [illegible]
اور حضرات جنکے نام مجھے اسوقت نہین یاد ہین یہ میری عزت افزائی فرماتے تھے
یہ سب حضرات آخری شاہ اودھ کے ملازم تھے منشی گلشن الدولہ بہادر اوستاد بھی
جہان پناہ کے تھے اوسکے بعد میرا لکھنؤ آنا ہوا مین مشاعرونمین شریک ہونے لگا
پہلا مشاعرہ میرے معزز دوست جناب حکیم منے آغا صاحب فاضل کے یہان تھا
مین اوس مشاعرہ مین شریک ہوا حضرات لکھنؤ نے میری نہایت عزت افزائی فرمائی

بعد وہ مشاعرے لکھنؤ کے کہ جنمین حضرات کاملین کا مجمع ہوتا ہے مین بھی اون مشاعرومین
شریک رہا اور ہون مین نہایت شکر حضرات شعرائے لکھنؤ کا ادا کرتا ہون کہ اون
حضرات نے میری ایسی عزت افزائی کہ جو میری شان اور قوت فکر سے بدرجہا زائد ہے
میرے معزز دوست جناب نواب حامد علیخان صاحب بیرسٹرایٹ لانے بتاکید
مجھے ارشاد فرمایا کہ تو کلام اپنا جمع کر اور چھپوا مینے جناب موصوف کی تحریک سے خیال کیا
کہ مین دیوان اپنا مرتب کرون بفضلہ دیوان میرا ردیف وار چھپ گیا مین جناب
مذکور کے احسان اور احسانات کا شکریہ ادا کرتا ہون سب سے بڑھکر اس احسان کا شکریہ
ادا کرتا ہون کہ جناب موصوف کی فرمانین اتنا اثر تھا کہ مین اس مرتبے تک پہونچا ابتدائی
حالتمین مینے جناب ابو صاحب جلیس مرحوم و مغفور نبیرہ جناب انیس مرحوم و مغفور کو اپنا کلام
دکھلایا جناب مرحوم دال کی منڈی مین عالیجناب سید پیارے صاحب رشید مدظلہ کے
یہان تشریف رکھتے تھے میری غزل جناب ابو صاحب جلیس دیکھنے کے بعد فرماتے تھے
کہ تو بھائی پیارے کو بھی اپنی غزل سنادے مین ایک روز کانپور کے مشاعرے مین جا رہا تھا
کسی مصرع پر میرے اور اون جناب مرحوم کے تقریر ہو رہی تھی کہ جناب پیارے صاحب
بھی وہ تقریر سن رہے تھے جناب جلیس صاحب سے فرمایا کہ بھائی صاحب انکو آپ مجھے
عنایت کیجئے یہ آپکی مان کی نہین اوس روز سے مین جناب اوستاد رشید صاحب
مدظلہ کی خدمتمین اپنا کلام پیش کرنے لگا پہلی غزل مینے جناب کی خدمتمین پیش کی دیکھنے کے
بعد مجھے دو لفظ تعلیم فرمائے حضرات ملاحظہ کرینگے اون دو لفظونکی معنی خیزی کو وہ لفظ
بتاتے ہین کہ ہم کسی ملک الشعرا ماہر فن کی زبان سے نکلے ہوئے ہین۔ یار کی باتین یار سے باتین
یار کی باتین ہجر یار سے باتین وصل بھی حاصل تغزل بھی ان دو لفظون سے میری شاعری
یہانتک پہونچی کہ مجھے ضرورت نہین کہ مین غزل گوئی کے بارے مین کسی اور سے کوئی بات
دریافت کرون جناب اوستاد صاحب مدظلہ العالی گاہے گاہے فن شاعری کو

بطور علم سینہ مجھے تعلیم کرتے رہے ہین اب عنایت الٰہی سے میری شوق خیالی میری شاعری کے لئے ایسی ہے کہ مجھے کوئی ضرورت نہین ہے کہ کسی شخص غیر سے غزل گوئی کی نسبت اور زبان کی بابت کوئی بات دریافت کرون مین جناب اوستاد صاحب مدظلہ العالی کا نہایت ممنون اور مشکور ہون کیونکہ جناب موصوف مجھسے اس درجہ الفت فرماتے ہین کہ مجھے شفقت پدری کا لطف ملتا ہے ناظرین مین پھر آپکی خدمتمین عرض کرتا ہون میرے دیوانمین جو بڑا حصہ ہے وہ بے اصلاح ہے مینے جناب اوستاد کردہ غزلین دکھائی ہین کہ مجھکو مشاعرومین پڑھنے کی ضرورت ہوئی تھی اور بے اصلاحی کا سبب یہ ہے کہ مجھے عالم مین اس باتکا دکھانا ضرور تھا کہ جو کچھ مجھے خداوند عالم نہایت کرے مین بجنسہ حضرات ہندوستانکی خدمتمین پیش کرون بلکہ اس بات کو دکھادون کہ شاعری اور شئے ہے اور علم وفضل دوسری چیز ہے الحمد للہ زبان اردو کی شاعری مین کوئی قسم ایسی نہین ہے جس سے خداوند کریم نے مجھے مجبور کیا ہو میرے دیوانمین بہت کم غزلین ایسی ہین جو مینے فکر سے کہی ہین اسمین عرصہ ہونیکا سبب یہ ہے کہ افضال الٰہی سے نظم کرنا کوئی مشکل نہین ہے مگر یاد کرنیمین دقت ہوتی ہے جو مشاعرہمین غزل پڑھتا ہون وہ غزل مجھے حفظ بھی کرنا ہوتی ہے ہمیشہ مینے اس بات کو عیب سمجھا کہ دوسرا شخص مجھے بتلاتا جائے مین پڑھتا جاؤن مجھے بجز ذات خدا کے کسی شخص غیر کی ضرورت نہین ہے نہایت افسوس مجھے اپنی حالت پر ہے کہ مینے اپنی عمر کا حصہ بہت کم شاعری مین صرف کیا کیونکہ مجھے اور بھی تفکرات دنیوی مین وقت صرف کرنا پڑتا ہے میرے معزز دوست جناب نواب جلال مدعلیخان صاحب جامد بیرسٹرایٹ لا نے پرچہ معیار مین اس حکایت کو درج فرمایا تھا ایک شاعر انٹرہ سنجار ایران مین تھا جسوقت وہ دربار شاہی مین جاتا تھا مع بادشاہ کے ساڑھے چار ہزار آدمی کرسی نشین اوسکی تعظیم کرتے تھے جسکی عزت ایسی ہو اوسکے تمول کا کیا شمار ہو سکتا ہے اگر ایسا شخص اعلیٰ درجہ کی شاعری بھی کرے تو کیا تعجب ہے مین اپنی بدقسمتی اور خوبی زمانہ سے شکایت

کرتا ہون کہ مجھی ایک بھی قدردان ہندوستانمین نہ ملا کہ تفکرات دنیوی سے آزاد کر دیتا اور مجھسے سوائے نظم کی اور دوسرا کام نہ لیا جاتا اور سوقیتمین حضرات ہندوستان کو کچھ ظاہر ہوتا جو کچھ خداوند عالم نے مجھے قوت نظم پوری پوری ہی مین پیش کرتا شفیق اب قدردان کو ڈھونڈھتے پھرتے ہو دنیامین تمھاری بدنصیبی سے تمھارا ہی وطن بگڑا ناظرین یہانتک میری سوانح شاعری کا حصہ ختم ہوا اب سبب اشاعت دیوان یہانسے عرض کرتا ہون ۱۳۴۳ھ ہجری مین مینے کلکتہ کا سفر کیا میرے معزز دوست جناب سید حسین صاحب شوستری ساکن حال کلکتہ پارسی چرچ ہمبرے آئے مجھی مہمان کیا چھ مہینے جیسی مہمان نوازی اونھون نے کی ہے میری زبان اوسکی شکریہ مین قاصر ہے مجھے سو روپیہ دیوان چھپنے کیواسطے عنایت فرمائے دوسرے جناب حاجی حاجی ہاشم صاحب ملک التجار ساکن حال کلکتہ امرتلہ گلی نمبرا ان جناب نے بھی میری پچاس جلدین قبل چھپنے کے خریدین روپیہ فورہی عنایت کیا مجھے اون جناب سے بہت ہی تھوڑی ملاقات تھی جو کچھ اون جناب نے مہمان نوازی فرمائی ہے مین نہایت ممنون ومشکور ہون اور رہونگا کلکتہ مین مین مشاعرونمین شریک ہوا نہایت مہمان نوازی ومسافر نوازی فرمائی میری نہایت مدح کی اور قدر فرمائی مین جناب جعفری صاحب رنجور شمس العلما مع حضرات شعرا اون جناب کا شکریہ ادا کرتا ہون میرے معزز دوست جناب مرزا ابوجعفر صاحب ایم - اے - لکھنوی نے ایک مشاعرہ میرے واسطے منعقد کیا مدرسہ عالیہ مین بہت بڑا مشاعرہ تھا جسکے پریسیڈنٹ جناب نصیر الممالک صاحب عارف تھے مینے اوس مشاعرہ مین دو غزلہ پڑھا اسکے علاوہ بھی مجھسے حضرات نے متفرقات غزلین پڑھوائین میری نہایت عزت افزائی اور قدردانی کی بلکہ جو طالب علم تھے رؤسا اور شرفا کے مدرسہ عالیہ مین تشریف فرما تھے اونمین ماشاءاللہ قوت نقادی پوری پوری تھی مین جملہ حضرات کا نہایت شکریہ ادا کرتا ہون میری اسدرجہ مدح فرمائی اور قدر کی بلکہ اس شکریہ کے عوض مین مین اونکا دعاگو ہون یہ سب اثر میری معزز

دوست جناب مرزا ابوجعفر صاحب ایم۔ اے۔ پروفیسر کی تعلیم کا ہی کہ وہ ماہر [illegible]
ایسے نقاد سخن ہین بعد ختم مشاعرہ جناب مرزا ابوجعفر صاحب نے ایک تقریر فرمائی جس [illegible]
حاصل یہ ہے کہ شفیق صاحب کا دیوان چھپ جانا چاہیے دیوانگی [illegible]
روپیہ حضرات خریداران کو پیشتر عنایت کرنا چاہیے بلکہ [illegible] جناب نے یہ فرمایا [illegible]
مبلغ چار سو روپیہ فراہم کر دونگا امید ہے کہ بعد دیوان چھپنے کے وہ جناب [illegible]
فراہم کرنے مین کوشش بلیغ فرمائین گے بیس جلدین جناب [illegible] الملک صاحب [illegible]
لینے کا وعدہ فرمایا ہی بیس یا دس جلدین نواب نصیر حسین خاں صاحب خیال [illegible]
خرید فرمانیکا وعدہ فرمایا ہی دس جلدین جناب شیخ محمود علی صاحب رئیس لکھنؤ سوداگر
خریدین اور روپیہ مجھکو پیشتر عنایت کردیا بذریعہ منی آرڈر دس جلدین جناب
محمد صاحب شاکی رئیس لکھنؤ ساکن حال کلکتہ محلہ بہاری روڈ کلکتہ نے خریدین اور روپیہ
مجھے پہلے عنایت کردیا دس جلدین جناب حکیم محمد صادق صاحب رئیس لکھنؤ ساکن
حال کلکتہ نے نصف قیمت مجھے قبل عنایت فرمائی دس جلدین میرے معزز دوست حاجی صاحب
سوداگر رئیس دہلی ساکن کلکتہ محلہ کولوٹولہ نے بھی خرید فرمائین مجھکو نصف قیمت بھی عنایت فرمادی
مین ان حضرات کی قدر دانی کا نہایت شکریہ ادا کرتا ہون جناب عارف یعقوب صاحب
ملک التجار ساکن حال کلکتہ امرتلہ گلی نمبر ۵ ان جناب نے بھی سو جلدین لینے کا وعدہ فرمایا ہے
مجھے امید ہے ان جناب سے کہ وہ ضرور ایفائے وعدہ فرمائین گے میرے دیوان چھپوانے مین
جناب سید علی محسن خان عرف ننھی آغا صاحب آبر لکھنوی اور جناب شاہزادی محمد وصی علی خان
عرف سلطان صاحب وصف لکھنوی ان دونون صاحبون نے اپنا بہت وقت صرف کیا
مین نہایت ان دونون حضرات کا ممنون و مشکور ہون انمین سے ایک جناب میرا کلام
پڑھتے تھے مین اور جناب آبر سنتے تھے جہانپر ان دونون صاحبون کی رائے ہوتی تھی مصرع
بدل دینے کی یا لفظ رکھنے کی مین انفعالی سے فورًا مصرعہ بدل دیتا تھا اور لفظ بھی رکھ دیتا تھا

کہ جناب وحشت صاحب نے بارہا مجھسے فرمایا کہ اس مصرعہ کو اس ترکیب سے نظم کرلو
لیکن افضال الہی سے اونکے خیال سے الگ ہٹ کر مصرعہ نظم کیا جہان لفظ کی ضرورت
ہوئی جناب وصف نے پانچ چار لفظونکے نام لئے مجھکو خداوند کریم نے اون لفظونسے
بیگانہ لفظ عنایت کیا میرے دیوان مین افضال الہی سے سوائے جناب اوستاد
دام ظلہ العالی کے اور کسی شخص غیر کا کوئی مصرعہ یا لفظ نہین ہے اسکے شاہد جناب وحشت صاحب
اور جناب آبر صاحب ہین حضرات ملاحظہ فرمائین مجھے اوستادونکے کلام سے کوئی فائدہ نہین
پہونچا کیونکہ مین ایک ان پڑھ ہون میری نظر سے کسی دیوانکا ایک لفظ بھی نہین گذرا مجھے
دوسرونکی نظم سے کیونکر فائدہ پہونچتا یہ جو کچھ خداوند کریم نے مجھے علم سینہ یا قوت نظم عنایت
فرمائی ہے یہ میرے رسول اُمی کا تصدق ہے مین امید کرتا ہون کہ حضرات متفرقات نظم دیوان کو
بھی ملاحظہ فرمائین گے مکرر گذارش کرتا ہون ساکنان ہندوستان سے اور اپنے معزز ناظرین سے
کہ اگر میری ہر نظم و نثر کو بشوق خرید فرمائین گے تو انشاء اللہ الرحمن اپنی عمر کا بقیہ حصہ اپنے اونھین
اشغال مین صرف کرونگا جو کچھ خداوند کریم اپنی قدرت کاملہ سے عنایت فرمائیگا پیش کرتا
رہونگا۔ شعر۔ می گویم باز قند و نبات ہم من نذانم فاعلاتن فاعلات ہم جن حضرات نے تقریظین
یا قطعہ تاریخ میرے دیوان کی عنایت فرمائے ہین مین اون حضرات کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہون
جو حضرات ہندوستان میرے دیوانکی جلدین خرید فرمائین گے مین نہایت ممنون ہونگا اور مجھے
امید ہے کہ مین رؤسائے لکھنو یا شرفائے لکھنو کی خدمتمین عرض کرتا کہ قبل دیوان چھپنے کی کچھ قیمت
عنایت ہو جائے یقینی وہ حضرات مجھکو عنایت فرماتے مگر میرا خیال یہ ہوا کہ بعد چھپنے کے
اون حضرات کی خدمتمین حاضر کرونگا مین دو تین مہینے سے علیل بھی ہون اس سبب مین اون
حضرات کی خدمت سے محروم رہا میرے دوست نواب سجاد علیخان صاحب سجاد عرف
منجھو نواب صاحب ان جناب نے بھی مجھسے دس جلدین خرید فرمائین اور روپیہ مجھکو قبل چھپنے کے دیا
سید احمد حسین عرف منجھو شفیق بدترین خلایق خادم الاحباب لکھنو منشی گنج دریالی گلی

تقریظات بحساب تہجی
حاصل طبع جناب مرزا محمد جعفر صاحب اوج لکھنوی

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ شانہٗ

شفیق بالتحقیق وصدیق بالتصدیق جناب شفیق کا بعض کلام فصاحت نظام معنی زبانکی خوبی بیان کی خوش اسلوبی دونوں دلکش پیرایہ میں ہیں میں متحیر ہوں کہ ان دونوں میں کسے ترجیح دوں

عبدہ وابن عبدہ احقر محمد جعفر اوج بقلمہ

تقریظ از نتیجہ فکر جناب نواب حامد علیخان صاحب حامد بیرسٹر ایٹ لا

سید احمد حسین عرف ننھو صاحب متخلص بہ شفیق لکھنؤ کے رہنے والے ہیں ۱۲۸۵ھ میں مفتی گنج دہی والی گلی میں پیدا ہوئے حضرت امام موسی رضاؑ کی اولاد میں ہیں انکے والد جناب حاجی سید علی حسین صاحب مرحوم اور دادا جناب سید صادق علیصاحب مرحوم زبردست عامل تھے پڑھے لکھے نہ تھے سید احمد حسین جاہل مطلق نہیں بلکہ یوں کہوں تو بجا ہوگا کہ آبائی جاہل ہیں ایک لفظ کسی زبان کا نہ لکھ سکتے ہیں اور نہ پڑھ سکتے ہیں اپنا نام تک نہیں لکھ سکتے لیکن ہر صنف سخن میں شعر کہتے ہیں رباعی۔ سلام۔ مرثیہ قومی نظمین۔ مخمس۔ غزل۔ سب کچھ کہتے ہیں اور خوب کہتے ہیں۔ بیشتر غزل کہتے ہیں پہلے پہل جو شعر کہا وہ یہ ہے شعر ع پکڑ کر نہ چھلا صیاد یوں بلبل کو گلشن سے دبائے بال وپر مٹھی میں اور منقار چٹکی میں ٭ جب یہ شعر کہا ہے انکی عمر نو یا دس برس کی ہوگی شعر مندرجۂ بالا بھی اوسی زمانہ کا ہے۔ حضرت آنیس کے نواسے جناب پیارے صاحب رشید لکھنوی کے جو اپنے رنگ میں مرثیہ غزل وغیرہ میں مثل ونظیر نہیں رکھتے شاگرد ہیں جو لفظین اوستاد بنا دیتے ہیں وہ یاد رکھتے ہیں اور جو کاٹ دیتے ہیں وہ بھول جاتے ہیں کئی برس سے اصلاح نہیں لیتے کہ اب اصلاح کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

کہنے کا انداز یہ ہے مصرع طرح یاد کر لیا قافیہ وردیف کسی سے پوچھ لئے شعر کہنا شروع کیا

اور کسی نہ کسی سے لکھوا لیا شفیق شعر بہت جلد کہتے ہیں سر جھکایا اور مضمون فکر کے سانچے میں ڈھل گیا طبیعت ہر وقت حاضر رہتی ہے گویا فکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی دو برس سے زائد ہوئے ایک دن محلہ جھینی بازار لکھنؤ میں مجھسے ملنے آئے میں اس زمین میں غزل کہہ رہا تھا۔ راز کا۔ ساز کا۔ پوچھا آپ کیا کر رہے ہیں میں نے جواب دیا کہ مشاعرہ کی غزل کہہ رہا ہوں کہا سنائیے میں نے مطلع پڑھا مطلع کس سے ادا ہو شکر ہو بندہ نواز کا ہر چیز میں شعور دیا امتیاز کا۔ تعریف کی اور بہت تعریف کی معلوم ہوتا تھا کہ تعریف کے ساتھ ہی ساتھ فکر کرتے جاتے ہیں اتنی ہی دیر میں مطلع کہہ لیا اور پڑھا افسوس مجھکو یاد نہیں رہا شفیق کے دیوان میں موجود ہوگا میں نے داد دی لیکن میری داد میں فکر شعر شامل تھی پھر میں نے یہ شعر پڑھا سے کس منہ سے دوستوں کے بھلا راز داں ہوں ہم + دشوار جب چھپانا ہو اپنے ہی راز کا + اس شعر کی تعریف شفیق نے ختم نہیں کی تھی کہ ایک شعر اسی زمین قافیہ ردیف میں موزوں کر کے پڑھا وہ شعر بھی مجھکو یاد نہیں پھر میں نے یہ شعر پڑھا شعر بیمار کیطرف تو کوئی دیکھتا نہیں + منہ تک رہے ہیں غور سے سب چارہ ساز کا فوراً اس قافیہ میں بھی شعر کہا۔ الغرض تمام قافیہ شفیق نے دریافت کئے۔ قوافی متفرق میرے سامنے ایک پرچہ پر لکھے ہوے رکھے تھے میں نے قوافی بتانے شروع کئے اور شفیق نے غزل کہنا ایک شعر مجھکو یاد ہے جتنا پرانا مضمون ہے میری رائے میں بندش نے اُتنا ہی نیا کیا ہے شعر موسیٰ چلے ہیں طور کی جانب اُٹھائے سر + کچھ بھی نہیں خیال نشیب فراز کا + شفیق علم موسیقی سے واقف ہیں اور بعض اوقات غزل کے پڑھنے میں اسکا پتہ چل جاتا ہے چند سال ہوئے میں نے ایک مضمون شفیق پر لکھا تھا اُس مضمون میں یہ تحریر کیا تھا کہ اگر غزل کا پرچہ اتفاقاً سیدھا ہاتھ میں آگیا تو آگیا ورنہ اولٹا ہی ہاتھ میں لیتے ہیں کسی سے اس مضمون کو شفیق نے پڑھوا کر سنا اوسدن سے مطلع پریشان ہو لیتے ہیں حافظہ نہایت قوی ہے قریب قریب سب اپنا کلام یاد ہے۔ اہل لکھنؤ گھر سے باہر قدم نہیں

رکھتے لکھنؤ پر دل سے فدا ہین ہر اہل لکھنؤ کی وہی حالت ہے جو ناسخ کی تھی مصرع لکھنؤ
مجھپر فدا ہے مین فدائے لکھنؤ۔ لیکن لکھنؤ پر ایسی تباہی آئی ہے کہ باوجود اسقدر حب وطنی کے
مینے کوئی ایسا شہر یا قصبہ ہندوستان مین نہین دیکھا جہان کوئی نہ کوئی اہل لکھنؤ نہ ہو بلا
ہزار ہا بلکہ بلا مبالغہ لاکھون آدمی لکھنؤ سے نکل گئے۔ لکھنؤ خالی ہوگیا یہ مین کیا کہنے لگا
یہ کہتا تھا کہ لکھنؤ مین اب بھی ایسے لوگ موجود مین جو کانپور تک بھی تشریف نہین لیگئے
لیکن شفیق نے کانپور۔ الہ آباد۔ بریلی۔ رامپور۔ میرٹھ۔ متھرا۔ سہارنپور۔ بنارس
دہلی۔ پٹنہ۔ بھاگلپور۔ مرشدآباد۔ مونگیر۔ کلکتہ۔ بمبئی وغیرہ وغیرہ کی سیر کی ہے اور
اس سیر سے اونکی شاعری پر بھی اثر پڑا ہے افسوس اونکا کلام میرے پاس نہین ہے
صرف ایک غزل ہے ورنہ اسی حالت مین کہ ۱۸ برس سے مرض ذیابیطس مین اور کئی
روز سے جاڑے کے بخار مین مبتلا ہون پلنگ پر لیٹے لیٹے یا بیٹھے بیٹھے اونکے کلام کی بابت
رائے زنی کرتا اب اوسی ایک غزل کے چند اشعار کی طرف ناظرین کی توجہ مبذول
کرنے پر اکتفا کرتا ہون۔ مطلع ملاحظہ ہو مطلع آنکھ لڑتے ہی جگر کے پار پیکان ہوگیا
ہم تو سمجھے فیصلہ تیر رگ جان ہوگیا + اور یہ مطلع بھی کس زور کا مطلع ہے

مطلع

آہ کی پر ضبط بھی تا حد امکان ہوگیا
آج میرا راز ظاہر درد پنہان ہوگیا

یہ شعر بھی سنئے ایک جاہل مطلق اور یہ شعر خدا کی شان ہے۔

شعر

کیا مری عمر دو روزہ بھی مصیبت سی کٹی
شرم آتی ہے مجھے کس کس کا احسان ہوگیا

اس مردہ مضمون مین از سر نو جان ڈالی ہے گستاخ کیا اچھی لفظ ہاتھ آئی ہے

شعر

پہلے ہی سے کسقدر دست جنون گستاخ تھا
دامن یوسف بھی وحشی کا گریبان ہوگیا

لفظ نام نے اس شعر کو نیا کر دیا۔ یہ لفظ اور اوس شخص کو ملے جو الف کا نام نہین جانتا

شعر

قتل اسد رجب کیٔ عشاق کوئی حد نہین	آپ ہی کے نام کا شہرہ تو شان ہو گیا

یہ شعر بھی کیا خوب شعر ہے۔

شعر

اقربا روتے ہین کیون انکو بھی ہنسنا چاہئے	میرے مرجانے سے میرا راز پنہان ہو گیا

راز پنہان کے ٹکڑے نے کیا لطف پیدا کیا ہے۔
اس شعر مین کیا اثر کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔

شعر

آج ملک تمین کیسی بستیان سنسان ہین	دل کے مرجانے سے سارا شہر ویران ہو گیا

مقطع سنئے۔

مقطع

وہ بھی کہتے ہین تعجب ہے مجھے اس بات کا	عشق مین میرے شفیق ایسا غزل خوان ہو گیا

سچ ہے شفیق۔ جو وہ کہتے ہین وہی سب کہتے ہین ہمکو بھی تعجب ہے ایک جاہل مطلق انپڑھ اور ایسا شاعر شفیق تمھاری نظیر نہین تم خود ہی اپنی نظیر ہو ول سے دعا نکلتی ہے

تم سلامت رہو ہزار برس	ہر برس کے ہون دن پچاس ہزار

امروہہ۔ ۲۰ دسمبر ۱۶ سنہ ۱۹ء

خاکسار حامد علی

تقریظ از حلاوت زبان کلک جناب پنڈت برج نرائن صاحب چکبست لکھنوی

شفیق بندہ تسلیم

مجھے سخت افسوس ہے کہ مین تعمیل ارشاد سے معذور رہا اور آپکے دیوان کیواسطے قطعہ تاریخ نہ کہہ سکا
مینے آپکا کلام بارہا شوق سے پڑھا ہے اور سنا ہے۔ شعرا کے لیے کہا گیا ہے کہ شاگردان الہی ہین
اگر واقعی کسی کے لیے یہ لقب موزون ہو سکتا ہے تو آپ کے لئے آپکے کلام کی شستگی اور
لطافت قدرتی ہے۔ اور تصنع سے آزاد ہے مجھے کامل یقین ہے کہ آپکے کلام کا مجموعہ نظم اردو مین
قابل قدر اضافہ ہوگا اور نہایت شوق سے پڑھا جائیگا

چکبست لکھنوی

۱۴ جنوری سنہ ۱۹۱۷ء

تقریظ دیوان ہذا از گہرباری خامہ جناب مولوی مرزا محمد ہادی صاحب عزیز لکھنوی

یہ بات مسلم ہے کہ شاعری فطری چیز ہے اکتساب سے اسکو کوئی علاقہ نہین شاعر صرف
مدرسہ الہی مین تعلیم پاتا ہے مناظر قدرت اوسکے جذبات کو برانگیختہ کرتے ہین اور یہی آیات الہی
اوسکا تعلیمی نصاب ہین موجودات عالم مین صرف شاعری مین قوت ودیعت ہے کہ وہ
طبقات عالم کو درہم وبرہم کر دے اوسی کی فکر مین دریاؤن کا جزر و مد پنہان ہے شعر کی
حقیقت پر اون لوگون نے پردہ ڈال دیا ہے جو اوسکو حقیقی محل پر استعمال نہ کر سکے عصر موجود
مین شعر و شاعری کا کوئی معیار باقی نہین رہا اور اوسکی اہمیت کا انکشاف بعض سطحی نظر
نہ کر سکین صحن عالم مین صرف شاعری یہ رتبہ پڑھ سکتی ہین۔

من کیستم آن سالک کونین سیرم	گر بحتہ جوہر قدس است خمیرم
آن تشنہ قدیم کہ ز لب تشنگی وحی	جبرئیل در آید بحرمگاہ ضمیرم

ہمارا مشاہدہ ہے کہ فضلاء سے جو شعر موزون نہین پڑھے گئے وہ اکثر جاہل اور کم سن لوگون نے

بلا تکلف پڑھ دیئے یا بہت سے شاعر دیکھے جو دن رات اس فن سے شغل رکھنے پر بھی شعر کی حقیقت کا ادراک نہ کر سکے یہان سے شعر کی استعداد کا خداداد ہونا مسلّم ہے شاعری مطالعہ نفس کا نتیجہ ہے اور انسان کا مافی الضمیر فقط شاعر کا قلم دے۔

عرب جاہلیت مین صرف شاعری اوس قوم کے لئے طرۂ امتیاز تھی اونکی مرصع نظمین کعبہ کی مقدس دیوار و نکا طوق گلو تھین سوق عکاظ اونھین کی نواسنجیو نسے گونجا تھا قبایل کی باگین اونھین کی ہاتھو نمین تھین اگر وہ کسی قبیلہ کو برانگیختہ کرنا چاہتے تو ایک شعر اونکا ہزار لشکر و نکا کام دیتا تھا جب کوئی شاعر پیدا ہوتا تھا تو قبیلہ کی عورتین جمع ہو کر فخریہ گیت گاتی تھین اور اوسکو مبارکباد دی جاتی تھی قبیلہ کی موت اور زندگی فقط شعر سے وابستہ تھی۔

نظم کر لینا اور صاحب دیوان ہو جانا آسان ہے مگر شاعر ہونا اختیار سے باہر ہے بہت سے صاحب دیوان شاعر ایسے ہین جو بتکلف شاعر بنے اور اونھون نے مختلف چمنون سے گلچینی کر کے ایک گلدستہ تیار کر دیا مگر پھولونکی ڈالیون کو مناسب مقام پر نہ لگا سکے نہ اوس گلدستہ کو مرتب کر سکے ملکہ اونھون نے اصلی باغبانکی ریاضت کو بھی خاک مین ملا دیا نظم کا ذوق فطری ہوتا ہے اس دعوی کی برہان مین مین اپنے شفیق دوست سید محمد حسین صاحب کا دیوان پیش کرتا ہون باوجود اپنی بے سوادی کے نظم کرنے مین باسواد اور اکثر ناظمون سے ممتاز ہین اور ملکہ خاص رکھتے ہین کلام مین آمد زیادہ ہے آورد بہت کم جو ادب مین ایک بڑی صفت ہے گو یہ دیوان بتمامہ میری نظر سے نہین گذرا لیکن اسکا اکثر حصہ مینے وقتاً فوقتاً سنا اور لطف اندوز ہوا شفیق کی خصوصیات مین یہ بات قابل ذکر ہے جسنے اونکو تمام افراد مین ممتاز کر دیا ہے کہ پڑھے لکھے نام کو نہین مگر نظم کرنے مین نہایت حاضر طبیعت ہین معاملہ بندی اور جذبات سے کلام خالی نہین ہوتا شفیق نے اس عصر کے شعرا سے خراج تحسین وصول کیا ہے امید ہے کہ ادبا دنیا مین انکا دیوان قبولیت عام حاصل کرے۔

عزیز لکھنوی

تقریظ از مضمون زیری خامۂ جناب پرنس محمد وصی علیخان عرف سلطان صاحب

لسان الفصحا بجا ہی جو جناب سید احمد حسنین عرف منضو صاحب شفیق لکھنوی کو کہا

اس لئے کہ زبان مادری انکی زبان اردو و نیز اصطلاحات زبان اردو سے بخوبی
واقف - اگرچہ مطلق نہ لکھے نہ پڑھے لیکن وہ خاص صفت جو ایک زبان اردو کے
جاننے والے مین اعلی پیمانہ کی ہونا چاہئے ہے انمین خاطر خواہ موجود ہے بہت ممکن ہے
مبصرین ضرور تنقیدی نظر ڈالین گے اور نہایت متانت سے کام لین گے کہ یہ حملۂ خطابیہ
کس لئے جناب شفیق لکھنوی کیطرف منسوب کیا گیا جو کہ بحیثیت انصاف ایک
امی خصال ہین تو ایسی حالتمین میرا مستند جواب یہ کافی ہو سکتا ہے کہ جناب شفیق
لکھنوی حد زبان اردو و نیز اصطلاحات زبان اردو و ادر فطری مذاق اصناف
نظم و نثر اور تخییل جذبات طریقۂ زبان مذکور مین بہت ہی بہتر ہین - اگر اس حالت پر
بھی جناب شفیق لکھنوی اس خطاب مذکورہ بالا کے مستحق نہ سمجھے جائین تو وہ واقعی
بیحد حق تلفی ہے - انکی عظمت پاکیزہ خیال و نیز سیاست زبان اردو محتاج بیان نہین ہے
کیونکہ فی الحال یہ اپنی آپ ایک نظیر ہین اور خیال تخفیف مین مشکل ہے ایسا شخص ممکن ہونا -
جناب شفیق اپنے حد مذاق اردو شاعری کی ایک رکن خاص ہین - ناقدان فن یہ دلمین
نہ خیال کرین کہ اس خطابی حملہ سے تخفیف کا کیا مطلب ہے محض اس غرض سے کہ دنیا مین
ایسے ایسے لوگ بھی موجود ہین جنھون نے اس ذبرگی دبے سامانی علم پر اس حد کی مرکزی
تحقیق اور فصاحت کا مادہ اپنی مین پیدا کر لیا ہے جناب شفیق لکھنوی کی شاعری مین
جناب انیس مرحوم کا رنگ بھی اکثر مضمر ہے اثر - درد - عشق - ہجر - وصل - رنگ
جذبات علی الخصوص مذاق سلیم متعلقہ زبان اردو تو خاص انکا حصہ ہے - کوئی شخص غیر
جو جناب شفیق لکھنوی کی ماہیت سے واقف نہو وہ انکا کلام سنکر یہ نہین بتا سکتا ہے
کہ یہ واقف اسرار فن شاعری و ماہر اصناف عروض و نظم و نثر نہین ہین - اس حد کا

تو مذاق سلیم انسان اپنے مین پیدا کرے جناب شفیق لکھنوی کا انہماک شاعری زمانہ پر ہوگیا کہ جسنے انکو اس خطاب مذکورہ بالا کا مستحق بنا دیا۔ جناب شفیق لکھنوی نے منجملہ
زبان مذکور کسی طرحکا ایثار و نیز اعتکاف مذاق خیالات شخص دیگر اپنی ذات سے وابستہ نہین رہا۔ بلکہ ہمیشہ ایسے اوقات پر انکی طبع مایل بانحطاط رہی۔ ہمیشہ یہ خیال رہا کہ یقینی رہیگا کہ ایسے کلام مین ترکیب زبان فارسی یا ادق الفاظ عربی و نیز فارسی کا اثر تسرب نہونا چاہیے کیونکہ ہندستان زبان مذکور مستقل طور پر باقی نرہیگی سیرے خیال سے تو جناب شفیق لکھنوی ضرور خطاب مذکورہ بالا کے مستحق ہین۔

وصف لکھنوی

از کرشمۂ فن طبیعت جناب نواب سید محمد زکی خانصاحب ہاتف لکھنوی

ان اللہ علی کل شیٔ قدیر

شکر ہے اوس خداے واحد و قادر کا جسنے باوجود جسم و جسمانیت سے بری ہونیکے ایک لفظ کن سے تمام موجودات عالم کو خلق فرما کر نعمات متعددہ و مختلفہ سے متنعم فرمایا کلام پیدا کیا اور جس شے مین چاہا قوت گویائی عطا فرمائی۔ جیسا کہ موسیٰ عمران کو عالم وجود مین بھیجتے ہی نطق بھی عطا فرمایا۔ اور قابل نعت ہے وہ رسول اُمّی جسنے بمصداق ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ کوئی کلام نہ کیا اور اوسکے لیے ہمہ قادر نے تمام نباتات و جمادات وغیرہ مین قدرت سلام و کلام عطا فرمادی بعینہ اسی طرح قابل نعت ہی بقیۂ نور رسول یعنی حضرت سید المرسلین کا نفس یعنی بھائی وصی و جانشین حقیقی جسنے دنیا مین جلوہ فرما ہوتے ہی تمام صحف سابقہ کی مع قرآن کریم جو اوسوقت تک نازل بھی نہ ہوا تھا تلاوت فرمائی اور بہ فصاحت تمام رسالت حضرت پناہی کی شہادت دی لاکھ لاکھ درود و سلام ہو او نپر اونکے

آبائے طاہرین پیدا اور انکی اولاد معصومین ہر کہ میرے دوست جناب سید احمد حسن صاحب
شفیق لکھنوی کا دیوان مسمیٰ بہ عطیۂ الٰہی طبع ہو کر باعث اظہار قدرت پروردگار ہوا حقیقتاً
سرزمین لکھنؤ قدرتاً کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ مرکز علوم ہوگئی۔ ایسی کہ شرقی علوم و فنون کے تمام
اصناف میں ہر شخص یہاں کا گل سرسبد ہوا۔ اور مذاق شعری کو تو یہاں کی آب و ہوا کچھ ایسی راس آگئی ہے
کہ جسکی کوئی حد نہیں اور سیر طرہ متقدمین کی کوششیں اور موجودہ صاحبان زبان و ارباب
حق کی ہمتوں کا اثر۔ باہتمام تمام مشاعروں کا ہونا اور زبان کو زندہ رکھنے کے انکار کا سلسلہ
رہنا وغیرہ وغیرہ بھی وہ اسباب ہیں جنسے سرزمین لکھنؤ پر کثرت سے بہتر شعرا ہر زمانہ میں پیدا ہو
گئے اور انشاء اللہ یہی سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔ نتیجہ یہ کہ ہر طبقہ میں شاعرانہ مذاق کافی طور پر
داخل طبیعت ہوگیا ہے اور بلا جنبہ داری کے کہہ سکتا ہوں کہ کیا عجب ہے کہ یہ امر بھی لکھنؤ کے
مخصوصات میں شامل ہو۔

مثال میں جناب شفیق تلمیذ جناب رشید لکھنوی مدظلہ موجود ہیں جو فی الواقع جاہل محض ہیں حتیٰ کہ
اپنا نام بھی نہ لکھ سکتے ہیں نہ پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن قدرت کی طرف سے کچھ ایسی طبع رسا مرحمت
ہوئی ہے اور ایسا مذاق سلیم عطا ہوا ہے کہ آج آپکے سامنے ممدوح کا دیوان موجود ہے جو انکے
تصانیف کا نمونہ ہے۔ بڑی خوش قسمتی یہ کہ استاد بھی ملا تو شفیق اور اصل یہ ہے کہ قدرت نے
ایک جاہل کو قدرت کلام فصیح عطا فرمائی ہے۔ لکھنؤ کو ایسے شخص پر فخر کرنا بیجا نہیں ہے مذاق
شعری کی حالت یہ کہ غزل مرثیہ۔ سلام۔ رباعی۔ قصیدہ۔ قومی نظم۔ وغیرہ وغیرہ غرضکہ تمام
اصناف شاعری میں لکھنؤ ایسی معیار الکلام مقام پر خاص طور پر نام پیدا کر لیا۔ ایسا کہ ناواقف
اصحاب محض کلام سنکر نہیں پہچان سکتے کہ یہ شخص جاہل ہے غرضکہ اس دیوان کے ملاحظہ سے حضرات کو
کافی طور پر اندازہ کرنیکا موقع ملیگا کہ باوجود مٹی ہوئی حالت کے لکھنؤ ابتک اپنی وضع کا
کس آن بان سے پابند اور اپنی زبان پر کیونکر قبضہ کئے ہوئے ہے۔

العبد المذنب
سید محمد ذکی علیخان عفی عنہ خلف عالیجناب نواب معز الدولہ احتشام الملک سید محمد تقی خان بہادر اسد جنگ مغفور رستم نگر لکھنؤ

از جوہر طبع جناب پروفیسر مولوی مرزا محمد ہادی صاحب رسوا لکھنوی

جناب منحو صاحب شفیق کا دیوان لکھنؤ کا معجزہ نہیں تو کیا ہے کلام کا عیوب سے پاک ہونا کوئی خوبی نہیں ہے بلا تصنع کل محسنات کلام سے آراستہ ہونا اور پھر سراسر خطی سے شاعر کا عاری ہونا البتہ کمال ہے، بیشک لکھنؤ کی زبان شاعری کی جان ہے بلکہ فصاحت و بلاغت کا ایمان ہے اب بھی اگر امتحان منظور ہو لکھنؤ کے کسی شریف خاندانوں کی باتیں سنو پھر مطول اور مختصر کے ورق الٹ کر دیکھو جو کچھ سکاکی نے لکھا ہے ہماری زبان نے اوسکا عطر کھینچ لیا ہے اسمین شک نہیں کہ لکھنؤ اس گئے گذرے وقت میں بھی جو کچھ ہے غنیمت ہے۔ مگر منحو صاحب کا دیوان محض لکھنؤ کی زبان اور شریف خاندانوں کا جوہر نہیں ہے خداداد موزونی اور اور طبیعت کے لگاؤ کو بھی دخل ہے ورنہ ہر گلی کوچے مین لکھنؤ کے دو ایک شاعر ہوتے یہاں تو صرف ایک شفیق ہی شفیق نظر آتے ہیں منحو صاحب کا کلام کوئی معمولی بات نہیں ہے اوستادانہ کلام بلکہ کمال ہے اہل سخن دیکھیں گے اور وجد کریں گے پڑھیں گے اور داد دینگے دلوں سے آہ نکلے گی اور زبانوں سے واہ اس سب پر طرہ یہ ہے کہ پر گو اور بسیف لو دونوں ایک ہی شخص مین جمع ہین طرح دیدو غزل کہلوا لو یہ تو کوئی بات ہی نہین اکثر شکی مزاجون نے امتحان بھی کر لیا جو ہمنے لکھا ہے ویسا ہی پایا۔

حررہ ہادی

نوٹ - چونکہ یہ تقریظ دیر میں وصول ہوئی لہذا درج سلسلہ نہ ہو سکی۔

از نتیجۂ فکر جناب سید علی محسن خانصاحب آ لکھنوی

ایسے دیوان کی تعریف مین اور کیا لکھئے
قابل نازش اردوے معلّا لکھئے

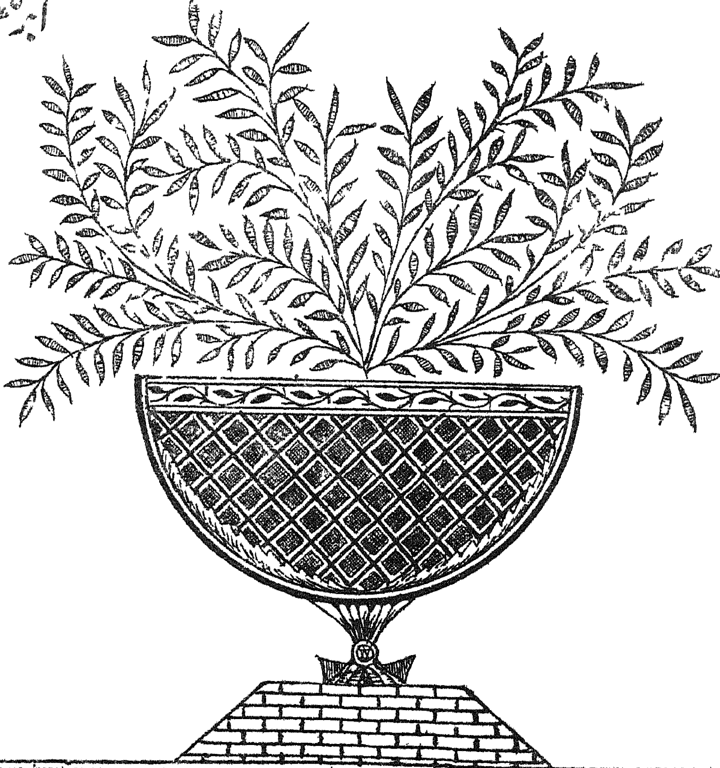
دیوان شفیق از باے بسم اللہ تا تاے تمت میری نظر سے اچھی طرح گذرا وجہ اوسکی یہ ہی کہ جب مصنف نے نظر ثانی شروع کی تو مسودات غزلیات مین ہی پڑھتا جاتا تھا یہ سنتے جاتے اور جابجا حک و اصلاح کرتے جاتے تھے جناب شفیق کی پر گوئی اور زود گوئی کا اسکے پہلے بھی مجھکو چند مرتبہ تجربہ ہو چکا تھا اکثر مشاعرونکی غزلین ساتھ کہنے کی نوبت آئی ہی جتنی دیر مین یہان ایک شعر ہو وہ دو تین شعر کہہ چکے اینی شاعرانہ قوت مشقی نہین بلکہ خداداد ہے اصناف سخن پر ایک ہی طرحکی قدرت و ملکہ ہی باستثناے تاریخ کہ الف بے ہی نہین پڑھے حروف ابجد کے اعداد کیا جانین ہان صوری تاریخ بھی کہہ سکتے ہین غرضکہ مین کہہ سکتا ہون کہ شفیق ایک بیمثل شاعر ہین اور لکھنؤ کے تمام شعرا مین ایک ممتاز نظر سے دیکھے جاتے ہین اور خوش گو بھی اس حد کے کہ مجھے نہین یاد آتا کہ شفیق جب مشاعرہ مین پڑھے ہون اور بخوبی داد نہ ملی ہو یہی وجہ ہی کہ فہرست خوش گویان لکھنؤ مین انکا بھی شمار ہے شفیق کی ذات علاوہ کمال شاعری کے چند دیگر صفات سے اور بھی متصف ہے جو شخص سیدھی اولٹی عبارت نہ پہچان سکے اوسکی بول چال ایسی صحیح و درست کہ پڑھے لکھونکو تعجب ہو کیا مجال جو فک اضافت ہو یا غیر فصیح جملہ زبان سے نکلے روزمرہ وہی جو ثقات شعرا کا ہونا چاہئے ایک یہ بھی صفت ہی کہ اور اکثر اہل لکھنؤ پر جو زبانکے بگڑنیکا اثر پڑا ہی انپر مطلق نہین ہی یعنے انکی زبان وہی لکھنؤ کی اردوے معلی ابھی تک باقی ہی حافظہ ابتک ایسا قوی کہ ہمیشہ پوری غزل پڑھتے وقت یاد ہوتی ہی ایک شعر نہین بھولتے طرفہ بات یہ ہی کہ جب اوستاد سے اصلاح لیتے تھے جب اصلاح بھی اوسی طرح بے روک صفائی سے پڑھ جاتے تھے جیسے اپنا کلام شفیق خلیق

نوٹ۔ چونکہ یہ تقریظ دیر مین وصول ہوئی لہذا درج سلسلہ نہ ہو سکی۔

متواضع خوش مزاج وطن دوست اور بندهٔ دوست پس پشت بھی دوست کے مداح ہیں
کبھی برا نہین سن سکتے مزاج مین شوخی و ظرافت بھی ہے افسوس کہ شفیق نے اپنا لطیف
کلام نہین رکھا ورنہ وہ بھی ایک مجموعہ دلچسپ ہوتا باشندگان لکھنؤ مین ہر طبقہ مین
انکو اک طرح کی ہر دل عزیزی حاصل ہے جواہر کی تجارت کرتے ہین اچھا شعر پرکھنے مین بھی
وہی ملکہ ہے جیسا کہ جواہر پرکھنے مین نگاہ ہے منصف مزاجی کی یہ حالت ہے کہ چاہے دشمن کا
شعر ہو مگر اچھا ہو تو یہ نہایت جوش و خروش سے داد دیتے ہین اعلیٰ الٰہی کے ہر ورق
کبھی مینے پڑھ کے منصف سے صحیح کئے علاوہ اون ردیف [illegible]
تقطیع سے کوئی غزل میری نظر سے ایسی نہین گذری کہ جسمین تین چار شعر بہت اچھے
پائے ہون - تمام دیوان مین حضرت آتش کے رنگ کی جھلک نمایان طور پر نظر آتی ہے

ع قبول خاطر و لطف سخن خدا داد است

آبر لکھنوی



غزل نعتیہ

بوقت نظم کافی ہی سہارا مجھکو یزدان کا
نمونہ اُسکی قدرت کا ہی مطلع میرے دیوان کا

مقابل ہو تو پھیکا رنگ ہو لعل بدخشان کا
نگین مہر سلیمان کا ہی مطلع میرے دیوان کا

بکے تھے مصر کی بازار مین تونے نبوت دی
عنایت سے تری یہ مرتبہ ہی ماہ کنعان کا

ترا الطاف تھا ہون عبد اور معبود مین باتین
اسی سے اوج پر ہی مرتبہ موسی عمران کا

وہ کیا مردے جلا سکتے تھے تیرا حکم تھا خالق
ترے دم سے تھا یہ بھی معجزہ عیسی دوران کا

تجھی نے شیر سے اُنکو بچایا اپنی رحمت سے
وگرنہ کون تھا تیرے سوا صحرا مین سلمان کا

بنایا تونے آدم کو ملائک نے کیا سجدہ
یہ تیری مصلحت تھی ورنہ یہ رتبہ ہو انسان کا

خلیل اللہ نے کعبہ بنایا ہاتھ سے اپنے
یہی معمار قدرت چاہیے تھا تیرے ایوان کا

تجھی نے نوح کا بیڑا بچایا غرق عالم تھا
تجھی نے اُسکو روکا اور تو ہی بانی تھا طوفان کا

بوقت قتل اسمعیل دنبہ بھیجا جنت سے
زمانہ مین ہوا چرچا تجھی سے عید قربان کا

تجھی نے لفظ کن سے دو جہان پیدا کیے یارب
تجھی سے زور چل سکتا نہین عالم کے سلطان کا

عجب محبوب ختم الانبیا پیدا کیے تونے
رسول پاک کو مالک بنایا دین و ایمان کا

اُسیکو مالک کوثر بنایا واہ ری قدرت
اُسیکی ملک ہی ادنی سی پورا باغ رضوان کا

اُسی سے معجزہ شق القمر کا ہوگیا پیدا
اُسی دم سے تو سینہ شق ہوا ہی ماہ تابان کا

رسول پاک کے سب مرتبہ بس ہی تو ہی واقف
ترے راز و نیاز عشق مین کیا دخل انسان کا

مری عزت بچانا نظم کے میدان مین ای یارب
تو ہی رتبہ بڑھائیگا شفیق ایسے غزل خوان کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

دیوان ہوا مرتب دیکھے گا اک زمانا
ان پڑھ ہو مین الہی عزت مری بچانا

اک لفظ کن سے تیرا ہر چیز کا بنانا
جیسا کہ تو ہی خالق ویسا ہے کارخانا

یکتا ہے تو بھی خالق تیرا نبی یگانا
دنیا مین جس سے پایا اسلام نے ٹھکانا

سب منکروں کے ہاتھوں وہ ظلم کا اوٹھانا
یہ اوسکا قاعدہ تھا اخلاق کا بتانا

تیرا پیام لیکر ہر سمت اوسکو جانا
تو دوست تھا الہی دشمن تھا اک زمانا

ایسے نبی کا یارب ایسا وصی بنانا
جسکو امام اول کہنے لگا زمانا

سچ تو ہین یہ نبی کے تھا فعل عاشقانا
دیدے گئے اپنی جانین اسلام کو بچانا

ان سب نے منکروں کا ستھراو کر دیا ہے
کفار کو تھا مشکل جانونکا بھی بچانا

ان کو ہی تو نے دی تھی ایسی صفت الہی
ہر دم جہاد کر کے کفار کو دبانا

ایمان کے چمن مین یہ معجزہ ہے ظاہر
نام کریم سنکر کلیون کا پھول جانا

ایمان کے جو ہین بلبل وہ کر رہی ہین کوشش
اپنا بنا رہی ہین جنت مین آشیانا

ان کی زبان کی قوت زائد ہو یا الہی
اسلام کا ہے ڈنکا بلبل کا چہچہانا

انسان ہون یا کہ طائر آباد اونکو رکھنا
پڑھتے ہین ہر چمن مین جو تیرا ہی فسانا

اس طرح سے نبیؐ نے بویا ہی تخم ایمان
سنتے ہی نام خالق بلبلونکا کھِل جانا

شاخین جہان مین اسکی ہر سمت کو گئی ہین
کس کو جہان مین آیا ایسا چمن لگانا

جتنے شجر ہین اسکے سرسبز ہو رہے ہین
کیا لطف ہے زمین پر سبزے کا لہلہانا

جو پنجتنؑ کو تو نے یارب دیے ہین رتبے
تو نے اونھین بنایا تو نے ہی اونکو جانا

کھیتی انھین کے دم سے اسلام کی ہری ہے
سینچا ہے اپنے لونسے ہر مزرع دانا دانا

قوت علیؑ کی یہ ہے عالم مین آشکارا
وہ دست چپ سے اپنے خیبر کا در اوٹھانا

کچھ مصلحت تھی اسمین بولے نبیؐ علیؑ سے
کاندھے پہ میرے چڑھکر کعبے کی بت گرانا

بارہ امام بھی ہین ایسے امین یارب
تو نے عطا کیا ہے اسلام کا خزانا

دنیا مین ایسی قوت کسکو ہوئی ہے حاصل
سب سے بلند پایا ان کا ہی آستانا

اتنا خیال رکھنا مخدومۂ دو عالم
ہم ایسے حامیون کو دوزخ سے تم بچانا

اوسکی خدائی بھر کا ہے اختیار تم کو
ہوگا تمھارا قبضہ جنت پہ مالکانا

پھر سب زیارتون سے روشن ہون سبکی آنکھین
میرا مع عزیزان کے ہو مدینہ جانا

بی بی اسی طرح سے حج سے بھی ہون مشرف
کونین کی خوزادی ہے عرض خادمانا

یارب ترے کرم کا کیا شکر یہ ادا ہو
تو نے عطا کیا ہے نظم کا خزانا

اچھا ہے یا برا ہے تیرا ہی ہے عطیہ
اسکو قبول کرنا ہے نظم جاہلانا

بے شبہ تو نے اپنی قدرت دکھائی سبکو
میری زبان سے نکلین الفاظ عالمانا

معبود میرا تجھپر احوال سب ہے ظاہر
تیرے سوا کسی کو مینے کریم جانا

تیرے سوا نہین ہے میرا کوئی سہارا
دم بھر مین تو ہی دینا اتنا مجھے خزانا

جس سے کہ میری نکلین یارب ضرورتین سب
حاجت روا ہے عالم عزت مری بچانا

روشن ہے تیرے در پہ ہی دست و پا ہون یارب
کیا بات تیرے آگے قوت مری بڑھانا

کس سے کہوں الٰہی سنتا ہے کون میری
جو میرے کام آئے ایسا نہیں زمانا

تیرے ہی در پہ یارب پھیلا ہی ہاتھ میرا
میرا الشکل سایل ہو تیرے در پہ آنا

عزت تجھی نے دی ہو ہے تو ہی اسکا حافظ
میرا اگر بگڑ چکا ہے سارا ہی کار خانا

ہو غیب سے الٰہی ساماں ایسا ظاہر
کچھ ایسی ہو ترقی دیکھے جسے زمانا

سب التجائیں میری مقبول ہوں الٰہی
دیکھوں میں اپنے سر پر رحمت کا تیری آنا

یارب قبول کرنا صدقہ میں پنجتن کے
لا علم ہوں الٰہی ہے مختصر فسانا

ان پڑھ شفیق یارب آیا ہے تیرے در پر
یہ ہو اثر سخن میں اچھا کہے زمانا

غزل نعتیہ

دعا میکش نے دی ہو چھلکے پیمانہ محمدؐ کا
قیامت تک رہے آباد میخانہ محمدؐ کا

نبی سب گرد ہونگے آپ ہونگے بیچ میں بیٹھے
جنان میں ہو گا جب دربار شاہانہ محمدؐ کا

سوا ذکر خدا کے اور کوئی بات کیا ہوتی
ملائک سے بھرا رہتا تھا کاشانہ محمدؐ کا

پلائیں گے سبھونکو جام بھر کر ساقیٔ کوثر
نبی سب دیکھنے آئیں گے میخانہ محمدؐ کا

گناہونکے سبب جائے تو اوسکو کیا ضرر ہوسکے
نہیں دوزخ میں جل سکتا ہی پروانہ محمدؐ کا

مۓ حب علیؑ پیکر بہار خلد دیکھے گا
چلے گا جھوم کر ایک ایک مستانہ محمدؐ کا

عجب کیا ہے جو یہ عرش بریں بھی جھک کہتا
زمیں وہ کیا ہے جسپر ہو گا کاشانہ محمدؐ کا

خدا کا نام ہو لب پر چلا جاتا ہی جنت میں
کسی کی بھی نہیں سنتا ہی دیوانہ محمدؐ کا

شفیق زار وہ جنت میں جائیگا خدا شاہد
سنا ہو گوش دل سے جسنے افسانہ محمدؐ کا

اک جوانی کا سبب اور یہ ارمان ہونا
سخت مشکل ہو مری موت کا آسان ہونا

میں کہاں نظم کہاں جاہل مطلق ہوں میں
اوسکی قدرت ہو مرا صاحب دیوان ہونا

کار گر پند و نصیحت نہین ہوتی اوسکو
جسکی تقدیر مین لکھا ہو پریشان ہونا

وقت زینت ہی مجھے اونپہ ہنسی آتی ہی
آئنہ دیکھنا اور آپ ہی حیران ہونا

یاد آتی ہین مجھے اونکی وہ بھولی باتین
خود مجھی کوسنا اور خود ہی پشیمان ہونا

تونے مجنون کے کف پا مین کئی زخم بہت
میرا پابوس بھی اے خار مغیلان ہونا

تونے صیاد قفس پر جو رکھی پھول تو کیا
موت بلبل کی ہی دوری گلستان ہونا

گر اسی طرح ہین غارت گر دنیا ترے ظلم
میری نظروںمین ہی عالم کا بیابان ہونا

ہر رگ دلمین تری روز خلش ہوتی ہی
اسمین ممکن ہی ترے تیر کا پیکان ہونا

ایک دن آئیگا اک سوے عدم جانیکا
رسم ہی خلق مین دو روز کا مہمان ہونا

دل یہ کہتا ہی مرا سلسلۂ گیسو سے رہا
مین نے دیکھا ہے پریشانسی پریشان ہونا

ساکن ملک عدم شعبدہ یہ سیکھی ہین
خواب مین آئین کہنا یہ آنکھہ تو پنہان ہونا

یہ مرے کاتب قدرت نے مقدر مین لکھا
روز فرقت کا اجالا شب ہجران ہونا

قیس نے دشت نوردی مین بسر اپنی کی
میری تقدیر مین تھا ساکن زندان ہونا

روشنی قبر پہ کردے کوئی اتنا بھی نہین
قہر ہے دل کا چراغ تہ دامان ہونا

اے جنون تیری ہی خصلت ہی مری رگ رگ مین
اب کبھی مجھسے نہ تو دست و گریبان ہونا

لاش بھی تیری گلی سے نہ نکلنے دیگا
ہجر مین دم کا مرے صورت ارمان ہونا

دل بیتاب مرا سینہ سے باہر آیا
اب تو ممکن ہی نہین راز کا پنہان ہونا

بولا جلاد کہ ہم با تو نہین کرتے ہین قتل
ہمکو شرماتا ہی شمشیر کا عریان ہونا

بیکسی کہتی ہی ویرانہ رہے اوس جا پہ
جس سے ظاہر ہو کبھی گور غریبان ہونا

مجھکو عسرت مین حیا آتی ہی یارب اسکی
تیری موجودگی اور غیر کا احسان ہونا

میرے احباب یہ کہتے ہین کہ جاہل ہی شفیق
ہی بہت جائے عجب اسکا غزل خوان ہونا

وہ یہ کہتے ہین کہ ہر دلبر سے قابو اپنا
لڑتے ہی آنکھ اثر کرتا ہی جادو اپنا

یار گو پاس نہین دل تو نہین گھبراتا
ورد کے صدقہ مین آباد ہے پہلو اپنا

پاس سے اوٹھکے وہ جانیکو ہین نالان ہے
گرچہ سوا جانہ ماتم سے ہے پہلو اپنا

ہم پئین یا نہ پئین عذر کہ اک جام تو دین
اپنی میخانہ پہ ہو جائے جو قابو اپنا

جگر اپنا دو جو کرتا ہے تو دل کھتا ہے
تو تو ہر وقت مین ہی قوت بازو اپنا

آتش ہجر وہ بھڑکی ہے جگر جلتا ہے
دل ماشاد بچائے رہے پہلو اپنا

جسطرح چاہئے زینت کو ترقی دیجیے
آئنہ اپنا ہے رات اپنی ہے گیسو اپنا

قتل لاکھون کو کیا ہی تن تنہا قاتل
اپنے ہی ہاتھ سے تو تھام لے بازو اپنا

دلکی بے چینی سے جب مین ہوا بالکل عاجز
اپنے ہی ہاتھ سے زخمی کیا پہلو اپنا

شفیق جگر افگار ہوا ہجر مین کیا
ایتو روکے سے بھی رکتا ہین آنسو اپنا

آئینہ مین عکس جب اوسکا مقابل ہو گیا
پھر تو وہ قاتل مرے قاتل کا قاتل ہو گیا

تیر مارا تھا جگر پر دل بھی گھایل ہو گیا
قاتل اک بسمل کے ساتھ اک اور بسمل ہو گیا

مین جنون نہین کہتا ہون اوسکا مرقع دیکھکر
اب تو تو نام خدا باتونکے قابل ہو گیا

سر جو کٹ کر گر گیا اوس بزم مین حاصل فروغ
نام روشن خلق مین اے شمع محفل ہو گیا

وہ بھی دل تھامے ہوئے آتے ہین گھبرائے ہوئے
اب اثر پورا ترا اے نالۂ دل ہو گیا

اوٹھگئی وہ شمع میرے دلکی صورت جل گئی
غش ہوا مین اور بھی کچھ رنگ محفل ہو گیا

پھر تجھے ہم نذر دینگے اے خدنگ ناز یار
اور دل ممکن جو کوئی تیرے قابل ہو گیا

شمع نے آنسو بہائے جان پروانون نے دی
اونکے جاتے ہی دگرگون رنگ محفل ہو گیا

مفت وحشت کی سبب بدنام ہوتا ہی جنون
باعث صحرا نوردی پاؤن کا تل ہو گیا

اے جنون زلف مسلسل کی محبت مین قید
ساتھ میرے دل بھی پابند سلاسل ہو گیا

چودہوین شب مجھکو نیند آتی نہین انکے بغیر
ماہ کامل آج اوس رخ کی مقابل ہوگیا

اوسنے منہ دیکھا شکستہ کرکے شکل آئینہ
جلوہ گہ لاکھون حسینونکا مرا دل ہوگیا

جمع تھے ارمان تیر ناز کے خالی تھی جا
دلمین آ بیٹھا تو وہ نارنگ محفل ہوگیا

چاک دامن تو کیا یوسف کا جوش شوق مین
رنج سے ٹکڑے زلیخا کا مگر دل ہوگیا

مرنے بیٹھے ہمین ہنین اب اوسکی آنیکی امید
کام جو آسان تھا مجھکو وہ بھی مشکل ہوگیا

کیا تکبر بھی بری شی ہے خدا کی شان دیکھ
آئینہ مین تو ہی خود اپنا مقابل ہوگیا

اقربا کفنا کے مجھکو تا لحد پہونچا گئے
ساتھ میرا اونکا بس دو تین منزل ہوگیا

عید غیرونسے ملے وہ اسکو یہ صدمہ ہوا
میرے سینے سے لپٹ کر غش مرا دل ہوگیا

ہر گھڑی ہر لحظہ کی مشق تصور اسقدر
یار کا نقشہ ہماری آنکھ کا تل ہوگیا

درسی محفل مین بلایا اوسنے مین یہ خوش ہوا
دو قدم کا راستہ بھی ایک منزل ہوگیا

مینے جب چاہا کہ بحر غم سے مین ہو جاؤن پار
دور مجھسے منزلون دامان ساحل ہوگیا

دیکھکر روتے ہوئے مجھکو تمھین ہنسنا نہ تھا
برق کے گرنے سے بیتاب اور بھی دل ہوگیا

عشق عارض مٹ گیا ہوتے ہی عشق زلف یار
شام سے ٹھنڈا چراغ خانہ دل ہوگیا

اے شفیق زار بعد مرگ بس اتنا تو ہو
سب کہین احباب اک ایسا بھی جاہل ہوگیا

کہہ لاکھ مگر کوچے سے بستر نہ اوٹھیگا
یہ تیر ستم ہمسے ستمگر نہ اوٹھیگا

سینے پہ مرے بیٹھکے خود سر نہ اوٹھیگا
بے قتل کئے مجھکو ستمگر نہ اوٹھیگا

دل درسی ترے اے مرے دلبر نہ اوٹھیگا
ہے ضعف بہت مجھسے یہ پتھر نہ اوٹھیگا

لازم ہے کہ تم ناوک مژگاں سے کرو قتل
ابرو کا اشارہ ہے کہ خنجر نہ اوٹھیگا

جو عشق کے رستہ مین جہان بیٹھ گیا ہے
تا حشر کبھی وہ ترا لاغر نہ اوٹھیگا

ہر آبلۂ دل مین مرے راز بھرے ہین
پھر گر مرے پہلو سے یہ لشکر نہ اوٹھیگا

جلادونے بسمل کو کیا قتل یہ کہکر
اب تو کبھی ہنگامۂ محشر نہ اوٹھیگا

میخوار تری بزم مین مدہوش ہین ساقی
اب حال یہ پہونچا ہے کہ ساغر نہ اوٹھیگا

یہ مجھسے گران جان کا احوال فرشتون
تمسے بھی مرے قتل کا محضر نہ اوٹھیگا

سویا ہی ابھی تھک کے غم و رنج و محن سے
تا حشر کبھی میرا مقدر نہ اوٹھیگا

یہ اونکی حیا کہتی ہے تم بیٹھے ہو جب تک
مجذوب ہین زانو سے کبھی سر نہ اوٹھیگا

اسطرح جلائیگی اوسے آتش الفت
پروانہ کا محفل سے کبھی پر نہ اوٹھیگا

کمسن ہو ڈرے جاتے ہو کیا قتل کروگے
جھکی جو کہین آنکھ تو خنجر نہ اوٹھیگا

ساقی کا اولش ہو تو مین تھراتا ہون ڈر سے
مجھسے یہ چھلکتا ہوا ساغر نہ اوٹھیگا

اے چارہ گرو آبلۂ دلکو نہ چھیڑو
مرجاؤنگا مین صدمۂ نشتر نہ اوٹھیگا

یہ قاعدہ ہے صانع قدرت نے بنایا
اک پاؤنکے اک پاؤن برابر نہ اوٹھیگا

تیر نگہ ناز سے ہو جاؤنگا زخمی
گر درد مرے دلمین سمجھکر نہ اوٹھیگا

رکھ اشک ذرا اے صدف چشم امانت
دامن پہ گریگا تو یہ گوہر نہ اوٹھیگا

تم ظلم کرو منہ سے کبھی اف نہ کرینگے
ہم جان ابھی دیدینگے ستمگر نہ اوٹھیگا

اس ضعف مین قاصد کو بتا دونگا مین کیونکر
گر ہاتھ مرا اونکے سوے در نہ اوٹھیگا

یہ سو چکے ہم کوچہ مین بیٹھے ہین تمھارے
آجائے قیامت بھی تو بستر نہ اوٹھیگا

دربان نے یہ کہکے مرے ہاتھ سے چھینا
فرماتے ہین وہ اب ترا بستر نہ اوٹھیگا

تم چھپ کے کہین جاؤ مگر چھپ نہین سکتے
رفتار سے کیا فتنۂ محشر نہ اوٹھیگا

ملت ہے تری ایسی شفیق جگر افگار
کیا شور ترے مرنے کا گھر گھر نہ اوٹھیگا

راز عشق افشا کیا مجنون نے کیا اچھا کیا
خود ہوا بدنام اور لیلی کو بھی رسوا کیا

دوست صادق ہے دہی جو کام آئے دوستکی
ہجر کی شب ساتھ میرے دل مرا تڑپا کیا

چاک سینہ کرکے کی سیر دو عالم یار نے
زخم دل دیکھے کبھی داغ جگر دیکھا کیا

بعد مردن چاک سینے کو کیا جلاد نے
بھر کے آہ سرد میرا دل جگر دیکھا کیا

دل نشانہ کرکے ظالم نے ادہر پھیری نظر
کیسا مایوسی سے مین اپنا جگر دیکھا کیا

حشر کے دن اپنے کشتوں سے کہا جلاد نے
پھر برا ہوگا جو میرا کوئی بھی شکوا کیا

آئینہ مین دیکھ کے خود محو نظارہ رہا
اپنی ہی صورت کو آئینہ مین وہ دیکھا کیا

زندگی بھر ہجر کی راتو مین نیند آتی نہ تھی
مر کے پھر مین تا قیامت چین سے سویا کیا

زخم دل زخم جگر کی تازگی بڑھتی گئی
بھر کے آہ سرد یہ شاداب گلدستا کیا

ہمسے وحشی دشت مین خارونپہ یون چلتے ہے
ہر قدم پر پاؤں لگا اک آبلہ پھوٹا کیا

اب دل بیتاب رکھنے مین نہین ہے دوستو
مین خجل ہونگا جو اوسنے یار کا شکوا کیا

اسمین شرکت عشق کے اعجاز کی مطلق نہین
درد کو ہمنے دل مضطر مین خود پیدا کیا

کرکے مایل گیسوے شبرنگ پر مارا مجھے
یہ دل بیتاب میرے ساتھ تونے کیا کیا

دفن کرنا تھا نہ میرے ساتھ قلب سوختہ
تا قیامت قبر سے میری دھوان اٹھا کیا

مجھکو مارا اے اجل ظالم نے بھر کر آہ سرد
پھونک کر اوسنے چراغ زیست کو ٹھنڈا کیا

اب تری دیوانگی حد سے سوا بڑھنے لگی
رخ شفیق زار تونے جانب صحرا کیا

اوسکے کوچہ سے تو مین بے سر و سامان نکلا
حشر کردونگا اگر قبر سے عریان نکلا

منتظر غیر ہوئے لاش ترے در سے اوٹھی
حیف گھر سے نہ مگر تو بے سامان نکلا

آکے اغیار نے کی دفن و کفن کی تدبیر
دار دنیا سے یہ مین بے سر و سامان نکلا

سہ نو دیکھتی ہی ہاتھ بڑہاے سب نے
شکر ہے یہ تری وحشی کا گریبان نکلا

میری آنکھوں کے تلاطم نے ڈبویا مجھکو
جوشش گریہ ہی مرا باعث طوفان نکلا

جان و دل کو بھی سمجھتا ہون کہ ہو مال اوسکا
مجھسا دنیا مین کہان بے سر و سامان نکلا

آتش عشق سے اب کون بچائے مجھکو / دل بھی نکلا تو چراغ تہ داماں نکلا

لاشین پر پروانونکی پھکوائین مری لاشکو ساتھ / صبح کو صحبت جانان سے یہ ساماں نکلا

جذب دل دیکھ تو عاشق کا ذرا او ظالم / ٹکڑے ہو ہو کے ترے تیر کا پیکان نکلا

عشق گیسو مین عجب رات کٹی ہے میری / نالہ دل سے کوئی نکلا تو پریشان نکلا

وصل کا ذکر نہین قصہ غم سے حاصل / کیون سنین ہم کہ کسی اور کا ارمان نکلا

میرے احباب یہ کہتے ہین کہ شاعر ہے شفیق / ہے تو جاہل یہ مگر خوب غزلخوان نکلا

یقین ہے دوست کو دشمن کو یکسان ہو الم میرا / جوانی مین جو موت آجائے ہو دونونکو غم میرا

سبب سے اوسکے جاتا ہوگا یون سوئے عدم میرا / اوٹھائین نے جنازہ دوست سب دو دم میرا

مری میت کو وہ کاندھا دیے جاتے ہین مجمع مین / مرینگے غیر بھی اب دیکھکر جب اوہ چشم میرا

کبھی ہے عیادت آکے مجھکو دیکھ تو ظالم / نہ بھولیگا قیامت تک تجھے درد و الم میرا

نئی رفتار دکھلائی یہ کہکر مٹنے والونے / نہ پاوگے قیامت تک کبھی نقش قدم میرا

اوسی کی دوستی پر ناز ہے جو میرا دشمن ہے / کریگا قتل جو مجھکو اوسیکو ہوگا غم میرا

یہ اوسکی زلف پیچان مین کہا کرتی تھی شانہ سے / بڑھونگی جسقدر اوتنا زیادہ ہوگا غم میرا

تری سب کوششین ہین چارہ گر بیکار جائینگی / مجھے مردہ سمجھ لینا مرض جب ہوگا کم میرا

قیامت خیز ہونگے میرے نالے اوسکو چمن مین / ذرا جنبے دو کوے یار مین ابکی قدم میرا

مین اپنی تیرہ بختی کا اگر احوال لکھتا ہون / سیہ اشکونسے رویا کرتا ہے اکثر قلم میرا

نہ گھبرا کر کہو خالق کرے مشکل تری آسان / غنیمت جان لو اے دوستو اتنا ہی دم میرا

کہا ظالم نے یہ ناواقفان عشق سے ہنسکر / اوسی پر لطف بھی ہوگا اوٹھائے جو ستم میرا

ہمارے خواب مین اکثر تغافل کیش کہتا ہے / سمجھنا اتفاقی یہ بھی اک لطف و کرم میرا

اگر یہان ڈر گیا دوست جنونکا نام ہی سنکر / گلے لپٹا ہے وہ ایسا گھٹا جاتا ہے دم میرا

دکھانا ہے الٰہی حال اپنا اہل محشر کو
مین ایسا تابع فرمان اوسکا حکم آتے ہی
قیامت مین اوٹھون مین جب مجھی ملجائی غم میرا
کفن پہنا ارادہ ہو گیا سوئے عدم میرا

کرو حامد علیخان کا شفیق زار شکریہ
وہ محسن ہین کیا ہے حال پرجسمین رحم میرا

نرگس نے مری چشم گہربار کو دیکھا
کس پاس سے بیمار نے بیمار کو دیکھا
گھبرائے جو سینے سے مرے تیر کھنچ آیا
پیکان سے نظر کی کبھی سوفار کو دیکھا
یہ میرے مسیحا تری تشخیص ہے کیسی
آزار بڑھا اور جو بیمار کو دیکھا
برہم ہی رہا ہمسے مزاج اوسکا ہمیشہ
سیدھا نہ کبھی ابروے خمدار کو دیکھا
اوسوقت مسیحا تری کیا بات رہیگی
گر موت نے آکر ترے بیمار کو دیکھا
وہ دشت نوردی مین اذیت ہین پہنچی
تھرائے مرے پاؤن جہان خار کو دیکھا
کچھ ہجر کا شکوہ جو کیا بزم مین مینے
ظالم نے کئی مرتبہ تلوار کو دیکھا
تم اوٹھ گئے پہلو سے برا وقت سمجھکر
دم توڑتے ہمنے دل بیمار کو دیکھا

دل تھام کے ظالم ہوا انگشت بدندان
جب اوسنے شفیق جگر افگار کو دیکھا

توڑ کر سینہ مرا ناوک قاتل نکلا
حضرت عشق مدد ہو کہ مرا دل نکلا
دوستی کی ہو بھلا کس سے زمانہ مین امید
دشمن جان مرے پہلو مین مرا دل نکلا
جسکے باعث سے ہوئی دشت نوردی پہلے
پھر مرے پاؤن مین افسوس وہی تل نکلا
تھا اسی شکل پہ یکتائی کا دعوی تجھکو
آئینہ مین یہ ترا کون مقابل نکلا
ہجر مین آنکھون نے یہ قطرۂ خون ٹپکایٔے
جسکو چٹکی سے دبایا وہ مرا دل نکلا
حسن یوسف کو تو سنگی بہت بگڑے تھے
چاند پر خاک نہ ڈالی جو مقابل نکلا
عاشق حیدر کرار ہوا اس سے شفیق
کوئی دنیا مین نہ حیدر کا مقابل نکلا

رازِ تیرا ہی تو ہی دیکھنے والا ہوتا
تیر تو نے ہی مرے دل سے نکالا ہوتا

عالم الغیب نے کچھ صبر دیا ہے دلکو
یہ نہ ہوتا تو زمانہ تہ و بالا ہوتا

ہے یقین راہ عدم کو مین ڈبو ہی دیتا
کوئی رستا جو مری پاؤنکا چھالا ہوتا

دیکھتے طالب دیدار کی اپنی صورت
تمنے غرفہ سے ذرا منہ تو نکالا ہوتا

آتے سوہم کو مری قبر پہ بیٹھکر بولے
آپنے موت کو دو روز تو ٹالا ہوتا

خواب مین آکے گئے اتنا مناسب تھا نہین
دیکے تسکین مرے دلکو سنبھالا ہوتا

بزم نوروز مین گر اتنا حسین کرتے شفیق
رنگ کے بدلے مرا خون بھی اچھالا ہوتا

قیس سے مجھسے ہی دنیا بھر سے یارانہ جدا
اب کہان ہوتا ہے دیوانہ سے دیوانہ جدا

بزم مین کہتا ہے ساقی مجھسے تو خاموش رہ
رکھدیا ہے نام کا تیرے بھی پیمانہ جدا

اپنی جا پر ہے مجھے صحرا نوردی کا مزا
ساری عالم سے مرے دلکا ہے ویرانہ جدا

شوقین میخوار سب مرکے پہونچین گو وہان
میرے ساقی کا ہے اس عالم سے میخانہ جدا

غور جب کرتا ہون ہر سو تو ہی آتا ہے نظر
تیرے رہنے کا بنا ہے آئنہ خانہ جدا

پھر نہ جلتا اور مرتا ہجر کی تکلیف سے
ٹھہرے جب شمع سے ہو جائے پروانہ جدا

روک کر قاصد کو اپنے دلمین کچھ کہکر چلا
کام اپنا اور ہے اور کار بیگانہ جدا

حشر کے دن عدل اونکا دیکھکر مین خوش ہوا
ایک جا سب ہین نہین اپنے سے بیگانہ جدا

کوئی عالم بھر مین اوسکا دیکھنے والا نہین
ہے مرے پردہ نشین کا سب سے کاشانہ جدا

اپنے مین ہاتھوسنے اپنے دل جگر ٹکڑے کرن
تاکہ اک عالم سے ہو میرا بھی افسانہ جدا

پیتے ہی گردن جھکا کر داخل جنت ہوا
تیرے بادہ کش کا ہے انداز مستانہ جدا

بھائی کے مرنے ہی یہ آفت ہوئی ہے شفیق
گھر بھی چھوٹا دربدر کی ٹھوکرین کھانا جدا

اوسے دیکھا تو بھولے دلمین کیا تھا
کرشمہ یہ رخ قاتل مین کیا تھا

اثر سے جسکے دل تھرّا رہا ہے
وہی جانے کہ اوس مشکل مین کیا تھا

بوقت امتحان گر دیکھتا وہ
سوا درد میرے دل مین کیا تھا

سکون ہوتے ہی دنیا سی سدھارا
تڑپنے کے سوا بسمل مین کیا تھا

طلب کرتے ہی دل سینہ سے نکلا
خدا جانے کف سائل مین کیا تھا

کہا یہ قیس نے مین کیا بتاؤن
نہ پوچھو عشق کی منزل مین کیا تھا

نظر پڑتے ہی غش کھا کر گرا وہ
نہ سمجھا قیس کچھ محمل مین کیا تھا

رہا سینے پہ میرے ہاتھ مرکر
کوئی سمجھے نہ اوسکے دل مین کیا تھا

لحد پر آکے میری پوچھتے ہین
شفیق افسوس تیرے دلمین کیا تھا

دل جلا پہلو جلا سارا کلیجا جل گیا
آہ کی اللہ ری گرمی کر کیا کیا جل گیا

چارہ گر اب کوئی بھی امید صحت کی نہین
اُف جو کی ہر زخم دلکا میرے پھایا جل گیا

دھوے جب دست حنائی اونے یہ سرخی بھی
مجھکو یہ دھوکا ہوا تھوڑا سا دریا جل گیا

آہ سوزان کو کیا ہے ضبط سینے عمر بھر
چارہ گر بھی دیکھ لین سینے مین کیا کیا جل گیا

یا الٰہی اب کہان دیوانگان عشق جائین
وحشیون کی آہ سی دامان صحرا جل گیا

شعلہ رو نے کی جو مجھسے گرمجوشی بزم مین
رشک سی پروانہ بھی آفت کا مارا جل گیا

کوسنی آتش مرے سینے مین پنہان ہو گئی
جسکی حدت سی مرے زخمونکا بخیا جل گیا

آبلون مین پاؤن کے گرمی ہی میرے اسقدر
زیر پا صحرا مین جو آیا وہ کانٹا جل گیا

اب دل سوزان کی گرمی حد سے زاید بڑھ گئی
دیکھنے مین نبض کے دست مسیحا جل گیا

راز جو مخفی ہین آہین اب وہ چھپنے کے نہین
آتش فرقت سی میرے دلکا پردا جل گیا

نالہ کرکے آج ہی کے دن مٹو تم بھی شفیق
دھوپ مین اوس یار کا نقش کف پا جل گیا

اغیار کی نگہ آنکھ مین کچھ دل مین رہگیا — میرا غبار اوٹھتی ہی مشکل مین رہگیا

نکلی نہین اسد کی حسرت آگلی — ارمان میرے دنیا سے مرے دل مین رہگیا

سب عمر گذری ملے نہ ہوئی اس اسیر عشق — مجنون غریب ایک ہی منزل مین رہگیا

یہ بھی ہی کوئی قید نہ آزاد تو کرے — دیوانہ مر کے قید سلاسل مین رہگیا

آئے خدنگ ناز لہو بہ گرا تمام ہو — تھوڑا سا خون اور مرے دل مین رہگیا

قاتل یہ بولا ہے سنکے نہ جائیگا حشر تک — گر زخم کا نشان بھی گھائل مین رہگیا

دریاے غم سے پار ہوئے بڑھکی خوش نصیب — مین کیون جھجک کے دامن ساحل مین رہگیا

دست طلب بڑھا تو مگر بات بھی گئی — مرنیکے بعد کیا کف سائل مین رہگیا

لیلی نے جو اشارے مین مجنون سے کہا — وہ راز تا بہ حشر یہین دل مین رہگیا

محشر مین رنگ لائیگا پیش خدا ضرور — جو خون میرا لوٹ کے قاتل مین رہگیا

مرنے کا میرے بزم مین اتنا اثر ہوا — افسوس بنکے وہ تری محفل مین رہگیا

جب چونکتا ہی غش سے تو لیتا ہی تیرا نام — اتنا ہی ہوش اب ترے غافل مین رہگیا

اب چارہ گر یہ درد محبت نہ جائیگا — آرام جو ملا تو مرے دل مین رہگیا

شبکو مقابل اوس سے ہوا دن کو چھپ گیا — یہ نقص حشر تک مہ کامل مین رہگیا

رہنے دو اسکو یہ بھی خلش خوب ہی شفیق
پیکان تیر یار مرے دل مین رہگیا

جنون کچھ کم نہ ہو جائے خدا حافظ تری دلکا — کلیجا تھام لے او قیس اوٹھا پردا محمل کا

نہ گھبرے چارہ گر ارمان نکلا تیر قاتل کا — لہو جتنا بہا وہ سب تصدق ہی مرے دل کا

یہ سمجھا ہے نشانہ ہونگا مین بھی تیر قاتل کا — بڑھا جاتا ہی آگے حوصلہ دیکھو مری دل کا

سمجھ لین سب کہ تازہ حشر آئیگا دم محشر — قیامت آئی مجھسے نام پوچھا میرے قاتل کا

کبھی مہندی لگا کے ہاتھ سینے پر مری رکھین — تڑپنا بھی ذرا دیکھین تحمل بھی مرے دل کا

اوٹھاتے ہیں درد! کبھی بزم میں اب تو دم کرنا
ابھی ضبط کرنا بھی بہت ہے کام مشکل کا

لگا تھا زخم کیسا اوسپہ کیا معلوم کیا گذری
نشان کچھ رکے سے یہ سمجھتا ہی اثر گھائل کا

سیہ وہ شامہ کامل کی دلمین اس سے ہی
کہ اوس مین عکس پڑتا ہی ترے رخسار کی تل کا

نکل کے گھر سے ناواقف الہی کسطرف جاے
مگر جسنے راستہ دیکھا ہوا الفت کی منزل کا

تڑپنے دو فلک پہ برق! کو دل مجھسے کہتا ہے
کبھی تو سامنا ہو جاے گا بسمل سے بسمل کا

رہے دریاے غم مین ہم بہت سے روز آتے دیکھے
پتہ پایا نہ لیکن آجتک دامان ساحل کا

ہمارے قتل مین نکلے ہین سب حوصلہ کیا کیا
فلک پر برق بھی چمکی جو اوٹھا ہاتھ قاتل کا

طلب کرتے ہی دل بھیج دیا بیہوش تھا ایسا
عجب انداز سے اوسدم اوٹھا تھا ہاتھ قاتل کا

اوٹھا کر سونگھ لے بو ہے محبت جسمین آتی ہے
سمجھ لینا ارے ساقی وہ ساغر ہے مری گل کا

دیا یار کا دل نے پتہ اب تک نہین پایا
چلا جاتا ہی کچھ بھی خوف ہے دوری منزل کا

یہ کہکر اوٹھ گئے وہ بزم سے کل پوچھی لیلی
ہمارے بعد جو کچھ حال ہو گا اہل محفل کا

کلیم اللہ سے کہدو ہزارون راز ہین سینے
ید بیضا جسے سمجھے ہو چھالا ہے مری دل کا

مرے اعضا ہوئے مجھسے جدا یہ قبر مین کہکر
شفیق اب سامنا کرنا ہے تجھکو ایک عادل کا

یہی چاہتا ہے زخمی شمشیر ناز کا
ہو جلد خاتمہ کہین عمر دراز کا

بیمار غم کے مرنے سے کیا اوداس ہے
اب سب مزاج پوچھتے ہین چارہ ساز کا

بیمار غم کی کوئی تو حالت خراب ہے
چہرہ اوتر گیا ہے ہر اک چارہ ساز کا

فرقت بھی گذری مر بھی گئے حشر ہو گیا
دلبر مگر نشان رہا سوز و گداز کا

جاتے ہین کوہ طور پہ موسیٰ اوٹھائے سر
کچھ بھی نہین خیال نشیب و فراز کا

روز حساب وہ بھی ہین مین بھی ہون سرنگون
دفتر کھلیگا آج مرے اونکے راز کا

تھا جنکو جنکو عشق وہ مشہور ہو گئے
لیکن کھلا نہ حال تمھارے ہی راز کا

جس دلمین انکا عشق تھا اسکو مٹا دیا
آئے ہین غیر ملنے کو دل مجھسے کھتا ہے
مانی ہزار فکر کرے مین دکھاؤنگا
یہ کہہ کے شمع جل گئی کل بزم عام مین
آئینہ مین ابھی جسے دیکھا ہی غور سے
لڑتے ہی آنکھ تیر نظر دل کے پار تھا
نامہ دیا تھا مینے کبوتر کو غیر نے
عشاق جسکو کھتے ہین طول شب فراق
مینے کہا نہ اوس سے کبھی اپنے دلکا حال
آنکھوں سے گر کے اشک کا اوٹھنا محال ہے
کچھ بھی زبان سے کہہ نہ سکے رہ گئے خموش
مین بھی ہون بزم غیر مین اوٹھے نگاہ ناز

دشمن ہی جسکے رخ پہ ہماری ہی داز کا
جاتا رہی زبان سے نکلے نہ راز کا
نقشہ کھنچا ہوا ترے انداز ناز کا
عالم مین نام رہ گیا سوز و گداز کا
وہ بے جواب آپکے اندازہ ناز کا
کچھ وقت ہی ملا نہ مجھے احتراز کا
یہ بھی شگون بد تھا لیا نام باز کا
وہ بھی نمونہ ہے تری زلف دراز کا
خود مجھسے دل اولجھنے لگا چارہ ساز کا
یہ خاک مین ملیگا مسافر جہاز کا
موسی سے حال پوچھا جو راز و نیاز کا
اندازہ مین کرونگا ترے امتیاز کا

تھک کر شفیق بیٹھے ہو کیون راہ عشق مین
درپیش ہے سفر ابھی دور و دراز کا

یہ مجھسے عشق کہتا ہے کہ جان و دل لٹا دینا
کروا اقرار پہلے پھر نقاب رخ اٹھا دینا
یہ دل کہتا ہے وہ پھر عیادت آنے والے ہین
سنا جب نام اوسکا اور تڑپا پڑ گئی قوت
رقیبونکو یہی ضد ہے یہی کد ہے یہی کوشش
عجب ہمت ہے عاشق کی یہ کہکر جان دی اوسنے
اطبا کچھ کہین چارہ گر دنکا ہے یہی منصب

سخی کا کام ہے سایل کی خواہش سے سوا دینا
جو عشق آجائے مجھکو اپنے دامن کی ہوا دینا
جگر مین درد بھی اوٹھتا تو اوسدم مسکرا دینا
قیامت ہے دل بیمار کو ایسی دوا دینا
چراغ گور میرا شام سے آکر بجھا دینا
زمانہ سے الٰہی ہجر کی ایذا اوٹھا دینا
رہیگی سانس کچھ بیمار مین جب تک دوا دینا

تمھارے اشک طفلی مین تمھین اتنا سکھاتے ہین
ملے وہ خاک مین جسکو نظروں نے گرا دینا

جب اپنے گھر سے مین نکلون فلک صحرا اور دیکھو
کہین سر پر زلزلہ آ کے کہین بجلی گرا دینا

شب وصلت یہ اونکی چھیڑ گھر جانیکی اچھی ہے
وہ تھوڑی سی رات سے انگڑائیان لیکر جگا دینا

فلک پر عاشق و معشوق مین کیا کیا ہوتین باتین
کسی دن پردہ خوف پردیکا اوٹھا دینا

لڑی تھی آنکھ جب پہلے پہل وہ یاد ہے مجھکو
اوسی انداز سے ظالم کسی دن مسکرا دینا

مسیحا سے مرے احباب سب رو رو کے کہتے ہین
اودھر جانا اگر بیمار کو صورت دکھا دینا

مسیحا آئے جب یہ چارہ سازو نے کہا ہنسکر
مبارک ہو تمھین بیمار کو اب تم نے دوا دینا

زمین و آسمانکو اے دل مضطر نہ چین آئے
تڑپنا جب کبھی ان دونو طبقونکو ہلا دینا

مصیبت نے اثر یہ حیرت افزا کس سے سیکھا ہے
پڑے ہے یہ جسے کہ اوسکا رنگ چہرے سے اوڑا دینا

تمھارے بعد بھی کچھ اور وحشی آنے والے ہین
شفیق اپنی نہ آہ گرم سے صحرا جلا دینا

تمھاری بزم مین جب ساغر شراب آیا
عجیب لطف سے گردش مین آفتاب آیا

ازل کے دن سے مرا وقت ہی خراب آیا
ملا سبھو نے مگر عمر بھر حجاب آیا

ادا و ناز تو بچپن سے اونکو آتے ہین
کرشمہ ساتھ لئے اب بھی شباب آیا

ہم اپنی جان سے گذرے خوشی ہوئی اتنی
ہمارے بعد زمانہ مین انقلاب آیا

امیدوار نے صورت جو دیکھی قاصد کی
یہ کہکے مر گیا خط کا مرے جواب آیا

اب اونکے سامنے مجرم بلائے جاتے ہین
خدا بچائے قیامت ہوئی عتاب آیا

ہماری ایک ہی حالت ہے فکر دنیا مین
نہ انقلاب گیا تھا نہ انقلاب آیا

جہان مین کوششین ہر قسم کی لوگ کرتے ہین
ہمارے دلکو جو آیا تو اضطراب آیا

تمام اہل زمین کی شکایتین ہین فضول
ازل کے روز سے گردش مین آفتاب آیا

یقین ہے صحبت ساقی مین ناسیر ہون ہم بھی
ہمارے خواب مین کل کاسہ شراب آیا

بہت خطوط گئے اور پیام بھی بھیجے — تمھین بتاؤ کبھی بار انکا جواب آیا
عجب زور سے مقتل مین آگئے جانباز — ہم ہی کھڑے ہوئے جب وقت انتخاب آیا
جب آنکھ بند ہوے دوست ہوگئے دشمن — خدا بچائے زمانہ بہت خراب آیا
سبب سے آنکھونکے دل نے مصیبتین جھیلین — بُرونکے ساتھ مین اچھونپہ بھی عذاب آیا

شب فراق کی حالت شفیق اتنی ہے
نہ جاگتے ہی رہے ہم نہ ہمکو خواب آیا

کچھ غور کرکے تو نے ای بخیہ گر بھی دیکھا — ٹانکے لگانے والے زخم جگر بھی دیکھا
اوٹھائے فرش راحت سے ایسا وہ بے تکلف — انگڑائی لیکے ظالم تو نے ادھر بھی دیکھا
ایسا ہی حسن اوسکا رہتا ہی ایک عالم — جو وقت شام دیکھا وقت سحر بھی دیکھا
دل مجھسے کچھ ہے آگے مین لیے پوچھتا ہون — کوچہ کا اوسکے رستہ اور راہبر بھی دیکھا
جلاد اپنے گھایل سے کہہ رہا ہے ہنسکر — آنکھین تو نے اپنے تیر نظر بھی دیکھا
تو شب کو سو رہا تھا کیا درد دل اوٹھا تھا — وہ حال تو نے میرا اے چارہ گر بھی دیکھا
گر حشر مین ملین گے پوچھونگا منعمون سے — مرنیکے بعد تمنے وہ مال و زر بھی دیکھا
اے عشق تو نے مجھکو اوسنے ملا یا لاکر — اتنا تو فائدہ ہے جب انکا ضرر بھی دیکھا
نیچی نظر نے تیری دل پیس پیس ڈالے — آنکھین اوٹھا کے تو نے او فتنہ گر بھی دیکھا
مرنیکے بعد میری تربت مٹائی آکر — دنیا مین تمنے ایسا بیداد گر بھی دیکھا

حالت شفیق تیری کچھ چارہ گر نہ سمجھے
مرنیکے بعد آخر دل اور جگر بھی دیکھا

تذکرہ میری جوانی کا وہان کام آیا — اوسنے انگڑائی لی جسوقت مرا نام آیا
قتل نامہ جو ضرورت سے اوٹھایا اوسنے — مسکرانے لگا جسوقت مرا نام آیا
دلکو پامال کیا اوسکی حقیقت کیا تھی — آپکے نام کا تھا آپ ہی کے کام آیا

عشق بازی مین مری دوستو اتنی تھی حیات ‏ دل لگا نا تھا کہ بس موت کا پیغام آیا

جان جب دی ہے تو یہ مرتبہ الفت مین ملا ‏ یار کے نام کے ہمراہ مرا نام آیا

بزم ساقی کی مجھے روز خبر ملتی ہے ‏ دل مرا کہتا ہے گردش مین وہان جام آیا

بچپنا گذرا شباب آگیا تیور بدلے ‏ اتنی مدت مین مرے قتل کا ہنگام آیا

جب مجھے خط مین لکھا عاشق جانباز لکھا ‏ حفظ کرتے رہے اب تک نہ مرا نام آیا

اونکو معلوم ہوا جب یہ عاشق ہے مرا ‏ پھر نہ اوس دن سے کوئی نامہ و پیغام آیا

آیا ست یہ لحد مین بھی اوتار مجھکو ‏ جس سے امید نہ تھی کچھ وہ مرے کام آیا

دیکھنے وا اونکی اب جانکا بچنا ہے محال ‏ پوری زینت کئے وہ شوخ سر بام آیا

اوسکو پھر اپنے ہی سینے سے لگا یا مینے ‏ اوسکے کوچہ سے جو میرا دل ناکام آیا

دن تو فرقت کا کٹا رات کٹے گی کیونکر ‏ دل دھڑکتا ہے کہ اب شام کا ہنگام آیا

بعد مرنیکے مجھے آپسے خفت یہ ہے ‏ جان تو موت نے لی آپ پہ الزام آیا

جب سنا اونکا شباب آیا تو کھتا ہے شفیق
منتظر مانی ہین جب قتل کا ہنگام آیا

درد دل کا خلل جب سینے مین بالکل ہو چکا ‏ ضبط بھی بولا کہ بس مجھسے تحمل ہو چکا

اوسنے کہدیا شب تاریک ہے آئینہ نہین ‏ مجھ مین اب کیا ہے چراغ زندگی گل ہو چکا

زندگی ہین کہ تم واعظ کی صحبت چھوڑ دو ‏ تم ملے اوسنے تو شوق ساغر مل ہو چکا

قید یونکو مار کے صیاد یہ کہنے لگا ‏ بلبلون بس آج سے فریاد کا غل ہو چکا

کھکر یہ باد بہاری باغ سے باہر چلی ‏ اب خزان آئی چمن مین شور بلبل ہو چکا

قتل جب مجھکو کیا صیاد یہ کہنے لگا
کیون شفیق اب آج سے فریاد کا غل ہو چکا

صد مومنین کوئی اپنا مقابل نہین رکھتا ‏ وہ کونسی تکلیف ہے جو دل نہین رکھتا

کیا کام مجھے غیر کی باتین ہون کہ میری
اے بخیہ گر و بخیہ سے کیا کام ہی اوسکو
اسطرح تڑپتا ہے کہ وہ دور کھڑی ہین
دل چھوٹنا کہان اور کہان جانکو چھوڑا
تو دے کہ نہ دے تجھسے وہ ہر حالمین خوش ہی
سو جان سے اوس نام کی مین جاؤن تصدق
یہ خوف ہی خود دیکھکی ہو جاؤنگا عاشق
مجنون کا ادب قابل تعریف ہی لیلی
کافی ہین پئے قتل ستمگر کی ادائین
ہی عشق وہ صحرا کہ کہین حد نہین اسکی
اوس در پہ جگہہ پائے جو دم بھر کو تو ٹھہرے

ہین یا وکوئی قصۂ محفل نہین رکھتا
جو خون کا قطرہ کوئی گھایل نہین رکھتا
اب دھیان کسیکا ترا بسمل نہین رکھتا
اتنا بھی ترا ہوش تو غافل نہین رکھتا
غیروں نے تمنا ترا سائل نہین رکھتا
جو میری اڑی کوئی بھی مشکل نہین رکھتا
آئینہ وہ اب اپنے مقابل نہین رکھتا
وہ پاؤن سر سائۂ محمل نہین رکھتا
تلوار کبھی ہاتھ مین قاتل نہین رکھتا
دریا یہ وہ دریا ہی جو ساحل نہین رکھتا
دل ہی وہ مسافر کہین منزل نہین رکھتا

ہشیار شفیق آگیا پیری کا زمانہ
انسان کو یہ جینے کے قابل نہین رکھتا

کہا دلنے میرے مجھسے اگر اعتبار ہوتا
شب غم مزا یہی تھا کہ مین بیقرار ہوتا
مرا دل ذرا بہلتا نہ مین بیقرار ہوتا
نہ یہ عشق زلف ہوتا نہ یہ انتشار ہوتا
جو بلائین لاکھ ہوتین بھی امیدوار ہوتا
تپ ہجر نے جلاکر مجھی خاک کر دیا ہی
مری سمت کی توجہ نہ کوئی ادا دکھائی
مری لاش پر سر آ گھڑی بھر کو دوست دشمن

کوئی جھوٹے وعدے کرتا مجھے انتظار ہوتا
کوئی آنے والا آتا مجھے انتظار ہوتا
کوئی ایسا شغل یارب شب انتظار ہوتا
کہین اسقدر نہ طول شب انتظار ہوتا
اوسی موت پھر نہ آتی جسے انتظار ہوتا
مری استخوان بھی ہوتی تو کہین مزار ہوتا
کوئی تیر ناز آتا تو جگر کے پار ہوتا
کوئی مسکراتا ہوتا کوئی اشکبار ہوتا

ابھی ادھمیں کسی ہی ابھی آنکھیں دیئے ہیں — وہ ادائیں اور ہوتیں جو وہ ہوشیار ہوتا
فقط التفات اونکی کہ گئی ہوا دشمنوں کا مجمع — مری جان بھی نہ بچتی جو وصال یار ہوتا
نہیں حسن و عشق یکجا کہ ہو دیکھنے کا عالم — کوئی بیقرار ہوتا کوئی شرمسار ہوتا
مرے بعد ہوتا صدمہ مجھے جب یقین آتا — مرا غیر حال ہوتا کہ نہ سوگوار ہوتا
سنا میں نے آج در تک وہ نہیں بے نقاب لایا — مرا غیر کو جلاتا جو یہ جان نثار ہوتا
مرا برق کی تڑپ کا میں او سنگھڑی کھاتا — مری پاس گرچہ میرا دل بیقرار ہوتا
کھلی رہتیں دونو آنکھیں دم واپسیں ہماری — ہمیں مر کے بھی تھا یونہیں انتظار رہتا
مری پاس جو نہ آتی تو یہ عذاب ہی قیامت کیا — وہ ہمیشہ جھوٹ کہتی مجھے اعتبار ہوتا
کوئی تیر ناز آتا مرا ایسا تھا مقدر — نہ تو دل میں آکے رہتا نہ جگر کے پار ہوتا
شب غم کا حال میرا ہوا ایک پر نہ ظاہر — کوئی راز داں جو ہوتا مجھے ناگوار ہوتا
شب ہجر عشق جو آتا مجھے وقت نا امیدی — کوئی لاکھ فکر کرتا نہ میں ہوشیار ہوتا
جو بیان ہی دوستونکا میں سن سکے نہ ہاں — وہ ادائیں دیکھ لیتا تو مجھے قرار ہوتا
جو عزیز دوستو لائی مجھے کچھ نہ تھی علالت — وہی چارہ ساز ہوتا وہی غمگسار ہوتا
پس مرگ میری رفعت فلک کو بھی سمجھی — اگر اونکا دوش ہوتا مرا جسم زار ہوتا

جو شفیق تجھ پہ ہوتا کرم جناب ساقی
تو ہی مے پرست ہوتا تو ہی بادہ خوار ہوتا

وہ جوں وہ جگر وہ مرا دل نہیں رہا — اب میں کسی بھی بات کے قابل نہیں رہا
تا عمر ایسا کوئی بھی بسمل نہیں رہا — اک لحظہ ایک جا پہ مرا دل نہیں رہا
آسان ہو گئے سیکڑوں ارمان نکل گئے — اب کوئی حوصلہ پئے مشکل نہیں رہا
دریائے غم میں سارا جہان ڈوبتا رہا — یہ بحر وہ ہے جس کا کہ ساحل نہیں رہا
قاتل نے میرے بعد کہا زخمیوں سے یہ — تھا ہم کو جس پہ ناز وہ گھایل نہیں رہا

جب موت آئی آپکا کلمہ پڑھا کیا
یعنی نزع میں بھی عشق سے غافل نہیں رہا

راحت میں دل کو سیکڑوں انداز نکل گئے
اب کوئی [illegible] مجھے مشکل نہیں رہا

کچھ ایسے غم اوٹھائے کہ بیکار ہو گیا
اب یہ دل [illegible] کے قابل نہیں رہا

جس دلمیں اونکا درد تھا [illegible]
قاتل کے ساتھ [illegible] بسمل نہیں رہا

داغ کنول تجھ ہو [illegible]
اب یہ چراغ لائق محفل نہیں رہا

دیوانگی کے [illegible] خود لوٹنے لگے
اور [illegible] ایک بھی بسمل نہیں رہا

جب غور دلمیں کرلیا اونچا پہنچ گئے
کچھ بھی خیال دور ز منزل نہیں رہا

کوٹھے سے اوترو سامنا اونکا کروگیا
وہ روز جو کبھی [illegible] کا حاصل نہیں رہا

آئینہ آپ توڑکے کہنے لگا وہ شوخ
ابتو ہمارا کوئی مقابل نہیں رہا

جس سے شفیق ایک زمانہ کا لطف تھا
افسوس اپنے پاس وہی دل نہیں رہا

قیس گر خاک مری دیکھتا حیران ہوتا
ذرہ ذرہ سے عیان رنگ بیابان ہوتا

ہجر میں میرا جنون خیز جو سامان ہوتا
سارا عالم مری نظر میں بیابان ہوتا

اکدن وحشت جنون میری بھی ٹکڑے کرتا
دل یہ کہتا ہے کہ مین کاش گریبان ہوتا

شب فرقت مری رونے کی جزا مل جاتی
اشک ہوتے مرے اوس شوخ کا دامان ہوتا

گر جگر ساتھ مرے دلکے تڑپنے لگتا
اک نہ اک حشر نمایان شب ہجران ہوتا

مجھکو بہلاتے ہو اب چارہ گرو سمجھو تو
زخم بھر آتے تو خالی نہ نمکدان ہوتا

اس لئے غم کی مدارات مین کرتا ہون سوا
چھٹتا مجھسے تو کسی اور کا مہمان ہوتا

ایسا کچھ ہوتا ہے مجھے وصل کا آنا خیال
مرتبہ پھر ترا کیسا شب ہجران ہوتا

میکدہ سے بھی کبھی صورت واعظ چلتے
نام ہوتا کوئی کافر جو مسلمان ہوتا

شب فرقت کی درازی جو سنی ہے مینے
دل ہے مین کہتا تھا وہ اور پریشان ہوتا

زلف کہتی ہی کہ اچھا ہوا عشاق ہین دوکر — جو مجھے دیکھتا وہ اور پریشان ہوتا

اپنے تو ظلم کو جب جانتا ہی دست جنون — ہاتھ ہتا مرا اور تیرا گریبان ہوتا

یار میرا بھی اگر اوسکے مقابل ہوتا — دیکھتا پھر کہ عروج مہ کنعان ہوتا

آتش غم کا یقین اوسکو بھی پھر آجاتا — یار کا ہاتھ ہمارا دل سوزان ہوتا

اپنی تصویر مجھے آپ اگر دیدیتے — اسمین کیا آپکا نقصان مری جان ہوتا

آئے ہی در پہ اگر موت اوسی آجاتی
اتنی ہی دیر شفیق آپکا مہمان ہوتا

لحد مین بعد مدت جب کوئی زخم کہن بگڑا — رسا ناسور دل ایسا مرا رنگ کفن بگڑا

حسینونکے تغافل نی وقار عشق کھویا ہی — ہوئے عشاق جب خودرو تو الفت کا چلن بگڑا

گل و بلبل کو دی باکا نہ اوسنے گالیان دی ہین — بہت سوسن کی باتونسے مرا اہل چمن بگڑا

کہا ساقی نے تو تو مدتونکا پینے والا ہے — نہ کچھ پہلے پہل کے جام مین تیرا دہن بگڑا

سبب یہ ہی جو میری چارہ گر خاموش بیٹھی ہین — ہرا اگر زخم نو کوئی کوئی زخم کہن بگڑا

مری جانب سے اونسی غیر یہ کہتی ہین صحبت مین — اگر دیوانہ وہ آیا تو رنگ انجمن بگڑا

ہمین ہی کام مرنے سے ادا کوئی بھی ہو صاحب — ہنسی غصہ مین آنے سے تمہارا بانکپن بگڑا

مین اونکی سامنے جاتا ہون دل تو بھی ٹھہر جاتا — زبان مین گر ہوئی لکنت تو انداز سخن بگڑا

ہماری قتل کی زحمت بھی اتنا رنگ لائیگی — پسینا گر ہمین آیا تو رنگ پیرہن بگڑا

کہا انکا پردہ اپتو بی بیان بی پردہ ہوتی ہین — زمانہ کی خرابی سے مزاج مرد و زن بگڑا

سبھی موجود ہین اوس گل نی لاکھون گالیان دی ہین — مسلمانونکو غصہ ہی نہ کوئی برہمن بگڑا

حسین مر مر کے کہتے ہین نزاکت زندگی تک تھی — فشار قبر مین کس کس طرح نازک بدن بگڑا

شفیق اب قدردان کو ڈھونڈتے پھرتے ہو دنیا مین
تمہاری بدنصیبی سے تمہارا ہی وطن بگڑا

یاد رکھنا ایک بھی ٹانکا جو بخیہ گر کھلا
غش مجھے آجائیگا گر ابکی زخم سر کھلا

زور میرا کچھ نہین ہی خوف ہی روز حساب
راز افشا ہو گیا گر ہجر کا دفتر کھلا

شیخ آئے بادہ کش نے اپنا دامن ٹک دیا
ضعف تو ساغر چھپا اور ضعف ہی ساغر کھلا

ملکے اوس سی کیا کسی کو زندگی کی ہو امید
سامنے رہتا ہو جسکی ہر گھڑی خنجر کھلا

اوسکے کوچہ سی نہ اوٹھی زندگی یون ہی کٹی
بارہا بستر بندھا اور بارہا بستر کھلا

تیر کے پڑتے ہی نکلا خون بھی ارمان بھی
مدتوں میں خانہ دل کا ہمارے در کھلا

چاک سینہ کر چکے بس پاس سی ہٹ جائیے
آپ کیا دیکھین گی گر میرا دل مضطر کھلا

دیکھنے والے ستونگی گوش بر آواز ہین
دی صدا ناقوس نے جلدی چلو مندر کھلا

زندگی بھر ضبط کر کے جسنے اپنی جان دی
حال اوس جابر کا آخر کو سر محشر کھلا

اور جان بازون نے قاتل سی کہا یہ طنز سے
مرنے والے پر تمھاری تیغ کا جوہر کھلا

وصل مین ہمکو مزا اوٹھا ہی برق طور کا
روشنی آئی نظر جب کانکا گوہر کھلا

ضعف تھا وحشی کو ایسا غش پہ غش آنے لگا
ایسا گھبرایا نہ پھر فصاد کا نشتر کھلا

غیر سے کہنا کہ یہ بھی وقت آکر دیکھ لے
کون میت پر مری روتا ہی کسکا سر کھلا

اپنے ہی دیوانہ کی وحشت نہ تمسی کم ہوئی
بارہا دھمکایا تمنے بارہا نشتر کھلا

ذبح بھی کرنا تمھین آتا نہین جلتے رہو
ایک میرے قتل پر سو مرتبہ خنجر کھلا

جب ہوا افسردہ طبیعت فکر ہی بیجا شفیق
شعر کہنے مین ہمین یہ حال بھی اکثر کھلا

ناوک فگن کو مشق سی یہ اختیار تھا
پڑتے ہی تیر ناز کلیجے کے پار تھا

سیکے مجھے خراب ہر اک بادہ خوار تھا
اس پر بھی تیرا نام مے خوشگوار تھا

کن آفتوں مین آپکا امیدوار تھا
اک لحظہ ایک سال شب انتظار تھا

میرے خیال نے یہ مری دل سی کہدیا
وہ ہین قریب جنکا تجھے انتظار تھا

مردہ دلی نے اور بھی خاموش کر دیا
موت اوسکو آگئی جو ذرا بیقرار تھا

حالت خراب دیکھ کے پھیرا ہے کس لئے
جو چاہتے کرتے دلکا تمھیں اختیار تھا

امیدوار مر گیا محشر بپا ہوا
طول شب فراق کا یہ انتصار تھا

اک زخم میں نے کھا لیا دل اوسکا بڑھ گیا
قاتل کا پہلا زور تھا پہلا ہی وار تھا

وہ زلف لوگ دیکھتے آتے ہیں شوق سے
جسمیں کبھی ہمارا دل بیقرار تھا

کیا عشق نے بلا ہے کہ دیوانہ ہو گیا
سنتے ہیں پہلے قیس بڑا ہوشیار تھا

سارا شباب عشق میں یونہی گذر گیا
وہ جھوٹ کہہ رہے تھے مجھے اعتبار تھا

غربت میں کس مقام پہ موت آگئی شفیق
دشمن نہ جس جگہ نہ کوئی دوستدار تھا

صید گہ میں کوئی بسمل ترا نخچیر بھی تھا
دل سے لپٹا ہوا پہلا ترا تیر بھی تھا

یونہی قسمت کہ مرا پیچ تو تجھ سے نہ کھلا
تیز ہر چند ترا ناخن تدبیر بھی تھا

قتل گہ میں مری آنکھوں کو عجب لطف ملا
جلوۂ یار بھی تھا جلوۂ شمشیر بھی تھا

تیرے دیوانہ کی فرقت میں عجب حالت تھی
کبھی ہنستا تھا کبھی نالۂ شبگیر بھی تھا

متعجب ہوں کہ تو حد سے بڑھی ہے اپنی
یاسبان کوئی ترا زلف گرہ گیر بھی تھا

لوگ کہنے لگے قاتل سے کہ ہے موت مری
ابھی مقتل میں ترا عاشق دلگیر بھی تھا

ایک ہی وضع رہی شکر کی جا ہے مجھکو
اب میں مفلس ہوں کبھی صاحب جاگیر بھی تھا

پاؤں رکھتے ہی شفا ہو گئی بیماروں کو
اوسکے کوچہ میں کوئی ذرّہ اکسیر بھی تھا

حشر میں پیش خدا نام بتاؤں کس کا
موت کے ساتھ ستمگار ترا تیر بھی تھا

ہے بھلی یا کہ بری اوسکی عنایت کا ہے شکر
متعجب ہوں کہ میں لائق تعذیر بھی تھا

کیا مجھے میرے تصور نے مزہ دکھلایا
آج کے خواب میں میں اوس سے بغلگیر بھی تھا

جوش وحشت کا مجھے یاد ہے اتنا تو شفیق
میں ہی ہنستا تھا میں ہی صورت تصویر بھی تھا

تجھسا کوئی دنیا مین ستمگر نہین ملتا
مرنیکا بھی موقع مجھے دلبر نہین ملتا
اوٹھواتا ہی در سے مجھی جانا نہین منظور
وحشی کا برا حال جو فصاد نے دیکھا
ساقی مرے ہر روز کی آنے سے ہے یہ رنگ
مین جانتا ہون بس تری غصہ کی یہ حد ہی
وحشت کی بڑھا دینی کی تدبیر نئی کی
کیا جانے تڑپتا ہوا کس سمت گیا ہے
بیخود ہون مین ایسا کہ ہوا ایک زمانہ
ہے ساری خدائی مگر اندھیر ہی کیسا
گھر میرے وہ آتا تو سر اک راہ سے آتا
اولجھن سے ہی کیا فائدہ تم کھولدو گیسو

خنجر سے ترے کوئی بھی خنجر نہین ملتا
غصہ جو تجھے آیا تو خنجر نہین ملتا
دربان سے کہتا ہون کہ بستر نہین ملتا
گھبرا گیا ایسا اوسی نشتر نہین ملتا
اب مجھکو اوس انداز سے ساغر نہین ملتا
جبتک تری قدمون سے مرا سر نہین ملتا
دیوانہ کو تیرے کہین پتھر نہین ملتا
ڈھونڈتے سے ہمارا دل مضطر نہین ملتا
مین کوچہ مین اپنی ہون مگر گھر نہین ملتا
قاتل مرا مجھکو سر محشر نہین ملتا
یہ اوسکا بہانہ ہی کہ رہبر نہین ملتا
دیکھون تو بھلا دل مرا کیونکر نہین ملتا

یہ سچ ہے شفیق آج جو ناصح نے کہی بات
بدبخت کو اچھا تو مقدر نہین ملتا

سمجھ مین کچھ نہین آتا معاملہ دل کا
تڑپ جو بڑھ گئی معشوق نے جگر تھامی
یہ اونسے کہتا ہی ہنس ہنس کی اونکا دیوانہ
کریم تو مری مقتل مین آبرو رکھنا
تمھاری زلف کی کوچہ مین ڈر ہی لٹنی کا
کسی کے ناوک مژگان نے کی خلش پیدا
لگا لا چارہ گرون نے عجب قیامت کی

حضور آئین تو ہو جائے فیصلہ دل کا
اثر دکھایا تو ہونے لگا گلہ دل کا
دکھاؤنگا تمھین اک روز حوصلہ دل کا
کہ اونکے تیر سے ہوگا مقابلہ دل کا
اندھیری رات ہی جاتا ہی قافلہ دل کا
کہ پھوٹ پھوٹ کی روتا ہو آبلہ دل کا
کہ اونکے تیر سے رہتا تھا مشغلہ دل کا

ابھی تو تا بہ کمر ہے تمھاری زلفِ رسا
ہوا کے ساتھ زمانہ میں آئیگا طوفان
ہے اونکا تیر بھی وہ بھی ہین مین بھی حاضر ہون
اوسی کے در پہ چلو موت بھی وہین آئے

ٹھہرے جو اور نہ الجھا ہے سلسلہ دل کا
ہو سانس لینے مین پھوٹیگا آبلہ دل کا
خدا لیے سامنے ہوتا ہے فیصلہ دل کا
یہ مجھسے کہتا ہے بڑھ بڑھ کے حوصلہ دل کا

شفیق زور جوانی کی حد نہین کوئی
کسی کے روکے سے رکتا ہے ولولہ دل کا

خواہشین دلکی مرے گیسوے جانان سمجھا
حشر مین آیکا دیوانہ لحد مین تڑپا
جب سے دلمین تری عاشق کی ہے اپنی سمجھا
تھا یہ نزدیک کہ نالو سے مرے شق ہو فلک
رات کو شوق سے وحشی نے بلائین لی لین
اس سبب سے نہ مرے دل سے نکالا اوسنے
جوشش گریہ مین قیامت کا مجھے لطف ملا
تڑپا اسد رجہ کہ سینے مین ہوا حشر بپا
قیس کا ذکر ہے کیا چیز بڑی ہے وحشت
یہ غرض تھی کہ ہو فرد شہدا مین مرا نام
کیسا وحشت نے کیا راز مرا پوشیدہ
ایک مدت رہا سینے مین مرے او قاتل
کبھی اس در سے نہ اوٹھونگا تری بات سنی
اسطرح آپکی فرقت مین بسر کی مینے
ایکدن آئیگا اک سوئے عدم جانیکا

حال مدت مین پریشانکا پریشان سمجھا
تنگ آئے گور کو وہ تنگی زندان سمجھا
وہ نہ سمجھے تیر کو اپنی ترک رگِ جان سمجھا
حشر کا شور مین اپنی تپ ہجران سمجھا
ماہ کامل کو بعینہ رخ جانان سمجھا
عمر بھر وہ مرے ارمان وہی جان سمجھا
اپنے ہر اشک کو مین نوح کا طوفان سمجھا
آگئے اب دلکو مرے گیسوئے جانان سمجھا
مین کہان اپنے گریبانکو گریبان سمجھا
جان دینے کو مین مضبوطی ایمان سمجھا
یہ تو فرمائیے کوئی مرا احسان سمجھا
مطلب دل جو ترے تیر کا پیکان سمجھا
مین نہ سمجھونگا کسی اور کو دربان سمجھا
کوئی بھی مجھکو نہ دنیا مین پریشان سمجھا
کب نہ مین آپکو دور زمان سمجھا

آئے ہیں پھر عیادت تو بیٹھو وہی بہ بیر | اتنا ظہر نہ ہوئی ہیں دم بھر کا جو مہمان سمجھا

مجھکو کہنے لگے وہ شفیق ایسا ہی
جو مری عشق میں ا... کو غزلخوان سمجھا

کسی کی آنکھ میں رہتا کسی کے دل میں رہجاتا | غبار عزم وہ اوٹھتا تو اس مشکل میں رہجاتا

لیا ہوگا ہے گو سے نقش پائے یار کا بوسہ | نہ وہ باہر نکلتا یہ بھی ارمان دل میں رہجاتا

سبب سے ناتوانی کے نہ پہونچا کوئی جانان تک | بہیں مدت نکلتی ہی منزل میں رہجاتا

زمانہ ہاتھ پھیلاتا ہمت ترک کر دیتا | عدم کی راہ میں گر کچھ کف سائل میں رہجاتا

ہمیشہ ہیں خدنگ ناز کو رکھتا ہوں سینے میں | ہے دلسے نکلتا دو سر کچے دل میں رہجاتا

ہمارے خون ناحق کی شہادت حشر میں دیتا | اگر وہ ... کا خنجر قاتل میں رہجاتا

سنا ہے بعد میرے اقربا کی غیر حالت تھی | نہ میری موت آتی میں بھی اس مشکل میں رہجاتا

مری دریائے غم میں موت آجاتی تو یہ ہوتا | بس اک طوفان اوٹھکر اس ساحل میں رہجاتا

یقین ہے یوں تڑپتا ساری عالم کو خبر ہوتی | اگر دم نام کو باقی ترے گھائل میں رہجاتا

ملا ہے خاک میں مجنوں سوارت ساری محنت بھی | کوئی ذرہ ہوا ابر کر گوشہ محمل میں رہجاتا

لگایا ہاتھ پورا اور کہا جلاد نے ہنسکر | یہ کیوں ارمان اک باقی دل بسمل میں رہجاتا

گیا میں اوسکی صحبت میں خوشی سے موت آجاتی | بہت اچھا تھا میرا ذکر اوس محفل میں رہجاتا

یقین ہے بعد میرے پھر کسی کا امتحان ہوتا | جو کوئی ظلم باقی آسمان کے دل میں رہجاتا

غش آیا اوسکو ایسا حشر کرتا سارے عالم میں | جو کچھ بھی ہوش باقی آپکے غافل میں رہجاتا

عیادت کو ترے احباب گر کچھ بھی نہ آجاتے
شفیق اس بات کا ارمان تیرے دل میں رہجاتا

سینے پہ ہاتھ رکھے تھا اور رنگ زرد تھا | کل شب کو کیا شفیق ترے دل میں درد تھا

فرقت میں پوچھتے ہو مرا رنگ زرد تھا | کچھ دل پہ منحصر نہیں رگ رگ میں درد تھا

اوسنے کہونگا دلکو مرے آپ دیکھلین
ہے جس جگہ نشان یہان [illegible] درد تھا

تڑپا تو تھوڑا مل گئی لذت بہت مجھے
کل شب کو میٹھا میٹھا مرے دلمین درد تھا

جا کر لحد مین چین سے سویا مین حشر تک
تکلیف مرگ سے مری رگ رگ مین درد تھا

اب شب کا لوٹنا نہ تڑپنا نہ آہ سرد
اوس دلکو موت آگئی جس دلمین درد تھا

ناوک فگن کے صدقہ مین ایذا سے بچ گئے
اوس جا پہ تیر مارا جہان دلمین درد تھا

مر کر شفیق ہجر کی ایذا یون ہی رہی
محشر مین مین اوٹھا مرے پہلو مین درد تھا

یہ کہہ کے گل ہوئی مری شمع مزار کیا
دیکھے نہ مرنے والا تو ایسی بہار کیا

صیاد تونے دفن کیا باغ مین مجھے
جب موت آگئی تو خزان کیا بہار کیا

دست جنون پھر آنے لگا کل سے خواب مین
باقی ہے کوئی میرے گریبان مین تار کیا

برق جمال یار ذرا یہ بتا مجھے
غش کھا کے گر پڑا ترا امیدوار کیا

سینے ملائین خاک مین سب اونکی حسرتین
غیرون کے دل سے نکلے گا میرا غبار کیا

دیوانہ مجھکو یا مجھے کچھ اور ہی کہو
قابو مین دل نہ ہو تو مرا اختیار کیا

ناصح مین اوس سے ملنے نہ ملنے کو کیا کہون
مانے نہ مانے دلکا مرے اعتبار کیا

دیوانہ تیرا پوچھتا ہے اپنے غور سے
تھی تجھسے بات کرنیکو تصویر یار کیا

سب عمر گذری دشت مین اتنی خوشی ہوئی
نکلی تمھارے ... پہ مری جان زار کیا

مایوس ہو گئے مین تری کوچہ سے جب چلا
مچلا قدم قدم پہ دل بیقرار کیا

جانباز مرنے کہتے مین دیکھا نہ ایک کو
فرماتے ہین حضور یہی بار بار کیا

وہ آکے تجھسے کہتے ہین بتلاؤ تو شفیق
تم کہہ رہے تھے دلمین شب انتظار کیا

اس شہر مین یگانہ و بیگانہ چھٹ گیا
کیونکر کہین گے کوچۂ جانانہ چھٹ گیا

دل ہی سوا مرے کوئی سنسان جا نہین — دنیا مین مجھسے کونسا ویرانہ چھٹ گیا
مرنیکا شور سنکے مرا سنکے بولے وہ — زندانسے آج گیا کوئی دیوانہ چھٹ گیا
ساقی مجھے دکھاتا تھا انداز مے کشی — ہاتھو سے اوسکے شیشہ و پیمانہ چھٹ گیا
ساقی نے مجھسے ملنے کہا گر پڑ لگا تو — گر ہاتھ سے ترے در میخانہ چھٹ گیا
تقدیر مین جو لکھا تھا اوسکو پڑھا نہین — مکتب مین مجھسے عشق کا افسانہ چھٹ گیا
آبادی اور وحشت مجھے دونو ایک ہین — اب مجھسے میرے یار کا کاشانہ چھٹ گیا
اے شمع تو تو آج جلی کل جلے گا وہ — محفل مین تجھسے گر کوئی پروانہ چھٹ گیا
کس درد سے وہ مجھکو سناتا تھا روز و شب — دل کیا چھٹا کہ عشق کا افسانہ چھٹ گیا
کہتے ہین لوگ زخم مرے سر کے دیکھکر — کیا حادثہ ہوا کہ یہ دیوانہ چھٹ گیا

عشرت نے ایسا پیسا کہ گھبرا گئے شفیق
تمسے خیال ہمت مردانہ چھٹ گیا

مسعود خوب تر ہے مہربان رشید کا — سارا زمانہ بھر ہے ثنا خوان رشید کا
اللہ نے کیا اونھین پیغمبر سخن — ہوجائے کیون نہ تخت سلیمان رشید کا
ہر نقطہ اونکی نظم کا ہوتا ہی ضو فگن — ہر لفظ لفظ ہے مہ تابان رشید کا
کیا اونکی باغ نظم مین آسکتی ہی خزان — پھولا پھلا رہے گا گلستان رشید کا
بتیس ۳۲ سال ہوگئے عالم بدل گیا — چھوٹا نہ میرے ہاتھ سے دامان رشید کا
اوستادی اسکا نام ہی اتنا اثر تو ہو — نقاد فن ہر اک ہے ثنا خوان رشید کا
عارف کی غم نے کیا اونھین غمگین کر دیا — جیسے ہوا ہی چاک گریبان رشید کا
قاصر زبان ہی مری شکر تہ کیا کرون — جو شاعری مین مجھپہ ہی احسان رشید کا

دیوان شفیق تیرا چھپا شکر کی ہے جا
تو بھی ہی ایک طفل دلبستان رشید کا

پڑے جب تیر سینے پر نہ اوسدم بیخبر ہونا
قریب دل اعانت کے لئے دردِ جگر ہونا

شب وصلت مقدر مین لکھی ہی مختصر ہونا
ادھر تو آنکھ جھپکانا ادھر فوراً سحر ہونا

کبھی منہ پر ہنسی آتی نہین کھنچ کھنچ کے ملتے ہین
قیامت ہوگیا تلوار کا زیب کمر ہونا

ٹھہر اے دل کہ وہ ناوک فگن ناوک لگاتا ہی
اگر تڑپے گا تو مشکل ہے پھر تیرونکا سر ہونا

ذرا ہے مضطر ذرا دم لیکے تڑپے غش نہ آجائی
شب فرقت ہی یہ آسان نہین سچی سحر ہونا

تجھے مجھسے محبت ہو نہ دیکھا جائیگا تجھسے
مرا اسوقت دم نکلے نہ تو اے چارہ گر ہونا

یکایک بزم مین اوسکی اوداسی چھا گئی ہر سو
ہمارا دم نکل جانا اوسی فوراً خبر ہونا

تمھین عشاق کو تیغ ادا سے قتل کرنا ہی
ابھی سے سوچ لو پھر بعد کو پیدا اگر ہونا

تجھے اے دل ہمیشہ اپنے سینے سے لگاؤنگا
مگر یہ شرط ہی تو زخمی تیر نظر ہونا

خداوندا غریبونکی تو ہی عزت بچاتا ہی
مرا جب وقت آئے تو نہ مجھسے بیخبر ہونا

مین اب جیتا رہون یا موت آئے ہی مکان اوسکا
خوشی اوسکی ہی میرے ہاتھ مین زنجیر در ہونا

خدا بخشے تجھے صحرا مین میرا دل بہلتا تھا
مجھے یاد آتا ہی اے قیس تیرا ہمسفر ہونا

مسیحا کی نگاہین اپنے گھایل سے یہ کہتی ہین
نہ جب تک ہم کہین اچھے نہ تم زخم جگر ہونا

کہا بلبل نے مین سر پر قفس کو لیکے اڑجاتی
مگر مجبور کرتا ہے مرا بے بال و پر ہونا

وہ رخصت ہو رہے ہین دل ہمارا ہمسے کہتا ہے
اگر یہ آئے تو ممکن ہی پھر ایسی سحر ہونا

جو تم چاہو تو پھر موسیٰ جبین پھر طور پر جائین
تمھارے سامنے کیا بات ہی پھر جلوہ گر ہونا

وہ دیوانہ سمجھکر روز ہی سنتی ہین ہنس ہنسکر
نہین ممکن ہماری داستانکا مختصر ہونا

نہ پوچھو دوستو کسطرح مینے زندگی کاٹی
جیا مین جسطرح کیا اسکو کہتے ہین بسر ہونا

شفیق آیا ہی اونکی بزم مین اتنا سمجھ لینا
مگر اب جائیے ہی تیری باتونمین اثر ہونا

غور جب دلمین کیا ہی مرا نقشا دیکھا
جذب دلکا مری تمنے بھی تماشا دیکھا

طور پر بیٹھ سنا آپ کو غش آیا تھا / یہ تو فرمائیے کیا حضرت موسیٰ دیکھا

ختم کیسے ہو وہ مے غیروں کو ہمیں تلچھٹ دی / بزم ساقی میں یہ حیرت کا عصا دیکھا

بعد مرنیکے بھی امید ہوئی ہے جینے کی / عجب انداز سے اوسنے مرا لاشا دیکھا

دیکھکر طالب دیدار ہوا دیوانہ / غور صادق سے اگر یار کا جلوا دیکھا

آپ تو عشق کے رہبر ہیں کہا مجنوں نے
کہئے ہمسے بھی شفیق آپنے کیا کیا دیکھا

انگشت نما ہونا دنیا میں جدھر جانا / یہ عشق کا حاصل ہے آپے سے گذر جانا

بیمار محبت کو ہے لطف خلش تجھ سے / مجھکو بھی لئے جانا جب درد جگر جانا

مرتا ہوں کہا میں نے قاتل نے کہا ہنسکر / کہتا ہے فقط منہ سے آسان نہیں مر جانا

فرہاد نے یہ کہکر تیشہ کو اوٹھایا ہے / دنیا میں اگر آیا کچھ نام بھی کر جانا

عاشق نے کہا تیرے موت آئے ترے در پر / ہو نام ترا لب پر یوں خوب ہے مر جانا

ہے یاد مجھے اب تک کیا آپکا بچپن تھا / عاشق مجھے کہدینا شرما کے مکر جانا

کچھ آپ نہ گھبرائیں یہ شیوہ عاشق ہے / ہر بات پہ جی جانا ہر بات پہ مر جانا

ٹھہرا دو نہ گھبرا تو کچھ دل کو ٹھہرنے دے / ممکن ہی نہیں دلکی تصویر اوتر جانا

گھبراؤ نہ تم صاحب ہے رات ابھی باقی / کب آؤ گے یہ کہدو بر وقت سحر جانا

قاتل کا اشارہ ہے آنکھوں سے دم زینت / عاشق کے کلیجے تک اے تیر نظر جانا

مقتل میں مجھے یارب ہو سر سے سبکدوشی / ہے خوف مرے قاتل کی تلوار سے ڈر جانا

کوٹھے پہ وہ آئے ہیں زینت شفیق ایسی
دل تھامنا ہاتھوں سے جسوقت اودھر جانا

صدمہ ہجر اوٹھایا ہے تو مر جائیگا / دل کے رونے کو مرا زخم جگر جائیگا

جسکے سینے میں ترا تیر نظر جائیگا / آنکھ جھپکاتے ہی اک آن میں مر جائیگا

کہین آنکھون سے کہین دل سے گذر جائیگا
اُٹھین راہو سے وہ عشاق کے گھر جائیگا

ناوک افگن ترے ناوک کو بھی اوٹھیگا مزا
لب سوفار مین جب خون جگر جائیگا

حال بیمار محبت کا بہت نازک ہے
اب جھلک در دل پہ اُٹھی کی تو مر جائیگا

میرے پہلو مین نہین زلف سیہ اوسکی نکلا
اب بتا او دل گم گشتہ کدھر جائیگا

کیسی ہمت ہی تری واہ ری پیوند زمین
تو یو ہی راہ عدم خاک بسر جائیگا

آج ناواقف الفت کا خدا حافظ ہے
گھر سے نکلا ہے تو پھر جانے کدھر جائیگا

مجھسے قاتل نے کہا دل مرا تیرا صید ہوگا
کہ مرا تیر نظر خون مین بھر جائیگا

مجھکو امید ہی جب موت مری آئیگی
پیشوائی کے لئے درد جگر جائیگا

عشق صادق ہی مرا ضبط مجھی روک نہین
اوسکے رانہ تک مرے نالونکا اثر جائیگا

کہا صیاد نے بلبل کے ہوئی شل بازو
قید سے چھوٹ بھی جائیگی تو کدھر جائیگا

دل عشاق پہ آئینگی بلائین لاکھون
آپکے دوش پہ گیسو جو بکھر جائیگا

پوری زینت وہ کیئے آئے شفیق اچھا ہی
کل تو دل جا چکا ہی آج جگر جائیگا

کوئی تو مر کے جیئے گا کوئی مر جائیگا
بزم عشاق مین وہ شعبدہ گر جائیگا

خون دل ہی اسی سینچا ہی تعلق یہ ہی
قبر تک نخل محبت کا ثمر جائیگا

اس سی تصویر خیالی نہین لیتا وہ مسیح
ڈر ہے بیمار کا چہرہ بھی اوتر جائیگا

سامنے مانی و بہزاد کے منہ ڈھانکی ہین
ڈر ہی عارض کا مرے رنگ اوتر جائیگا

میرے قاتل کی ہنجی چوٹ سی رکتی ہی نہین
ہاتھ جب سر پہ پڑا زیر کمر جائیگا

ہائے گیسوئے شکین مین ہین لٹو گھر لاکھون
پھر بھی بل کھاتا ہوا تا بہ کمر جائیگا

وصل کی شب مین بھی کمبخت یہ تڑپا ہی کیا
دلکو دھڑکا ہی کہ وہ وقت سحر جائیگا

اوسکو سب اہل چمن سینے سے لپٹائینگے
اوڑکے بلبل جو قفس سے کوئی پر جائیگا

خاک اوڑائیگا مرے بعد خیال جانان — وہ ہی مرنیکی مرے لیکے خبر جائیگا

کہا لیلی نے مرا قیس بہت عاقل تھا — کیا یہ امید تھی آپے سے گذر جائیگا

حشر کے روز کہین آپ نہ گھر سے نکلین — مجمع عام ہے ہر فرد بشر جائیگا

تیغ ابرو کے اوٹھانیکی ضرورت کیا ہی — مسکرا دیجئے عاشق ابھی مر جائیگا

کیا ترے خنجر براں مین چمک ہی قاتل — خون مین ڈوب کے یہ اور نکھر جائیگا

بحر غم مین گیا جسطرح سے تیرا عاشق — یہ یوہین آگ کے دریا مین اوتر جائیگا

لو سنے غیرون نے کہا حال شفیق ایسا ہی
اب برا وقت ہے کچھ دیر مین مرجائیگا

کر کے زینت ہمہ تن ناز و ادا ہوجانا — آئنہ کہتا ہی پھر مجھسے جدا ہوجانا

دلکو آتا ہی حسینو نپہ فدا ہوجانا — بیٹھے بٹھلائے گرفتار بلا ہوجانا

خوب ہی مشق تصور کا سوا ہوجانا — آدمی کے لئے اچھا ہی رسا ہوجانا

دلکو زلفون سے رہا کر کے ستمگر نے کہا — اب کہین اور گرفتار بلا ہوجانا

کمسنی ہی ابھی جلاد مگر ممکن ہے — بڑھتے بڑھتے ترا شمشیر ادا ہوجانا

خواب مین آئے ہو کچھ دیر یونہی باتین ہون — آنکھ کھلجائے تو پھر مجھسے خفا ہوجانا

میری میت کی تو زینت ہی چلے جاتے ہین غیر — یون ترا برہنہ سر برہنہ پا ہوجانا

خاک تربت مری اوس کوچہ مین پہونچا دینا — راستے پھر تو ذرا تیز ہوا ہوجانا

آج تو جا کہ مسیحا بھی ہین آنے والے — پھر کسی روز مرے پاس قضا ہوجانا

درد دل کہتا ہے مجھسے یہ نہین ممکن ہے — جان کسی کی تری ایذا مین جدا ہوجانا

اپنے بیمار سے یہ کہکے مسیحا اوٹھا — اب تو ممکن ہے تجھے جلد شفا ہوجانا

اتنا گھبراتے ہو کیون چارہ گرو سمجھو تو — حسن ہی درد محبت کا سوا ہوجانا

اے مسیحا اسے کہتے ہین کمال تاثیر — آپکا نام مریضون کو دوا ہوجانا

عشق وہ چیز ہے جسمین کہ بہت مشکل ہے ‌‌ — مر کے بھی شرط محبت سے ادا ہوجانا
ہم وہ عاشق ہین کہ قبضے مین ہے ہستی عدم — روز جینا ہمین اور روز فنا ہوجانا

اوسکی رحمت سے نہ مایوس ہو ممکن ہے شفیق
مجھ گنہگار کی مقبول دعا ہوجانا

مقدر مین لکھا تھا اس ادا پر دم نکل جانا — یکایک لیکے انگڑائی ترا فوراً سنبھل جانا
در دلدار تک کہتا ہے یہ دل سر کے بل جانا — قیامت تکہو جسکا اثر وہ چال چل جانا
جوانیکا زمانہ کیا مجھے اب یاد آتا ہے — دل نادان مری ہر بات پر تیرا مچل جانا
خدنگ ناز مجھپر پڑ گیا احباب کہتے ہین — دلیری ہے تمھاری تیر کھانا اور سنبھل جانا
نگہبان نے کہا جلاد سے یہ رحم لازم ہے — ہے آسان قیدیونکی آہ سے زندانکا جل جانا
تجھے تو جان لینی ہے مین اوسنی بات تو کر لون — وہ جب آئین مری بالین پہ تو اے موت ٹل جانا
مین ایسے وقت پہونچا تھا در جانانہ پہ موت آئی — تعجب ہو گیا سبکو مرے ارمان نکل جانا
کیا جو ذکر یوسف مینے کیسا وہ حسین بگڑا — قیامت ہو گئی اک باتکا منہ سے نکل جانا
کسی ہشیار بادہ کش نے یہ تمکو سکھایا ہے — کہ ساغر لیکے اوٹھنا لڑکھڑانا اور سنبھل جانا
سر بام آئے ہین وہ شور اک عشاقمین اوٹھا — نقاب اولٹین گر وہ اے دیکھنے والو سنبھل جانا
زمانہ وصل کا گذرا وہ مجھکو یاد ہے قصہ — ہنسی کی بات مین بھی آپکے تیور بدل جانا
مزاج ایسا ہے اونکا جسپہ آتی ہے ہنسی مجھکو — کسی سے نام یوسف سنتے ہی تیور بدل جانا

شفیق ارمان اتنا رہ گیا اک روز وہ کہتے
نجانے دینگے تمکو آج ہم گھر اپنے کل جانا

صبر کہتا ہے کہ رونا کیسا — ہجر مین جانکا کھونا کیسا
غیر نے جھوٹ کہا تھا مجھسے — یار کا گھر مین نہ ہونا کیسا
دور سے تیر جگر کا کھینچو — خون مین ہاتھ ڈبونا کیسا

ہجر کی رات بری ہوتی ہے
آہ رکھتی نہین سونا کیسا

عشق مین کوئی لشر لائق ہو
اسمین برباد نہ ہونا کیسا

بعد مرنیکے جو تڑپا مرا دل
شق ہوا قبر کا کونا کیسا

نام تیرا ہے مرے باعث سے
بحر غم مجھکو ڈبونا کیسا

جل بھی جائے تو نہ اف منہ سے کرے
اے شمع راتون کو رونا کیسا

جو کہ ہو خاک نشین مدت سے
اوسکو شعاف بچھونا کیسا

کہتا ہے ضبط کہ تم صابر ہو
درد ہو دل مین تو رونا کیسا

دلِ عاشق سے نمو ہوتا ہے
تخم الفت ترا بونا کیسا

اکدن جان مری نے فصاد
روز نشتر کا چبھونا کیسا

اب بھی تکلیف مجھے دیتے ہو
جاؤ بھی لاشہ پہ رونا کیسا

کیا جوانی نے سکھایا ہے تمھین
لیکے انگڑائیان سونا کیسا

کچھ کہا مینے وہ کہتا ہے شفیق
دکھڑا ہر روز کا رونا کیسا

مے بھی میخوار بھی ہوگا مرا ساقی ہوگا
حشر آئیگا تو اک لطف وہان بھی ہوگا

روز پینے کو نصیبونکا خدا دیتا ہے
ہمسے مستونکا کبھی جام نہ خالی ہوگا

شب فرقت مرا کہہ کہکے بڑھا دیتی ہے دل
نالے گر روز کروگے تو اثر بھی ہوگا

اب یقین ہے عدم آباد مین آنہی آئے
خاک اوڑائیگا جہان پر ترا وحشی ہوگا

دلگے ناسور مرے رسنے لگے فرقت مین
اب یقین ہے کہ کوئی راز نہ مخفی ہوگا

ہم ہین اور حضرت موسیٰ ہین تری طالب دید
خیر کوئی نہ کوئی وقتِ تجلّیٰ ہوگا

حشر مین دیکھنے والونکو مزا اوٹھے گا
ہاتھ ہوگا مرا اور دامن عیسیٰ ہوگا

آیا ہے مہر عیادت تو سمجھ لے اتنا
یہ ترا لطف مجھے وجہ تسلّی ہوگا

دیکھکر تیر ونکے روزن وہ یہ فرماتے ہین — اب تو ارمان کوئی دلمین نہ باقی ہوگا

حشر مین قیس کے ہمراہ رہیگا مجمع — جس جگہہ بیٹھ گیا قصہ لیلی ہوگا

ایک دم کے لئے گر آپ کرم فرمائین — میرا برباد نہ سرمایہ ہستی ہوگا

جو مخالف ہے مرا اوس سے مین کہتا ہون شفیق
شعر ہر ایک مرا دفتر معنی ہوگا

نکلی تھین در سے آنکھین منتظر بیمار ہجران تھا — نہ آئے اک گھڑی بھر تم تو پھر مرنیکا سامان تھا

کہا یہ مینے غیرونسے کہ تم اوسوقت یاد آئے — کوئی ہنستا تھا خلوت مین کسی کا منہ بہ داماں تھا

یہ ملک تھین لاکھون حسرتین تھین میری ہم سے — بدن سے جان جب نکلی تو سارا شہر ویران تھا

لحد تک اقربا احباب سب پہونچا گئے مجھکو — گیا جو ساتھ تربت مین وہ میرا راز پنہان تھا

چلے ہین روز راہ عشق مین ہم بادیہ پیما — نہ جب بھی زندگی بھر طے ہوا ایسا بیابان تھا

وہ آئے سامنے جب بات بھی منہ سے نہین نکلی — لب خاموش تھا میرا کہ گویا قفل زندان تھا

بتائین کیا تمھین اے دوستو تم خود سمجھ لوگے — جو سارے گھر کی زینت لے گیا وہ کیسا مہمان تھا

قدر انداز تیری مشق دنیا سے نرالی ہے — وہین پر تیر مارا جس جگہہ پر دلمین ارمان تھا

تڑپنے سے اچھائین جسکے پیہم زلزلے آئے — تجھے معلوم ہے کچھ وہ ترا بیمار ہجران تھا

مرے احباب اوس سے کہتے ہین کچھ ہے خبر تمکو — کوئی ہنستا تھا کل خلوت مین اور کوئی پشیمان تھا

قدم سے اپنے یارو ہر طرف زینت تھی صحرا مین — ہمارے خون سے گلنار ہر خار مغیلان تھا

نہ تو دیکھتے ہی یہ کہا دیوانو نے ہنسکر — ہمین ہے یاد یہ پہلے حسینونکا گریبان تھا

جو میت پر بھی آئے تھے مزاج اونکا نہ ملتا تھا — ہماری لاش اوٹھوائی زمانے بھر پہ احسان تھا

نہ جانے دل فریبی وقت زینت کیا ہوئی پیدا — ادھر تو آپ حیران تھے اودھر آئینہ حیران تھا

تعلق قاتل و مقتول کے ایسے مساوی تھے — ادھر سوفار چٹکی مین اودھر سینے مین پیکان تھا

نہین تم جسکے معنی سمجھ کیا کہنا شفیق اوسکا — بیان کچھ کر نہین سکتے کہ جزو شبستان تھا

دست و پا پٹکے ہین پتھر سے کبھی سر توڑا
دم یون ہی آپکے بیمار نے شب بھر توڑا

مے جو مانگی تو عجب طور کا غصہ آیا
لیکے ساقی نے مرے ہاتھ سے ساغر توڑا

نگہ کے تیر بھی اور برچھیان مژگانکی چلین
آج ان سب نے مرے دلکو برابر توڑا

بس مرا کچھ نہ چلا مجھکو خدا یاد آیا
کس طرح سینے مین دم اے دل مضطر توڑا

دیکھنے والون نے دانتون مین دبائی انگلی
آپنے رشتۂ الفت مرا کیونکر توڑا

بحر غم کا مجھے طوفان دکھانا ہی ضرور
تو بھی تجھکو نہ اے سد سکندر توڑا

کھولنا قصد نہین چاہنے والے ہین بہت
نام دیوانہ کا ہے آپ ہی نشتر توڑا

غیر کا نام لیا زخم مرے دلپہ پڑا
جان پر قہر میری تو نے ستمگر توڑا

تیر جلاد سے تھرا کے یہ کہتا ہے شفیق
دل نہین توڑا میرا تو نے مقدر توڑا

جانا عدم کو ٹھہر چکا ہی جس جس کو پیغام گیا
کوئی قریب صبح گیا تو کوئی قریب شام گیا

ہمتو مرے الفت مین اونکی قید اونھون نے خوب ہی کی
سنکے وہ قہر فرماتے ہین دنیا سے اک بدنام گیا

دیکھین نہ دیکھین وہ مجھکو مین اونکے کوچے مین پہونچا
فخر مجھے کیا یہ کم ہی مین اونکے زیر بام گیا

پہلے پہل مین گھر سے نکلا عشق کی راہ ناہموار
گرتا پڑتا مرتا جیتا منزل پر تا شام گیا

سنتا تھا صیاد ہی ظالم دیتا ہے وہ تکلیفین
ڈرتے ڈرتے مرغ دل بھی آج قریب دام گیا

مشق تصور ہی مجھکو جھپکی جو پلک وان پہونچ گیا
روز مین اونکی کوچے مین آنکھون سے سو سو گام گیا

واہ ری قسمت ساقی بھی کچھ ایسا تغافل کیش ملا
مینے پہلے مانگا تھا اور غیر کے آگے جام گیا

بخل و سخاوت کی باعث ای ساقی سارے عالم مین
کس کا کسکا نام رہا ہی کسکا کس کا نام گیا

کیسی ادا تھی وہ ظالم جب پاس سے میری اوٹھکر گیا
دلکو میرے پامال کیا کس چال سے ہی تو دو گام گیا

آنکھین اوسکو ڈھونڈھ رہی ہین نیند کہان اب چین کہان
جیسے دل گیسو مین پھنسا چین گیا آرام گیا

اسکا گلہ ساقی سے کیسا اپنی ہی تقدیر شفیق
تیرے سوا اوسکی صحبت سے کوئی بھی تشنہ کام گیا

شب ہجر یار وہ تھا بڑا غمگسار میرا
مرے ساتھ خوب تڑپا دل بیقرار میرا

وہ نہ ہم بغل ہو مجھسے اوسی مین وصال سمجھون
کوئی سنکے بات کرے بت شرمسار میرا

مجھے درد ہجر مجھسے کوئی خوف ہی تو یہ ہے
مرے ساتھ مر نہ جاوے دل بیقرار میرا

مجھے ہے یقین اسکا کہ وہ پھر نہ جھوٹ بولین
جو وہ حال آکے دیکھین شب انتظار میرا

یہی کہہ رہا ہی ساقی سنو میری مے پرستو
مرے میکدہ کے در پر وہی بادہ خوار میرا

مجھے موت ہو مبارک ابھی مرکے جان آئی
مری قبر پہ جو آئے کبھی سوگوار میرا

یہ ہوا ہی کون گھایل ذرا دیکھے آکے قاتل
کہ بہار دے رہا ہے دل داغدار میرا

وہ رقیب کی ہی صحبت مری واہ ری جذب الفت
وہ ہی ذکر کر رہی ہین وہان بار بار میرا

مرے بھلتی تو ہی محافظ کوئی خطرہ جب ہوا تھا
دیا ساتھ مرتے دم تک مری جان زار میرا

مری خاک ہو سوارت مجھی جسنے مار ڈالا
وہین گرتا پڑتا پہونچے کسیدن غبار میرا

وہ یہ سب سی کہہ رہی ہین کہ شفیق کیون نہ آیا
کوئی امر ہو گیا ہی اوسے ناگوار میرا

یون ترا بیمار الفت ناتوان ہو جائیگا
سانس کا لینا اوسی بار گران ہو جائیگا

آہ سوزانکا اگر اوٹھا دہوان ہو جائیگا
یہ بھی قایم ہو کے اکدن آسمان ہو جائیگا

درد ہے دلمین ذرا اسکا تعلق ہو تو جائے
بڑھتے بڑھتے یہ شریک استخوان ہو جائیگا

باغ اپنا باغبان رہنے دی بلبل نے کہا
ہم جہان جائین گے مسکن آشیان ہو جائیگا

سنکے دیوانہ سی کہتی ہین ابھی زندان مین بیٹھ
جب بہار آئیگی تیرا امتحان ہو جائیگا

آہ کی تکلیف سی سینہ تو ظالم نے کہا
چپ رہ اے بدبخت درد دل عیان ہو جائیگا

مین زبان سے اف کرون ای چارہ گر ممکن نہین
درد دل اوٹھتے ہی چھپ لیسے عیان ہو جائیگا

تم تڑپتے ہو رہائی کے لئے اہل قفس
ہمسے بھی صیاد ظالم بدگمان ہو جائیگا

کوئے جانان مین قدم رکھتے ہی آئے زلزلے
ہم نہ کہتے تھے کہ دشمن آسمان ہو جائیگا

جوشِ گریہ بڑھ رہا ہے اب یہ ہوتا ہے یقین
ہر بُن مو سے مری دریا رواں ہو جائیگا
اب مجھے مشقِ تصور سے یقین ہونے لگا
وصیان میرا اوسکے در کا پاسبان ہو جائیگا

ہاں تو محشر کا کہنا چپ رہو تم ای شفیق
ہے کوئی دشمن تو وہ بھی مہربان ہو جائیگا

بیخود شبِ وصال جو مین ناصبور تھا
ہین جب قصور تمھارے وہ لکا قصور تھا
بیتاب ہوکے راہ مین بیکار جان دی
ای دل مکان یار کا تھوڑی ہی دور تھا
دلمین خیال جب کیا تجھ تک پہنچ گیا
گو ہمسے تو ہر ایک کے نزدیک دور تھا
کچھ بھی نہ تھا خیال نشیب و فراز کا
موسیٰ کو ایسا ولولہ کوہ طور تھا
کہنا تھا دل کو جو وہ کہا اونکے سامنے
نادان دوست میرا بہت بے شعور تھا
دربان قید خانہ مین آئے ہے پوچھنے
کسکی زبان پہ رات کو نام حضور تھا
آخر جہاز عمر ہمارا نہ بچ سکا
دریائے غم کا آج کچھ ایسا وفور تھا
آئے ہین فاتحہ کو مگر غیر ساتھ ہین
بعد فنا یہ ظلم اوہفین کیا ضرور تھا
جاگے ہوئے تھے رات کی یا اور بات تھی
آنکھون مین اونکی آج غضب کا سرور تھا
اوسکا خیال آ ہی دل چھید کے رہ گیا
ہر چند تیر ناز بہت مجھسے دور تھا
ایسی ضیا ہے حسن تھی زینت کے وقت بھی
تھا عکس اونکے سامنے آئنہ دور تھا
مرقد مین تمکو دیکھا تو معلوم ہو گیا
دنیا مین ہر طرف کو تمھارا ہی نور تھا

بے سمجھے اوسنے قتل کیا ہی مجھے شفیق
اب ہاتھ مل رہا ہے کہ یہ بھی قصور تھا

دل بکار اترا احسان ستم آرا ہوتا
تھا جہان درد وہین تیر بھی مارا ہوتا
کچھ نہ کچھ تو مجھے مرنے کا سہارا ہوتا
ہاتھ اوچھا ہی سا دلبر مرے مارا ہوتا
پھر مخاطب کیا تمنے مجھے اولٹی ہی نقاب
غش مجھے آتا جو پہلا سا نظارا ہوتا

روح بھی تن سی نکلتی تو یہ دل مین رہتا
بچ گیا مضحکہ ہوتا دم محشر کیسا
پھیرے مجھے کوئی زمانہ مین ستانا حسین
فخر ہو جاتا ہے مجھے بات مری رہ جاتی
فصل گرمی کی ہے جی چاہتا ہے ای ساقی
تو اگر تیر لگاتا مری پیشانی پر
یہ تو بتلاؤ جو ہوتی یہ کسی اور کی بزم
کسی مجمع مین اگر قتل وہ کرتا ہمکو
مین تو مجبور تھا احباب سی یہ کہتا کون
درد دل نے مری اسوقت اعانت کی ہے
مین سمجھتا ہون کہ آنا ہی مسیحا کا محال
ناصحا تو ہی سمجھ جوش جوانی مین بھلا

آپکا تیر مجھے جان سے پیارا ہوتا
آپکے وصل کے مین یوسف کہ پکارا ہوتا
گرچہ ماتھے پہ رقم نام تمہارا ہوتا
بزم عشاق مین مجھسے جو اشارا ہوتا
سیکشی ہوتی جو دریا کا کنارا ہوتا
حشر تک وہ مری قسمت کا ستارا ہوتا
یون بگڑ جاتے اگر ذکر ہمارا ہوتا
نام جلاد کا اور کام ہمارا ہوتا
وہ بھی آلیتے تو تربت مین اوتارا ہوتا
یہ نہ اوٹھتا تو وہ پہلو سے سدھارا ہوتا
چارہ گر سنتے جو آنے کا سہارا ہوتا
دلکا مرنا ہمین کسطرح گوارا ہوتا

خیر اب تھوڑی سی پڑھ لیجے تحقیق اردو ہم
زندگی کا ہمین گر اپنی سہارا ہوتا

مین راز دل چھپانے مین دیوانہ ہو گیا
تصویر جسنے دیکھی وہ دیوانہ ہو گیا
کیسی شراب جام مین رکھتی ہی ساقیا
وحشی کا تیرے دشت مین کچھ دل بہل گیا
سب چلے چلے روتے ہین ارمان جتنے ہین
مہندی کی رنگ سی رخ رنگین کی عکس سی
میخوار بد نصیب عجب وقت آیا ہی

جب بھی ہر ایک بات کا افسانہ ہو گیا
شہرت بڑھی شباب کا افسانہ ہو گیا
گلنار جسکے عکس سے میخانہ ہو گیا
اوس سی جناب قیس سے یارانہ ہو گیا
دل مر گیا ہی سینہ عزا خانہ ہو گیا
گلنار اوسکے ہاتھ مین پیمانہ ہو گیا
جب بند دوستو در میخانہ ہو گیا

الفت ہر اک شے کو بڑھاتی ہی کسقدر
دفتر وفا کا اک پر پروانہ ہوگیا

ہم ایسے بادہ کش ہین کہ ساقی کی یاد مین
ساغر جہانپہ رکھدیا میخانہ ہوگیا

آزادیون نے کہدیا سارے جہان مین
اپنے سبب سے مذہب رندانہ ہوگیا

جمتے نہین ہین پائون وہ آتی ہین زلزلے
دشمن ہمارا کوچۂ جانانہ ہوگیا

فرقت کی رات درد کی ایسی چمک بڑھی
روشن تمام ولکا سیہ خانہ ہوگیا

ہم میکشی سے سیر ہوے توبہ کرچکے
لبریز اپنی عمر کا پیمانہ ہوگیا

اور ای حسین کریم ترقی دے حسن کو
اسکے سبب سی عشق اک افسانہ ہوگیا

قاتل نے پیچ سے مرا سر جدا کیا
تھا مختصر کہ ختم یہ افسانہ ہوگیا

کوئی نہ جانتا تھا وہ تھا راز اپنا عشق
تمنے کیئے وہ ظلم کہ افسانہ ہوگیا

مٹھی مین خاک لیتی ہی دیوانے نے کہا
قبضہ مین میرے آج سی ویرانہ ہوگیا

ہر فکر میرے دل کی سمجھ جاتے ہین عدو
اب تو مرا خیال بھی بیگانہ ہوگیا

کیا جانے تو نے خواب مین دیکھا تھا کیا شفیق
ہنستا تھا شبکو صبح کو دیوانہ ہوگیا

ملی پردیس مین راحت بڑھا رنج ومحن اپنا
کلیجا منہ کو آیا یاد جب آیا وطن اپنا

خدا کی دین ہے ہر شعر مین پوری فصاحت ہے
مرے قابو مین رہتی ہے زبان اپنی دہن اپنا

مصیبت ہو کہ راحت جھک کی ملنے سے ہمین مطلب
خدا کی فضل سی یکسان ہی رہتا ہی چلن اپنا

بس اتنا مال ہو جو کام آئے ہر ضرورت مین
وہ ہی ہی سلطنت احباب اپنے ہون وطن اپنا

ہمین امید ہی سب دوستونسے ہر ضرورت مین
خدا کی فضل سی ضایع نہ جائیگا سخن اپنا

مرے اوستاد کہتے ہین زبانمین ایسی نرمی ہو
ملے کچھ لکھنؤ والون مین انداز سخن اپنا

ملے خاک شفا سنہ پہ ہی کیا پر نور تربت ہی
قیامت تک نہین ممکن جو میلا ہو کفن اپنا

سمجھی ہیر جان دینگے ہم بھی مشتاق شہادت ہین
دکھا دینا ہمین اے تیغ ابرو بانکپن اپنا

بڑی عزت بڑھائی مجھسی کیا ہوا اونکا تنگ یہ
دعائین دیتا ہی احباب کو ہر موئی تن اپنا

جہان کی فکر لاکھوں ہی گل مضمون ہوئی پیدا
خدا کے فضل سی سرسبز رہتا ہے چمن اپنا

ہمین دیوانگی مین خوب پابند محبت مین
ہی بیڑی پاؤن مین اور ہاتھ تھامی ہی رسن اپنا

ہمارے دلکی حالت بھی اوسے معلوم ہو جاتی
کبھی تو تیر ڈھونڈھی آنکر ناوک فگن اپنا

ترقی لکھنؤ مین آکے میر و مصحفی پائین
ہمین بھی ناز زیبا ہے کہ ایسا ہی وطن اپنا

فراغت ہو تو عالم مین بسر ہوتی ہی انسان بھی
مصیبت مین سبھونکو یاد آتا ہے وطن اپنا

حیا آتی ہی یارب اب ہماری پردہ پوشی کر
ہوا ہی حد سی بوسیدہ سراسر پیرہن اپنا

شفیق ایسا سفر مین ساتھ دیتی ہی سکونت بھی
کسی جا ہون ہمیشہ یاد آتا ہے وطن اپنا

میکش نے لیا جام مئے بیخبری کا
اب سامنا دیوانہ سے ہوتا ہے پری کا

آواز تری پردہ سے سنتے ہی غش آیا
یا تون نے کیا کام تری جلوہ گری کا

جو وصل کی جاگے ہین وہ کسطرح نہ سوئین
جھونکا جو چلے سرد نسیم سحری کا

تیزی کو تری تیر فگن کوس رہا ہے
اے آتش دل ہو گیا نقصان سپری کا

ہی باد مخالف کا اوسے نام ہی کافی
جس آنکھ پہ دھوکا ہو چراغ سحری کا

مین بزم مین جاتا ہون حسین چھپتے ہین مجھسے
چرچا ہوا اون سب مین مری بدنظری کا

بیٹھے ہین وہ پہلو مین مری غیر ہی حالت
ممنون ہوا آج مین درد جگری کا

وہ کچھ نہ سنے اور ہلے جاتے ہین سب دل
آہون مین اثر یہ ہی مری بے اثری کا

موسیٰ کی حکایت سی اوڑی ہوش سبھون کی
عالم مین ہوا شور تری جلوہ گری کا

پھاڑا تھا گریبان کلیجا ہوا ٹکڑے
افسانہ ہی عالم مین مری جامہ دری کا

دل مر گیا سب بین مری سنتی ہین آکر
عالم ہوا مشتاق مری نوحہ گری کا

دریا بہا اشکونکا جہان ڈوب نہ جائے
مالک ہی الٰہی تو ہی خشکی کا تری کا

بیمار شفیق ایسا ہے بچنا نہین ممکن
نقشا ہے برا آج عدم کے سفری کا

عشق کیسا یہ کرشمہ تھا دل ناشاد کا
بے ستون پہ مرکے بھی قبضہ رہا فرہاد کا

میرے مرنیکی خبر اسطور سی پہونچی اوسی
دشمنون نے میرے خط لکھا مبارکباد کا

غیر سے سنتے ہین آکر ہو گئی اونکو خبر
ای دل بیتاب موقع اب نہین فریاد کا

سننے والونکے نہ قابو مین رہین قلب وجگر
جس ٹھکانے ذکر ہو میرے دل ناشاد کا

سنتا ہون تصویر کھینچی ہی مرے دلدار کی
دیکھنے جاتا ہون نقشہ مانی و بہزاد کا

کوئی قیدی مرگیا ہی حشر برپا ہو گیا
قیدخانہ مین ہوا غل نالہ و فریاد کا

یا الہی قتل وہ اسطور سی مجھکو کرے
نام ہو جائے زمانہ مین مرے جلاد کا

پتھرون سی مینے سر پھوڑا تو وہ کہنے لگے
ایسے دیوانہ کو تیشہ چاہیئے فرہاد کا

قبر مین مجھکو اوتارا سب سی یہ کہنے لگے
آئے ہین اوسوقت ہم جو وقت ہی امداد کا

بھرکے آہ سرد اک جان حزین میری گئی
یہ بھی افسانہ ہوا اک ہجر کی روداد کا

کہتی ہی بلبل کہ میری آگ پھونکا آشیان
دل جلاکے میرا دل ٹھنڈا ہوا صیاد کا

قیدیونکی آہ سوزانکا ہوا اتنا اثر
بیڑیان کاٹی ہین جوہر سج ہی حداد کا

ہاتھ مین لغزش ہو ٹانکے لگا نا دیکھکر
بخیہ گر یہ زخم ہی میرے دل ناشاد کا

بعد میرے قتل کے بھی خون تھم تھمکر بہے
کمسنی ہی دل نہ ڈرجائے ستم ایجاد کا

گر پڑے برسات مین گھر بیٹھ کر کہتا ہین شفیق
اب ٹھکانا ہی نہین تجھ خانمان برباد کا

جنون کہتا ہی مجھسی عشق ہی وہ ماہ تابان کا
شعاع مہر ہی جو تار ہے تیرے گریبان کا

کسی بتخانہ مین اب دخل ہوتا ہی مسلمان کا
کہا دل نے خدا حافظ ہی اسکے دین و ایمان کا

لیے زنبور ہاتھون مین الگ بیٹھی ہین چارہ گر
نہین آسان ہی کچھ بیجا ہا چھیڑنا زخم سوزان کا

بگولے دشت مین اوٹھین تو اونسی قیس کو پوچھو
نشان مل جائیگا مجھکو پریشان سے پریشان کا

مرا ابر بادہ ہونا اون سجھونکا خاک مین ملنا
مری تقدیر سے ملتا ہے ہر ذرہ بیابان کا

پیر بزادو نکے جھرمٹ دیکھکر کہنے لگی بلبل
حسین آنے لگے اب رنگ بدلیگا گلستان کا

یہ سنکر مانی و بہزاد سے جلا دکھتا ہے
مری تصویر مین سب رنگ ہو خون شہیدان کا

ہماری زخم دوزی کرکے یہ جرّاح کہتا ہے
صداے دل شکن آئیگی گر ٹوٹا کوئی ٹانکا

نظر ملتے ہی میری دل جگر رخصت ہوئی مجھسے
کسی نے اس ادا سے روزن دیوار سے جھانکا

اندھیرا ساری عالم مین ہوا دل میرا گھبرایا
جھلک دکھلا کے مجھکو اوسنے دامن سے جو منہ ڈھانکا

تعلق مجھے ویرانے مین جو صحرا سے اودھر نکلا
مجھے دیکھا تو خود وا ہوگیا دروازہ زندان کا

مہیا عیش کی سامان کئے سو مرتبہ اکثر
گذارین ہمنے راتین راستہ دیکھا ہی مہمانکا

امنڈکر آنسوؤن نے خوب ہی دریا بہائی ہین
زمانہ مین مری آنکھون سے اوٹھا جوش طوفانکا

کہا جب شعر اچھا وہ حیات جاودانی ہے
سکندر رہو کے خواہان کھر سے نکلا آب حیوانکا

اثر یہ ثانی بلقیس کی الفت مین پیدا ہو
ہمارا دل جو توڑے گر پڑے ایوان سلیمان کا

پڑھا ہے فاتحہ ہر قبر پر لاکر حسینو نکو
وہ جاتے ہین خدا حافظ ہے اب گور غریبان کا

شفیق ایسا کہان تو جس سے ہو کچھ قدر عالم مین
کہا اچھا مجھے ممنون ہونگین ہر سخندان کا

ردیف بائے موحدہ

پینا ستم ہی یار کا انکار سے شراب
بے لطف اسی سے ہو گئی تکرار سے شراب

اچھا ہے اس بہانہ سے یوسف کو دیکھنا
لائینگے آج مصر کی بازار سے شراب

واعظ سے سنکے کہنے لگے رند خوش مذاق
مشکل ہے چھوٹنا کسی میخوار سے شراب

ساقی یہ سنکی کہتا ہے میخوار سے بتا
اچھی تجھے ہی کیا مری گفتار سے شراب

ساقی جو میکدہ سے اوٹھا لطف آگیا
میخوار مانگنے لگا مے خوار سے شراب

بیوقت وہ کسی کو نئے قاعدہ نہین
اکڑتی ہے ناز اسے طلبگار سے شراب

بیٹھا تھا میکدہ مین تو اتنا اثر نہ تھا
کچھ تیز ہو گئی مری رفتار سے شراب

دیوانہ بادہ کش کوئی گلشن مین دفن ہے
بلبل نے چھڑکی قبر پہ منقار سے شراب

خوف خدا نہ اونکو نہ اونکو ستونگا ڈر
پھر کیا چھٹے گی کافر و دیندار سے شراب

گر ہو سکا شفیق تو پھر وقت میکشی
بدلین گے آج ہم نگہ یار سے شراب

جانتا ہے سبکو کر دیتی ہے یہ غافل شراب
مجرموں کو دیکھے پیتا ہے مرا قاتل شراب

ہے سخی ساقی مرا سیراب کرتا ہے اوسے
میکدہ مین مانگنے آیا اگر سائل شراب

میکدہ مین لوٹتا ہے جام ساقی نے دیا
سبکو حیرت ہے پئے گا کس طرح بسمل شراب

جام مین جتنی بچے مجھکو دینا ساقیا
پھینکنا ہرگز نہین میرا ہے خون دل شراب

دن تو چلنے مین گذرا شام کو یہ لطف تھا
سب مسافر آئے پینے کو سر منزل شراب

کہتا ہے اپنے مریضون سے مسیحا بادہ کش
سنتی ہین آسان کرتی ہے ہر اک مشکل شراب

قاعدہ سے بیٹھے ہین میخوار ایسا لطف ہے
اب پلائیگا سبھونکو صاحب محفل شراب

کچھ نہ کچھ لیلے سے باتین وصل کی ہونگی ضرور
بیٹھکر مجنون اگر پیتا پس محمل شراب

حضرت ناصح نصیحت ایسی بادہ خوار سے
وہ بھلا مانیگا کیا جسکی ہے آب و گل شراب

پوچھتا ہے بادہ کش یہ دانۂ انگور سے
کیا ازل کے روز سے تجھ مین ہوئی داخل شراب

جام ساقی بھر کے دیتے ہنس کے کہتا ہے شفیق
ہم پلائین گے اگر ہو آپکے قابل شراب

عکس اپنا ڈالتا ہے ہر چمن مین آفتاب
دو جہان مین ایک ہے اپنے چلن مین آفتاب

دل یہ کہتا ہے طپش سے اسکی ہوتا ہے یقین
آگ برسائیگا کیا میرے وطن مین آفتاب

اسکی اس گرمی مین دیوانونکا بچنا ہے محال
ڈالیگا اپنا اثر ہر پیرہن مین آفتاب

گرمیان کرتا ہے ہر میخوار وقت میکشی
آگیا گویا انھین کی انجمن میں آفتاب

کی ترقی آتش فرقت نے آہی بعد مرگ
بنگیا ہر داغ دل میرے کفن مین آفتاب

رات کو افشان کا ذرہ تھا سحر کو یہ کھلا
ہوگیا روشن ہی ابرو کی شکن مین آفتاب

سونے والے باغ کے انگڑائیان لیکر اوٹھے
صبح کو جلوہ دکھا ئیگا چمن مین آفتاب

دن جو کم ہی شام کے دھڑ کی کیا ہی سیحر اس
دوڑتا جاتا ہی کیا اپنے وطن مین آفتاب

ایک ہی رفتار سے گذری گی میری عمر بھی
اب نہین یکتا رہا اپنے چلن مین آفتاب

شب کے جلنے لطف مین اوسنے وہ واقف ہی نہین
حشر تک یون ہی رہا رنج و محن مین آفتاب

کیا الف کو بھی نہین پہچانتے ہو تم اے شفیق
یہ ہی لاعلمی کہ تم ہوا پنے فن مین آفتاب

اسطرح دینگے وصل مین تکرار کا جواب
مرنا ہمارا ہی ترے انکار کا جواب

ایسا لگایا ہاتھ کہ تسمہ نہین رہا
دنیا مین اب نہین تری تلوار کا جواب

بلبل ذرا ادھر بھی دہی نغمہ سنجیان
سینہ ہمارا ہے ترے گلزار کا جواب

عشاق جان بیچنے آتے ہین روز و شب
کوچہ ہے تیرا مصر کی بازار کا جواب

بیخود ہوا نہ راز کھلا اوسکا ساقیا
میخوار دن مین نہین تری میخوار کا جواب

تلووں مین چبھ کے خون سے گلنار ہوگیا
گلشن مین گل بھی ہی کوئی اس خار کا جواب

قاتل کے ہاتھ اوٹھاتے ہی بجلی چمک گئی
تلوار سے ملا اوسے تلوار کا جواب

سرمہ لگا رہا تھا کہ میری نظر پڑی
آئینہ مین ملا نگہ یار کا جواب

میری تو زندگی مین نہ وعدہ وفا ہوا
اک حشر رہ گیا ترے اقرار کا جواب

ناصح نے کی نصیحتین پھر چپ ہی ہوگیا
کل شب کو سنکے تیرے وفادار کا جواب

یہ شاعری کا خبط ہی خاموش اے شفیق
بیکار کا سوال ہی بیکار کا جواب

یار کی افشاں کا ذرہ ہے بجائے ماہتاب
اب بھلا نظروں میں کیا میری سمائے ماہتاب

سرمہ آنکھوں میں لبوں پہ پانکی سرخی عیاں
یار سے میرے ذرا صورت ملائے ماہتاب

جب نقاب رخ سے کچھ کچھ روشنی ظاہر ہوئی
کیسی شرمندہ ہوئی شکو ضیائے ماہتاب

رات دن جیسی ترقی کر رہا ہے حسن یار
اسطرح ہمکو قیام اپنا دکھائے ماہتاب

کیا رخ روشن کی عاشق اوسکو دیکھیں گے بھلا
چار چاند اپنے ذرا منہ پر لگائے ماہتاب

پوری زینت کرکے آتا ہے وہ اپنی بام پہ
خیر ہے اسمیں قدم جلدی بڑھائے ماہتاب

سامنا جسے کریگا منہ چھپا یا خوف سے
بام سے اوترو ذرا بخشو خطائے ماہتاب

چار آنکھیں کرکے اوس سے شعر بھی کہنا شفیق
تیر کی صورت تمھیں بھائی ادای ماہتاب

ردیف بائے فارسی

تیر سینہ سے خود نکالا آپ
دیکھئے تو مرا کلیجا آپ

کرکے دلجوئی آپ حال سنیں
میں ہوں بیمار اور مسیحا آپ

مر کے پہونچا ہوں آپکے در تک
دیکھئے تو مری تمنا آپ

کوئی مر جائے عاشق رنجور
دیکھنے جائیں گے تماشا آپ

اپنی تصویر دیکھکر بگڑے
دیکھئے تو خود اپنا نقشا آپ

یاد قاتل کی جب ادا آئی
زخم دل ہو گئی کشادہ آپ

زندگی بھر رہے گا اسکا سرور
جام ساقی نے ہے پلایا آپ

ہم ہیں اس در پہ حضرت مجنوں
دیکھنے جائیں لطف صحرا آپ

آنکھیں کھلتی ہیں جوش گریہ میں
آج دیکھیں گی زور دریا آپ

اب ہیں بیچین طالب دیدار
کب اوٹھائیں گی رخ سے پردا آپ

نقش ہیں آپ ہی کے چار طرف
دیکھ لیں دلکا گوشہ گوشہ آپ

گل کی سب ہین ادائین پیش نظر
آج کرنے لگے ہین پردا آپ

زندگی بھر نہ دیکھنے آئے
آج دیکھین گے میرا لاشا آپ

ٹھہرئے رہ روان ملک عدم
دیکھئے تو ہمارا رستا آپ

مفلسی کے سبب شفیق بہت
خلق مین ہو رہی ہین رسوا آپ

ہجر مین کٹتی ہے تنہا مری مشکل خود آپ
مجھسے باتین کیا کرتا ہے مرا دل خود آپ

وقت سے پہلے کوئی کام نہین ہونے کا
جان لینے کو مری آئیگا قاتل خود آپ

ہاتھ پھیلائے رہا جام نہ ساقی نے دیا
یہ غرض بھی کہ چلا جائیگا سایل خود آپ

ہمسے یون تجھے تو خطا تیر نظر کی کیا ہے
سامنے جاتی ہے ہم ہوگئے گھایل خود آپ

عشق مین دیکھئے ایسی بھی کشش صحرا مین
قیس سے ملنے لگا صاحب محمل خود آپ

عشق کی راہ کٹھن ہے نہ کہین پاؤن رکے
کہا ہمت نے کہ کٹ جائیگی منزل خود آپ

جان جاتی رہی ان سب کی ہوئیم تارضا
غیر آ آکے ہوئے میرے مقابل خود آپ

چارہ گر کہتے ہین یون تیر نکالو اسکا
نام جاتا دیکھ ہو جائیگا غافل خود آپ

ناصحا کہتا ہے یہ بات مری سچی ہے
جب انسان ہو تو لٹ جاتی ہے مشکل خود آپ

خواب مین آکے وہ کہتے ہین مری فرقت مین
تو تو کمبخت ہوا مرنیکے قابل خود آپ

پڑھنا کیا چیز ہے لکھنا ہے کوئی چیز شفیق
فضل معبود سے مین ہوگیا کامل خود آپ

کیسی طرار ہوئی میری زبان آپسے آپ
فضل خالق سے ہوا مین ہمہ دان آپسے آپ

چارہ گر یہ نہین معلوم کہ کیا جلتا ہے
ہر بن مو سے نکلتا ہے دھوان آپسے آپ

پرتو رخ کسی مہرو کا پڑا اوسپہ کہان
زخم دل ٹکڑے ہوا شل کتان آپسے آپ

رہنما خواب بھی جی بھر کے اوسے دیکھ لیا
آج ہے قصد مین پہونچا ہون کہان آپسے آپ

ضبط کرتا ہون تو چہرہ سے عیان ہوتا ہی
رنگ یہ لانے لگا راز نہان آپسے آپ

قیس کہتا تھا کہ لیلی کی خدا خیر کرے
بڑھتا جاتا ہی مرا درد نہان آپسے آپ

گر ہی الفت کی کشش لا کھڑے تم صاحب
گھر مرے آؤ گے کدن مری جان آپسے آپ

قیس کہتا تھا یہ صحرا کی ہوا کا ہے اثر
بڑھتا جاتا ہی ہمارا خفقان آپسے آپ

نام جلاد کا لیکر مین گلا خود کاٹون
سر مرا مجھکو ہوا بار گران آپسے آپ

نقش پا یار کا اب چھوڑکے مین جاؤن کہان
بن گیا یہ مری ہستی کا نشان آپسے آپ

اب وہ کہتا ہی کہ دیوانہ کی کاٹونگا زبان
راز دل سب سے لگا کرنے بیان آپسے آپ

مرتے مرتے یہ دعا کرتا ہی خالق سے شفیق
چاہتا ہی مجھے مل جاے جہان آپسے آپ

بزم مین سامنے ہمارے آپ
غمزے سے کرتے ہین اشارے آپ

مجھکو آتی ہی بچینی یہ ہنسی ہاہا
شب کو گنتے ہین جبکہ تارے آپ

رات کی آرزو رہی دل مین
شب کو اسطور سے سدھارے آپ

مرنے والون کی ہل گئین قبرین
اونکو اس درد سے پکارے آپ

رکھکی آئینہ روز خلوت مین
اپنے کرتے ہین خود نظارے آپ

مجھسے کہتا ہی بزم مین ہنسکر
کیسے عاشق ہوے ہمارے آپ

واہ اے رہ روان ملک عدم
پہونچے ہین گور کے کنارے آپ

غش مین ہو ہین شفیق کہتے ہین
چپکے چپکے کسے پکارے آپ

ردیف تاے فوقانی

کہا بھول جاتا ہی غافل کی عادت
تڑپنا صدا ہی مرتے دل کی عادت

کیا غور شب کو چلے دن کو بجید
پڑی اس سے منزل بہ منزل کی عادت

مجھے قید خانہ مین رکھنا جنون مین / رہے عمر بھر جس سے مشکل کی عادت

تڑپ کر کہا تیر مژگان نے دل سے / سمجھتا ہے بسمل بھی بسمل کی عادت

سب دیکھکر بولے ہنسکر مسیحا / تڑپنے کی ہوتی ہے بسمل کی عادت

نظر سے نظر جب ملی زخم ڈالا / قیامت کی ہے تیرے قاتل کی عادت

وہ پیدل چلا قیس کو ڈھونڈھنے کو / جسے تھی ہمیشہ سے محمل کی عادت

جو تو آئینہ دیکھے مین بھی سمجھ لون / تری اور تیرے مقابل کی عادت

جہان دیکھا اونکو گئے ہوش فورا / ستاتی ہے مجھکو مرے دل کی عادت

جس عاشق کو دیکھا اوسی سے لیا دل / چھٹے کسطرح ایسے سایل کی عادت

حسینن راہ الفت مین یون ڈر رہے ہین / نہ چلنے کی عادت نہ منزل کی عادت

شفیق اوسکو چھیڑا تو خود زخم کھایا
سمجھنی تھی پہلے سے قاتل کی عادت

چشم دل سے اسقدر دیکھا ہے مینے سوئے دوست / اب پسینہ سے مرے آنے لگی ہے بوئے دوست

بعد مرجانیکے بھی چھوٹا نہ مجھسے کوئے دوست / روح جاتی کسطرف وان آرہی تھی بوئے دوست

ہے عشق مجھکو سنگھاتے جاتے ہین گیسوئے دوست / ہوش آجاتا ہے پاتا ہون جہانین بوئے دوست

دشمنی کا کام بھی کرنے لگی ہے خوئے دوست / اب زمانہ مین کہان باقی رہیگی بوئے دوست

اس کشاکش مین پھنسا جاکر میان کوئے دوست / اک طرف سے موت آئی اکطرف سے بوئے دوست

ایک ہم ہین زندگی بھر دید کو ترسا کئے / ایک وہ ہین جو ہمیشہ دیکھتے ہین روئے دوست

میرے مرجانے سے وہ بھی تابع فرمان ہوئے / دشمنون پر چل رہا ہے آجکل جادوئے دوست

جا کے گلشن مین تصدق سرو پر ہونے لگا / آج دیوانہ کو یاد آیا قد دلجوئے دوست

وقت آخر ہی یہان آئے ہین وہ بیٹھے ہین غیر / دل ذرا ٹھہرا تو ہم بھی دیکھ لینگے روئے دوست

اونکی صورت دیکھکے جینے کی کیا امید ہو / کام جب تلوار کا کرنے لگے ابروئے دوست

دل جگر کس جا پہ چھوڑی خود گرا کس کس جگہ
ہوش پھر اوسکو کہان جاتا ہی جسکو سوئی دوست

ہجر مین جاگا بہت تھا وصل کی شب سو رہا
نیند مجھکو آگئی جب مل گیا پہلوئی دوست

تھام لین سب اپنے اپنے دل جو اہلِ درد ہین
مین بیان کرنیکو ہون کچھ داستان خوئی دوست

دشمنون کی خوف سی وہ میرے پہلو مین چھپا
دلکی مشکین باندہ کر لیجائین گر گیسوئی دوست

بادیہ پیمائیو نہین لطف ملتا ہے مجھے
جس جگہ تکلیف پائی یاد آیا کوئی دوست

چارہ گر کہتا ہی خود بیمار وہ مرتا نہین
نزع مین جسکو سنگھائے جاتی ہین گیسوئی دوست

مین سنبھالون لڑکھڑائی وہ نزاکت کی سبب
ہی خدا کی شان میرا ہاتھ اور بازوئی دوست

دیکھئے دیوانہ کا اب آج بچنا ہے محال
دشمنون سے پوچھتا ہی وہ نشان کوئی دوست

دلکی خواہش مین کہین حد سے زیادہ بڑھ گئے
اب عدم کی راہ بتلانے لگے گیسوئی دوست

دل ہمین اب یاد آتا ہی بہت یادش بخیر
قبر کی آغوش مین ہی طالب پہلوئی دوست

خضر سے کہدو کہ آکر دیکھ لین آب حیات
دھوئے جاتے ہین نچوڑی جائینگی گیسوئی دوست

رہ رو دنکی ٹھوکرین ہین بعد مردن ای شفیق
اب کہان ہی سر ہمارا اور کہان زانوئی دوست

کشش اپنی اتنی دکھائے محبت
مرے پاس اونکو بلائے محبت

حسینون کی عاشق وہین مر مٹین گے
جہان دیکھ لین نقش پائے محبت

دئے دیتے ہین جان عشاق اپنی
ادا انکی بھائی ایسی ادائے محبت

ادا اونکی کہتی ہی تیوری چڑھا کر
سزا پائیگا مبتلائے محبت

مرے پاس آکے کسی روز بیٹھو
سناؤن تمھین ماجرائے محبت

عجب تیرے مجذوب کو بڑ لگی ہی
زبان پر نہین کچھ سوائے محبت

کہا تیرے وحشی نے صحرا مین چلنکر
اوڑا لیگئی دل ہوائے محبت

نہ مین ہون مقید نہ ہین زخم تن پر
نگاہون سے پائی سزائے محبت

شفیق اب ہوئی ہے حسینونکی الفت
ہمین ہر طرح آزمائے محبت

ردیف تای ہندی

بسوجہ نہین گیسوئے خمدار کی سنوٹ
عشاق کے دل لیتی ہے ہشیار کی سنوٹ

عشاق کے دل یون ہی کیا کرتی ہے پامال
اب روز قیامت ہوئی رفتار کی سنوٹ

جان بازونکی عالم مین کہین جان نہ بچتی
تصویر مین کھنچ جاتی جو تلوار کی سنوٹ

اک جام مین ساقی تو بہکنے لگا فورًا
میخوار سمجھ جاتے ہین میخوار کی سنوٹ

اب راز بھی کھلنے کو ہے الفت کا مسیحا
سمجھی ہین اطبا ترے بیمار کی سنوٹ

خلوت مین بھی اوس شوخ کی صورت کو نہ دیکھا
ہاتھونسے چھپا لیتا ہے رخسار کی سنوٹ

رومال سے منہ ڈھانک کے ترہتین اوتارا
دیکھے تو کوئی میرے مددگار کی سنوٹ

پہلے کہا مجھسے کہ مین آؤنگا ترے گھر
ہین غیر تو کچھ اور ہے اقرار کی سنوٹ

فرقتمین بھی یاد آئی تو مین ہنس دیا فورًا
ہو وصل کی شب بھی تری تکرار کی سنوٹ

پوچھے تو کوئی سادگی عشاق کی دلسے
ہوتی ہے غضب اور طرحدار کی سنوٹ

صورت نہین پہچانتے ہین دیکھنے والے
ہوتی ہے بری عشق کے آزار کی سنوٹ

کیا جور وجفا کم ہین یونہین اوسکی جہانمین
چھپنے نہین دیتی ہے جفاکار کی سنوٹ

زخمونمین مرے دلکی کجی ہوتی ہے سجید
جلاد کچھ ایسی ہے ترے وار کی سنوٹ

معشوقونکی کچھ اور بھی بازار جہانمین
کچھ قدر بڑھاتی ہے خریدار کی سنوٹ

یہ سچ ہے شفیق آپکا ہے تجربہ اسمین
زیبا ہے جو ہو جاتی ہے زردار کی سنوٹ

کافی بھی مجھے اوس بت پرفن کی لگاوٹ
کچھ اور غضب ڈھائیگی چتون کی لگاوٹ

بے سمجھے ہوئے جان بھی یہان بھی کھویا
دلکش بھی عجب طفل برہمن کی لگاوٹ

دل کہتا ہے غیرون کی توجہ بھی بری ہے
ہے یہ بھی خواہان ترے دشمن کی لگاوٹ

کچھ ناصح ناداں تجھے عقل نہین ہے
عاشق سے کہین چھپتی ہے خوبون کی لگاوٹ

اوچھا سا کیا وار کہ تسمہ رہا باقی
قاتل نہین سمجھا مری گردن کی لگاوٹ

وہ کیسی نظر تھی کہ کلیجہ ہوا چھلنی
یہ کیسا اثر کر گئی چلمن کی لگاوٹ

جلاد کے کوچہ مین شفیق اتنا سمجھنا
پیغام قضا لائی ہے مدفن کی لگاوٹ

تو ورق عصیان کا مرے داور محشر اولٹ
مین بہت نادم ہون میری نام کا دفتر اولٹ

آگ بھڑکی ہے جگر مین ہجر کی بیتاب ہون
[illegible] کا طبقہ اے دل مضطر اولٹ

رکھدیا قاتل نے گردن پر مری اولٹا بھی
موت اپنے ہاتھ سے تو آنکر خنجر اولٹ

دیکھکر اوسکی عبارت سمجھو غش آیا شفیق
گر اثر یہ ہے تو دیکھی قبر کا پتھر اولٹ

لڑتے ہی آنکھ لگ گئی ترچھی نظر کی چوٹ
خالق بچائے ہوتی ہے نازک جگر کی چوٹ

اب زندگی رہے نہ رہے اعتبار کیا
نادانی مین کھا گئے قلب و جگر کی چوٹ

اک زخم دلپہ اوسنے لگائے ہزار زخم
خالی کبھی گئی نہیں [illegible] کی چوٹ

اب تا حیات سر کا اوٹھانا محال ہے
پیری مین ہمنے کھائی ہے ایسی کمر کی چوٹ

دل بیچ مین ہے چارون طرف غمکی فوج ہے
کوئی بتائے اب وہ بچائے کدھر کی چوٹ

تکلیف جو گزرتی ہے کیا آپ جانیے
پوچھین ذرا حضور جگر سے جگر کی چوٹ

گل کے قریب جاتی ہی بیہوش ہو گئی
بلبل نے دلپہ کھائی نسیم سحر کی چوٹ

لینے سے سانس چھلتے ہین سب دلکے آبلے
یہ جان لے گئی [illegible] آٹھون پہر کی چوٹ

طفلی مین ہم تو ٹھوکرین کھا کر سنبھل گئے
اب شام تک [illegible] ہم اس سحر کی چوٹ

ایسا قفس مین تڑپی کہ رگ رگ مین درد ہے
بلبل کا دل دکھاتی ہے اک ایک پر کی چوٹ

تیر نظر لگا ہے دونون ہی ایک ہین
جیسی کہ دل کی چوٹ ہے ویسی جگر کی چوٹ

وحشی تمھارا تنگ زندان سے پست ہے
جب سر اوٹھایا لگ گئی زنجیر در کی چوٹ

دل اپنا تھام چھرے یہ گیسو پڑی ہوئی
یون دیکھنے کو آتے ہین میری جگر کی چوٹ

خود اپنا نقشہ اوسمین تھا کیا ہوشیار ہے
دل کو بچا کے اوسنے لگائی جگر کی چوٹ

فرہاد اوسمین راز تھے مخفی نہ وہ کھلے
دلکو بچا کے آپنے کھائی ہے سر کی چوٹ

جب مرگیا تو ہاتھ لنے سینہ دبائی ہے
منعم کے دل پہ آج لگی ہوا زر کی چوٹ

ظالم نے آنکھ پھیر لی کہکر شفیق سے
نازک تمھارا دل ہے لگی گی نظر کی چوٹ

ردیف ثاے مثلثہ

ہوے سب مین رسوا محبت کے باعث
لٹے آپ اپنی طبیعت کے باعث

بہت چارہ گر پوچھنے حال آئے
نہ کچھ منہ سے نکلا حمیت کے باعث

چلے گھر سے ہم راہ مین موت آئی
وہان تک نہ پہونچے نقاہت کے باعث

یہ سمجھے تھے ہے عشق اچھی کوئی شے
بہت اسمین نکلے مصیبت کے باعث

کچھ آسان نہین پاس قاتل کے جانا
ہوئے قتل ہم اپنی ہمت کے باعث

مرے دفن کیوقت وہ ہنسکے بولے
زمین رک گئی اسکی تربت کے باعث

ترقی کی اپنی تو پھر کوششین کر
نکل آئینگے اوسمین راحت کے باعث

شفیق ہاتھ اٹھاؤ حسینونکو چھوڑو
ہوئے سب مین رسوا محبت کے باعث

وہ قید ہوا زلف گرہ گیر کے باعث
دل اور بھی جکڑا گیا زنجیر کے باعث

مینے جو کہا آپکے آنے مین ہوئی دیر
ہنس ہنسکے سنانے لگے تاخیر کے باعث

جلاد اشارہ مین گلا کٹ گیا میرا
کیا نام ہوا ہے ترا شمشیر کے باعث

وہ آئین نہین دوستو خط تو مجھی بھیجین
تسکین ہی ہو جائیگی تحریر کے باعث

باتون مین تری شوخ ہین دلچسپیان ایسی
خاموش ہوئے ہم تری تقریر کے باعث

یوسف کی خریدار تجھے دیکھنے آئے
شہرت ہوئی ایسی تری تصویر کے باعث

سب کوششین بیکار ہوئی جاتی ہین یہی
جب کام بگڑ جاتے ہین تقدیر کے باعث

اب نالونسے صحرا کو جلانے لگے وحشی
وہ آگ لگی آہ کی تاثیر کے باعث

ارمان نہ نکلا ترا پیکان تو نکلا
ناسور ہوا دلمین ترے تیر کے باعث

گر قبر مین یاد آئین تو چونکین کی شفیق آپ
جو سختیان جھیلین فلک پیر کے باعث

سب برے ہین شباب کی باعث
دل خانہ خراب کے باعث

حضرت عشق کی اعانت سے
ہوا رسوا شباب کے باعث

کیسا بیباک ہو گیا سرکش
یہ ہوا سب شراب کے باعث

سیکڑون کو اوٹھایا محفل سے
گئی عزت شراب کے باعث

آج دنیا مین آئیگا طوفان
میری چشم پر آب کے باعث

ہجر مین مینے اونکو دیکھ لیا
ہوئی تسکین خواب کے باعث

نگہ شوق تمکو دیکھیگی
کیا چھپوگے نقاب کے باعث

زندگی ہے تو اونسے پوچھین گی
جو ہوئے ہین عتاب کے باعث

میرے پہلو سے اوٹھے وہ اے دل
تیرے ہی اضطراب کے باعث

قدر ہوتی ہے شاعرون کی شفیق
سخن لاجواب کے باعث

ردیف جیم عربی

حشر ہوگا خالق عادل کا ہے دربار آج
سب گنہگار جہان ہونگے ذلیل و خوار آج

گھر سے شوق دید مین نکلا ہی گھبرایا ہوا / غش کہین کھا کر گرے گا طالب دیدار آج

حشر مین دامان قاتل اور میرا ہاتھ ہے / میرا اوسکا فیصلہ ہوگا سر دربار آج

زندگی بھر خوب پی اب حشر مین بخشیں خدا / سر جھکائے بیٹھا ہوا [illegible] بادہ خوار آج

واہ اے صیاد بعد مرگ رحم آیا تجھے / [illegible] گلزار آج

اپنے سینہ سے نکالا اور سینچا [illegible] / تیرے ہی قدمون پہ [illegible] بار آج

پھر زمانہ مین زلیخا کو خدا پیدا کرے / [illegible] یوسف [illegible] بازار آج

غیر نے پھر میری جانب سے کچھ اوس سے کہا / پھر قیامت آگئی پھر بگڑا مزاج یار آج

سن لیا ہی آپکے وحشی نے پھر آئی بہار / ساتھیو نکلو لیکے پاتا ہی سوی کہسار آج

میکشون مین عید ہے دیتا ہی ساقی سبکو جام / میکدہ مین مست ہی ایک ایک بادہ خوار آج

آئنہ اوسکے تصور کا لگا کے سامنے / اپنے گھر مین بیٹھکر دیکھین گے ہم دیدار آج

وصل کی امید تھی اللہ ری بد قسمتی / باتون ہی باتون مین اوس سے ہو گئی تکرار آج

کہتا ہی دیوانہ دن ڈھلتی ہی کوچہ مین تری / مجھسے اب بیٹھنے لگا ہے سایۂ دیوار آج

کروٹین مردون نے لین گور غریبان ہل گیا / حشر کرتی ہی بپا پازیب کی جھنکار آج

دوست دشمن ہو گئے کس سے شکایت ہو شفیق / ضبط کرنے سے ہوئے قلب و جگر بیکار آج

لوگ سنکر آرہے ہین سیکڑون منزل سے آج / برق سے بھی سامنا ہوگا ہمارے دل سے آج

کل یہ قوت تھی کہ صحرا مین کہانتک ہم گئے / تھک کے بیٹھے ہین خیال دوری منزل سے آج

بعد مدت کی شریک بزم تھی موت آگئی / اسنے اوٹھوایا ہمین آکر بھری محفل سے آج

دلستو آرایش کئے بیٹھے ہین آئنہ لئے / سامنا ہونیکو ہے اونکا مہ کامل سے آج

بعد میرے اور کوئی قتل ہوگا یا نہین / پوچھ لینا چاہئے اس باتکو قاتل سے آج

وہ بھی آنیکو ہین موت آئی قیامت ہوگئی / سیکڑون ارمان لپٹے ہین ہمارے دل سے آج

اونکی صحبت سے چلے ہم وہ بہت مچلا کیا
دلکو گھر تک لائے ہین اپنے بڑی مشکل سے آج

مرگ لیلی کی خبر پائی ہے بچنا ہے محال
غش ہوا مجنون لپٹ کر پردۂ محمل سے آج

جوش وحشت ہے اوسے ناصح رہے اتنا خیال
ہوش کی باتین ذرا کرنا کسی غافل سے آج

کل جہاز عمر کا بچنا ہے مشکل اے شفیق
ہم لپٹ کر رو رہے ہین دامن ساحل سے آج

کہتے ہیں وحشیان دھر دیکھین گی لالہ زار آج
سر کو خود اپنے پھوڑ کر دیکھین گے ہم بہار آج

کیسی ہوئی ہے آبرو رکھا ہے ساغر و سبو
کوئی ہماری روبرو دیکھے تو بادہ خوار آج

بیٹھے ہین رہ گذر پہ آپ ہاتھ رکھے ہین پیر آپ
بیٹھے ہین اپنے در پہ آپ کسکا ہے انتظار آج

چہرہ ہے اپنا زرد بھی بھرتے ہین آہ سرد بھی
دلمین ہمارے درد بھی ہوتا ہے بار بار آج

کوئی نہین ہے ساتھ مین تیغ فقط ہے ہاتھ مین
وحشی ڈرانی رات مین جاتا ہے کوہسار آج

رندو نکی ہے یہ انجمن کرنا سمجھکے یان سخن
شیخ تمھارا پیرہن ہوئیگا تار تار آج

آئینہ آگے ہے رکھا مجھکو دکھائی ہے ادا
ہم ہین ہمارا میکدہ ہم ہین ہمارا یار آج

کل تو یہ اشک بار تھے کل تو یہ بیقرار تھے
کل تو یہ سوگوار تھے ہونے لگا سنگار آج

دشت مین ہجر کا ستم بڑھتا گیا ہے رنج و غم
جمتے نہین ہین اب قدم چھالو نکا ہے ابھار آج

بڑھ گیا ہجر کا تعب اس سے ہوئی ہین جان بلب
ہمسے ملین عزیز سب ہو گئی ہین بے دیار آج

جمع ہوا ہے جا بجا ایک تماشہ ہو گیا
پڑھنے کو میرا فاتحہ آتا ہے سوگوار آج

عشق کی ہے یہ ابتدا اسکا ہے ماجرا برا
سوچو شفیق تم ذرا دلپہ ہے اختیار آج

ردیف جیم فارسی

اب جان سے ہے قلب مضطر کو چ
ایک دن ہے مرا مقرر کو چ

پائین ہے تن وطن مین تکلیفین کو ہم
آخر الامر ہے مقرر کو چ

دیکھی جب آمد خزاں سبنے | کر گئے باغ سے گل تر کوچ
ہین نذر کیا مسافران عدم | کرتے ہین ات کو برابر کوچ
ختم ہے دور تیرا شیخ آیا | بزم سے اب ہے تیرا ساغر کوچ
فکر دنیا سے جان بچتی سب | زندگی سے کہین ہی بہتر کوچ
مرنے والے سے ہنسکے کہتے ہین | ہو رہا ہے جہان سے کیونکر کوچ

اے شفیق اس جہان فانی سے
کر گئے سیکڑون سخنور کوچ

ہاتھ اپنا تو نہ مجھسے یار کھینچ | جلد میرے قتل پر تلوار کھینچ
دو جہانکو خاک کردے دل جلے | ایک ایسی آہ آتشبار کھینچ
دیکھنے والے ادائین دیکھ لین | تیغ مجھپر تو سر دربار کھینچ
پاؤنمین لغزش ترے ہونے لگی | ہاتھ اب ساغر سے او میخوار کھینچ
ہر نفس مجھکو خلش کا ہے مزا | چارہ گر دل سے نہ تیر یار کھینچ
جس سے راحت کا مزا ملتا رہی | اسطرح دل گیسوئے خمدار کھینچ
چارہ گر مین دشت کو پھر جاؤنگا | پہلے تو تلوونسے میرے خار کھینچ
دیکھتے ہی جسکے صحت ہو تجھے | نقش ایسا مردم بیمار کھینچ
پھر دکھا قاتل وہی بانکی ادا | پھر ہمارے قتل پر تلوار کھینچ

اپنی جا پہ جل کے رہ جا شفیق
ہجر مین یون آہ آتشبار کھینچ

کہتا تھا مجھسے یہ دل خانہ خراب سچ | تجھکو مٹائیگا ترا جوش شباب سچ
ہو راز عشق یا کہ کوئی بات اور ہو | کہنا پڑے گا سب تجھے روز حساب سچ
ناصح جناب شیخ ہین کیا دون انھین جواب | ہر بات پر مین کہتا ہون ہان ہان جناب سچ

دل مجھسے کہہ رہا ہی کہ جاتی تو ہو وہان
پوچھے کوئی وہ بات تو دیتا جواب سچ

وہ آج بھی نہ آئے تو بچنا محال ہی
کچھ مجھسے کہہ رہا ہی مرا اضطراب سچ

آنا نہ آنا سبکا زمانہ مین ایک ہی
یہ کہہ رہی ہے مجھسے حیات حباب سچ

دیکھا تھا مینے رات کو اب انتظار ہی
مدت ہی سن رہا تھا کہ ہوتا ہی خواب سچ

دیوانہ منتشر ہے کہ روز حساب ہے
ہوتا ہے سب سی آج سوال و جواب سچ

اتنا بتا مجھے تپ سوزان نے ای طبیب
اوسنے کیا ہے کیا مرے دلکو کباب سچ

اب ابتدائے عشق مین رکتا نہین ہی اشک
دریا بہاے گی مری چشم پر آب سچ

شکریہ اوسکا آج تو عاشق ادا کری
جانباز کا دیا اوسے اوسنے خطاب سچ

وہ ظلم پہلے سب بھی ڈرائے کیواسطے
دیوانے تجھپر آج ہوا ہی عتاب سچ

احباب کہہ رہے ہین کہ شایا اثر عشق
ہی واقعات عشق کی تیرے کتاب سچ

ردیف حائے مہملہ

ضبط پر ہو جائے میرا اختیار اچھی طرح
پھر دل بیتاب ہو نا بیقرار اچھی طرح

حشر مین دیکھا جو مینے اوس تغافل کیش کو
سنکے کہتا ہی مرے امیدوار اچھی طرح

جب سنین گی میری تربت کا نشان بھی مٹ گیا
پھر مجھے روئین گی میری سوگوار اچھی طرح

جان لیکے سبکی اونکو دفن کرکے یہ کہا
سوئین گے راحت سی ابتو جان نثار اچھی طرح

موت میری آگئی آیا نہ وہ قاتل مرا
اب تڑپ تو او دل بے اختیار اچھی طرح

زندگی مین تیر مارا تھا قیامت مین ملے
پوچھتے ہین مجھسے اوسینہ فگار اچھی طرح

اک بغل مین دست ساقی ہاتھ مین ساغر لئے
میکدہ سے آج نکلا بادہ خوار اچھی طرح

جسطرف کو دیکھئے دیوانگان عشق ہین
دشت مین آنکو ہی فصل بہار اچھی طرح

سرکو اپنی پھوڑکر کپڑے رنگے ہین خون مین
ابکی سودائی نے دیکھا لالہ زار اچھی طرح

دیکھکر مجھکو تڑپتا ہنسنکے وہ کہنے لگے
جان دیتا ہے ہمارا جان نثار اچھی طرح

خوب میخانیکو ساقی نے کیا آراستہ
مے پئین آکر ہمارے بادہ خوار اچھی طرح

بعد مرنیکے بھی محشر مین دکھانا ہے مجھے
گھر مرے تلوون مین کرلے نوک خار اچھی طرح

یہ سمجھ لینا کہ ہم بھی مل گئے بس خاک مین
جب کفن مین بھر گیا گرد و غبار اچھی طرح

خواب مین آیا ہے وہ یارب شب مین بیدار ہون
اوس سے ہو جائے ذرا قول و قرار اچھی طرح

بعد مرجانیکے بھی آنکھین یہ میری بند ہون
حشر تک ہو جائے اوسکا انتظار اچھی طرح

بیٹھکر گوشہ مین کر یاد خدا کچھ دن شفیق
زندگی کے دن جو باقی ہین گذار اچھی طرح

تڑپا ہون شب کو رک گئی فریاد وقت صبح
دم تو بھی لے لے اے دل ناشاد وقت صبح

اوٹھے ہین سوکے آنکھون مین کیسا خمار ہے
حاضر ہوئے ہین مانی و بہزاد وقت صبح

زندان سے قیدیون کی نظر اوسکی سمت ہے
آیا جو اتفاق سے حداد وقت صبح

اسوقت ہر مریض کو ہوتا سکون ہے
تو بھی ذرا سنبھل دل ناشاد وقت صبح

دشنام مجھکو دیتا ہے غصہ کو روک لی
خالق کا نام لے ستم ایجاد وقت صبح

کی شبکو چارہ سازون نے تیمارداریان
محنت تمام ہوگئی برباد وقت صبح

دیوانہ سوکے اوٹھا ہے برہم مزاج ہے
لینے کو فصد آیا ہے فصاد وقت صبح

کلمہ بھی بھول جاتے ہین مرنیکے شوقین
قاتل کہا کبھی کبھی جلاد وقت صبح

صیاد قیدخانہ مین آیا ہے بے حواس
کچھ قیدیون پہ پڑ گئی افتاد وقت صبح

اوٹھے ہین سوکے یہ ہے تصدق کا انتظام
قیدی بھی آج ہوتے ہین آزاد وقت صبح

سب سونے والے جاگے ہین قیدی کے شور سے
کرتا ہے ایسے درد سے فریاد وقت صبح

اوٹھتی ہے سوکے دل کسی جانبکو کھینچ لیا
کسنے شفیق تجھکو کیا یاد وقت صبح

ردیف خائے معجمہ

کچھ مسیحا ہے برا صاحب آزار کا رخ
جانب قبلہ ہوا ہے تری بیمار کا رخ

دلمین کچھ سوچکے پر دیکے قرین آیا ہے
آج بیٹھا ہے بہت طالب دیدار کا رخ

دہ جو سننے لگا ساقی نے بہت ضبط کیا
مسکرا اٹھا . ہاں دیکھا گیا میخوار کا رخ

امتحانگاہ مین اف بھی نہ زبانسے نکلی
غیر دیکھا ہی کئے تیرے وفادار کا رخ

سخت جانی نے مری کیسا پریشان کیا
آج تو پھر گیا ظالم تری تلوار کا رخ

جسم سے جان چلی شغل تبسم ہی رہا
مرتے دم پیش نظر تھا کسی دلدار کا رخ

بزم مین دیکھتے ہی اوٹھنے لگے سب کے سب
بادہ کش دیکھ رہے تھے ترے سرشار کا رخ

سو ہو حال کہے جاتے ہین دونو اپنا
دل کی جانب ہے مرے گیسوئے خمدار کا رخ

دل کو ٹھہراؤ شفیق اسکو غنیمت سمجھو
خواب مین دیکھ لیا آپنے دلدار کا رخ

صید افگن خون سے ہو جاوے کوئی نخچیر سرخ
توڑ کر سینہ کسیکا آج نکلے تیر سرخ

یہ کہا بہر اونے قاتل سے میری کیا خطا
عکس زخمی کا پڑا اب ہوگئی تصویر سرخ

یہ غرض ہے اوسکی عاشق مجھکو قاتل جان لے
اس سبب سے خون سے لکھی مجھے تحریر سرخ

قتلگہ مین حکم میرے قتل کا تونے دیا
آج تیرا پیرہن ہوگا بہت بے پیر سرخ

خون میرا کرکے تو مجھکو قیامت مین ملا
یہ اثر باقی ہے ابتک ہے تری شمشیر سرخ

امتحانگہ کا مجھے معلوم ہے سارا ہی حال
دل کسیکا خون ہوگا یا کسیکا تیر سرخ

واہ اے قاتل لگائے زخم کاری جانکر
ہوگیا جس سے لباس عاشق دلگیر سرخ

ہاتھ اک پورا لگا مجھپر کہ میری جان جائے
دیکھ تو جلاد آہی ہے تری شمشیر سرخ

بچپنے مین کیسی مشاقی جگر دل چیر کیا
تھی خوشی اونکی کہ ہو جائے ہمارا تیر سرخ

جانتا تھا قتل ہوگا یہ کسی کے ہاتھ سے
روشنائی لیکے بیٹھا کاتب تقدیر سرخ

دل جلا ایسا ہون میری آہ سوزانسے شفیق
اُف زبان سے میری نکلی ہوگئی زنجیر سخن

ردیف دال مہملہ

تجھی سے کرتا ہون مین حال دل بیان قاصد
کہ تو ہی ہے مرا دنیا مین رازدان قاصد

سناتا خوب مری اونکو داستان قاصد
ترے دہن مین جو ہوتی مری زبان قاصد

چراغ عمر مرا گل ہی بیٹھہ میرے پاس
اندھیری رات مین جائیگا تو کہان قاصد

نہ پوچھہ حال مرا تجھکو رنج ہوتا ہے
بتاؤن درد تجھے ہی کہان کہان قاصد

پتہ نہ اوسکا ملا اور نہ کوئی خط آیا
خدا ہی جانے گیا ہی مرا کہان قاصد

یقین ہی سنکے مجھے وہ بھی دیکھنے آئین
جو اونکے کانون مین پہونچے مری فغان قاصد

جو اونسے سنتا ہی مجھسے تو بیان کرتا
کہ میرے اونکے تو ہی تو ہی درمیان قاصد

چبا چبا کے نہ تو ذکر غیر مجھسے کر
ترے مذاق مین جائیگی میری جان قاصد

کچھہ اونکے غصہ کا انداز تو بیان تو کر
اوڑائین کسطرح نامہ کی دہجیان قاصد

الہی آتے ہون وہ یا مجھے بلایا ہو
سنا تو ہے کہ کچھہ آتا ہی شادمان قاصد

وہ ہوشیار ہی پہونچا جو اوسکے کوچہ مین
ہر ایک شخص سے ہوتا ہی بدگمان قاصد

تمام عمر ترا ایسا انتظار کیا
کہ کھنچ کے آئی ہی آنکھون مین میری جان قاصد

یہ غیر کہنے لگے اوس سے اونکی صحبت مین
جو کچھہ کہا تری کٹ جائیگی زبان قاصد

جو اوسنے پوچھا مجھے اوسکو خوب وقت ملا
شفیق کہنے لگا تیری داستان قاصد

خدا کیواسطے کچھہ دن ہو مہربان صیاد
نہ کر بہار مین مجھکو روان دوان صیاد

بڑھی ہی حد سے سوا گرمی فغان صیاد
کہ اسکی خشک ہوئی جاتی ہی زبان صیاد

گذشتہ حال مجھے اپنا یاد کرنے دے
سناؤنگا تجھے پھر اپنی داستان صیاد

قفس مین دیکھ کے افسردہ مہربانی کی
سنا رہا ہی مجھے اپنی داستان صیاد

غرض یہ ہی کہ رہون حشر تک اسیر ترا
مرے پہ کاٹنا میری نہ بیڑیان صیاد

اسیر کہتے ہین سب میری بدزبانی سے
عجب نہین کہ ابھی کاٹ لی زبان صیاد

پر انکو کھول کی اوسکو دعائین دیتا ہی
جو کچھ اسیر پہ ہوتا ہے مہربان صیاد

زمانہ قید مین گذرا تو کی ہی دلجوئی
کہ رفتہ رفتہ ہوا ہی مزاجدان صیاد

اسیر تو نے کیا ہی تجھی سے کہتا ہے
برا بھلا مجھے کہتا ہے باغبان صیاد

کیا ہی قید مگر یہ بتا خدا کے لئے
چمن سے لیکے مجھے جائیگا کہان صیاد

قفس مین مرگئی بلبل تو یہ ہی نادانی
کہ اوسکے آگے بجاتا ہی چٹکیان صیاد

قفس کے پاس اگر آکے بیٹھے دم بھر کو
مزے کی تجھکو سناؤنگا داستان صیاد

چمن سے دشت مین جاتا ہی بلبلونکا محال
سنا ہی راہ مین لوٹیگا کاروان صیاد

اوسی شجر کو گرایا ہی باغبین تونے
کہ جسکی شاخ پہ تھا میرا آشیان صیاد

نہ آشیان ہی نہ مین ہون نہ ہی قفس باقی
سمجھ سمجھ کے مٹایا مرا نشان صیاد

یقین ہی کہ کسی روز دل کو تھامیگا
سنے اسیر دنکی چھپ چھپ کی داستان صیاد

جو اف زبان سے کرون جل کی خاک ہوجائے چمن
برائے نام قفس کی ہین تیلیان صیاد

کرے اسیر و نہ جو ظلم تجھکو زیبا ہے
زمین تیری ہی تیرا ہے آسمان صیاد

ہوئی ہی قید مین مدت کہ کچھ بھی یاد نہین
کہ تھی بہار گلستان مین یا خزان صیاد

اثر تو دیکھ مین ذکر بہار کرتا ہون
کہ سبز ہونگی قفس کی بھی تیلیان صیاد

شفیق ضبط کیا ایسا آہ سوزان کو
جگر سے اب مرے اوٹھنے لگا دہوان صیاد

شوق سے اپنے بنے تھے صاحب آزار خود
دیکھتے ہی اونکو اچھی ہوگئی بیمار خود

وحشیو نے کوئی کہدی دشت مین کھاہی کیا
در پہ آبیٹھین تو دیکھین گے جمال یار خود

کہتا ہے ظالم در زندان کو نکلا توڑ کر
چارہ گر کہتے ہیں اب امید جینے کی نہیں
بعد مدت کے ہوا آشنا تعلق قید میں
جانتے ہیں جون عاشق ہم سمجھتے شوق سے
سیکھنا ساقی کا ہی آیا ہے پہلے بزم میں
جتنے بگڑی ہیں وہی جائیں فدا اپنی کرین
وہ تو آیا بام پر بتلاؤ کیا اوسکی خطا
کہتے ہیں عشاق اب بچنا دلو تیرا ہے محال
وقت آخر آئے ہیں دیکھا ہمارا غیر حال
دیکھنے والونکے دست و پا میں رعشہ پڑ گیا
کوئی پوچھے یا نہ پوچھے کہتا ہے دیوانہ حال

اب مرا دیوانہ ہوتا ہے ذلیل و خوار خود
جانب قبلہ پھرا ہے سماں افزا خود
ساتھ میرے دل کی بیٹھے ہیں در و دیوار خود
یون ازل کی دن سے سفتی پر لب ہوتا خود
شغل سے اوسکو سکھا دینگی بادہ خوار خود
لطف سے او تک تجھی میں ایسی خمار خود
سر جھکائے سب کھڑے ہیں طالب دیدار خود
اپنی حد سے بڑھ گئے ہیں گیسوئی خمدار خود
ظلم کا آخر کو اپنے کر لیا اقرار خود
اس دلیری سے گیا قیدی قریب دار خود
بے سبب سر بانکا اقرار خود انکار خود

ہے مقدر سے مزاج یار ایسا ای شفیق
بے سبب ہر بات پر ہو جاتی ہے تکرار خود

دے گیا ابر بہاری ہیولی بسمل میں درد
آئی پیری کم ہوا جس سے دل بسمل میں درد
او قدر انداز میں دیکھونگا مشتاق تری
کہتا ہے ناواقف الفت کہ شکوے بچ گئے
ایک مدت ہو گئی گھر کر لیا دلمیں مرے
اے دل بیتاب جانا ہے دیار یار تک
چونک اوٹھا اک چمک ہوتی ہے وہ تکلیف تھی
بعد مدت کی قیامت میں وہ آئے سامنے

ساتھ بجلی کے چمک اوٹھتی ہے اوٹھا دلمیں درد
اک جوانی کے سبب سے تھا ہمیشہ دلمیں درد
تیر اوس جا پر لگا نا جس جگہ ہو دلمیں درد
ہمتو کچھ سمجھے نہ تھے ہوتا ہے کیونکر دلمیں درد
چارہ گر کہتے ہیں جائیگا بڑی مشکل میں درد
موت آئیگی اگر اوٹھا کسی منزل میں درد
ایک بیک ہونے لگا ایسا دل غافل میں درد
حشر پھر ہونے لگا پیدا ہوا پھر دل میں درد

ہاتھ پھیلائے ہے کب سی جام دی ساقی تو سہی
ہے یقین ہونے لگا ہوگا کف سایل مین درد

وسط کہنا مسیحا سے کہ آکر دیکھ لین
پھر چمک پیدا ہوئی ہونی لگا پھر دلمین درد

ذکر الفت کرکے تمنے مار ڈالا اے شفیق
نام دلبر کا لیا ہونے لگا پھر دلمین درد

ردیف دال ہندی

زندگی بھر تونے تڑپایا کیا اچھا گھمنڈ
یار سے شکوہ نہین ہے تجھسے ہے شکوہ گھمنڈ

وہ بھی یکتا ہے جہاں مین مرذوالا تو بھی ایک
جائیے اس بات پر تجھکو دل شیدا گھمنڈ

اچھی صورت ہو مگر اخلاق بھی اک حسن ہے
یاد رکھ انسان کو کردیتا ہے رسوا گھمنڈ

ثانی یوسف سہی تم جان لو اتنا مگر
بادشاہ حسن کو ہوتا ہے نازیبا گھمنڈ

اپنی جا پر بیٹھ کے اوٹھنا ہے اسکی کسر شان
جسقدر چاہے کرے تیرا النقش پا گھمنڈ

چھپنا اچھا تھا ہمسے بات تو کرتے تھے تم
جب شباب آیا تو صاحب بڑھ گیا کیسا گھمنڈ

آئے میت پر مرے آنسو بہائے آپنے
جائیے بس بیٹھیے بھی آپکا دیکھا گھمنڈ

آئینہ بھی جس ہے وہ تو شکل دیکھے رات دن
چاہنے والون سے اپنے اے رخ زیبا گھمنڈ

تمسے ان پڑھ بھی بہت دنیا مین گذرے اے شفیق
ایک دیوان کرلیا موزون تو اوس پر کیا گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

سمجھ رہا ہون تجھے اپنا رازدان کاغذ
تجھی پہ لکھی ہے الفت کی داستان کاغذ

تجھی سے ہوتا ہے احوال سب عیان کاغذ
تو ہی ہے سارے زمانہ کا رازدان کاغذ

لکھونگا سوز محبت مگر یہ خوف بھی ہے
جلا نہ دے تجھے یہ گرمی بیان کاغذ

خدا کی شان نے قابل تجھے بنایا ہے
تو ہی تو لیتا ہے عالم کا امتحان کاغذ

تو ہی ہر ایک کا غیبت مین حال کہتا ہے
تو ہی زمانہ کی ہے دوسری زبان کاغذ

ہمارے قتل کا محضر بنائیگا قاتل / تماشہ یہ ہے کہ مل جائے خونچکان کاغذ

تجھے اوٹھایا ہے مہندی لگاکے ہاتھونسے / بنی ہوئی ہین حسینونکی اونگلیان کاغذ

خفیف سوز تپ غم کا حال لکھتا ہے / اثر ہے ایسا کہ دیتا لگا دہوان کاغذ

لکھا ہے سوز تپ غم اثر بھی اتنا ہے / چھوئین جو غیر تو جل جائین انگلیان کاغذ

شفیق کہہ چکا دیوان شکر خالق کر
ہر ایک وقت مین لیتا تھا امتحان کاغذ

اپنے ہی ہاتھ سے لکھا تعویذ / بازوئے یار پہ باندھا تعویذ

جو کرے کار مسیحا تعویذ / ایسا مل جائے خدایا تعویذ

تجھکو سینہ سے لگائے رکھا / تو ہے میرا دل شیدا تعویذ

تیرے دیوانہ پہ آتی ہے ہنسی / پینے کے دھوکے مین کھایا تعویذ

آخر الامر مری جان گئی / نلا رد بلا کا تعویذ

جب جوان ہوگئی وہ نام خدا / جاکے مسجد مین پڑھایا تعویذ

کیسی دلکش ہے حسینانکی ادا / کچھ عجب حسن سے باندھا تعویذ

خوف ہے ایسا نظر کا اونکو / کوششین کرکے منگایا تعویذ

جھگڑے آسان ہون ردیفونکے شفیق
یہ کسی نے نہین پایا تعویذ

ردیف رائے مہملہ

صحبت مین تری شور ہو جانا نہ سمجھکر / میخوار چلے آئین نہ میخانہ سمجھکر

مے نوش تری بزم مین مدہوش ہین ساقی / شیشے پہ گرے پڑتے ہین پیمانہ سمجھکر

ہے قتل کا ہنگام مرے غیر کھڑے ہین / کر کام یہان ہمت مردانہ سمجھکر

بیتاب ہی دل دیکھ چکی شمع جب اوسکی / خود رونے لگی مطلب پروانہ سمجھکر

کیا کام ہمین اس سے کہ کیا کہتا ہے واعظ / ہم سننے لگے قصۂ جانانہ سمجھکر

عشاق یہہ کہتے ہین کہ اچھے ہین یہ سودائی / وہ بات تو کر لیتے ہین دیوانہ سمجھکر

سنسان ہین دل اونکو تو خود اپنے ہی گھر ہین / وحشی ترے بیٹھے رہین ویرانہ سمجھکر

بے ہوش ہین ہم ایسے کہ خود اپنے ہی در پر / سجدہ کو جھکے ہین ترا کاشانہ سمجھکر

کیا چیز بری ہوتی ہے نا تجربہ کاری / ہین دلکو برا کہتا ہون بیگانہ سمجھکر

کفار سے کہدو کہ وہان اور ہی حالت / اب کعبہ نہ جائین کہین بتخانہ سمجھکر

محفل مین وہ آئے ہین تو یہہ حکم دیا ہے / اب بات کرے شمع سے پروانہ سمجھکر

بتلائیے کچھ کام شفیق آپکا نکلا
لاکھو لئے کیا آپنے یارانہ سمجھکر

وہ لگائین گے اگر تیر نظر آنکھون پر / مردم چشم کی رو کو لگا سیر آنکھون پر

بعد مدت کے اگر آئے تو احسان کیا / آئے بیٹھے اے رشک قمر آنکھون پر

سرمہ کیون آپ لگاتے ہین مجھے خوف یہ ہے / کہین ہو جائے کسی کی نہ نظر آنکھون پر

میرے مرجانے سے کچھ آپ نہ تکلیف کرین / آپکے رونے سے پڑتا ہے اثر آنکھون پر

رہتا پیری مین نہین قلب وجگر پر قابو / ہاتھ پاؤن پہ نہ کچھ زور نہ سر آنکھون پر

دیکھتے ہین جو برا حال مرا فرقت مین / ہاتھ رکھ لیتے ہین عبرت سے بشر آنکھون پر

سرمہ آنکھون مین لگا کر نہین چار آنکھین کین / سمجھا ہو جائیگی آنکھونکی نظر آنکھون پر

قتل کرکے مرے قاتل کو وفا یاد آئی / پیار کرنے لگا اور رکھ لیا سر آنکھون پر

ناوک ناز جو آئے تو بڑی خاطر ہو / اوسکو بٹھلائین مرے قلب وجگر آنکھون پر

عدم آباد کے رستے مین نہ پھیر منہ کھولا / پہلے ایسی ہی پڑی گرد سفر آنکھون پر

کہا صیاد نے بلبل سے تجھے چھوڑدین اب / ایسا تڑپی کہ جمے ہین ترے پر آنکھون پر

شاعرین مین ہی اگر حال رہا تیرا شفیق / سب بٹھائین گے تجھے اہل نظر آنکھون پر

دل مرا کہتا ہی مجھسے بزم خوبان دیکھکر
یاد آتی ہی جوانی ایسے سامان دیکھکر

وائے ناکامی مجھی مرنے کی حسرت رہ گئی
رک گیا جلاد کا خنجر رگ جان دیکھکر

فاتحہ کو کیون وہ آئے کون لایا ہی اونہین
اونکا دل ڈر جائیگا گور غریبان دیکھکر

یہ نہین معلوم اوسمین کونسی شی دلکی تھی
ہوگیا خاموش ظالم اپنا بیان دیکھکر

فاتحہ کو ایک مدت تک نہ جب آیا کوئی
آسمان رویا کیا گور غریبان دیکھکر

آئینہ مین دیکھکر دیوانہ کو غش آگیا
اپنی صورت دیکھکر اپنا گریبان دیکھکر

رند واعظ کو پلا دیتی زبردستی مگر
رحم اونکو آگیا مرد مسلمان دیکھکر

دشت پیمائی مین بھی تکلیف پہونچی ہی مجھے
پاؤن تھرانے لگے خار مغیلان دیکھکر

کسطرح جلاد کا کوئی گمان اوسپر کرے
جو ڈرین خود اپنی ہی زلف پریشان دیکھکر

خون ہلکا ہی تمھارا غش تمھین آجائیگا
پھیر لینا منہ کو خون آلودہ پیکان دیکھکر

آج زندان مین مجھی پھر کے سب تکلیف دین
کل مجھی کو روئینگے میرے نگہبان دیکھکر

قیس اس کوشش مین آخر چلتے چلتے مرگیا
ہم ذرا دم لین کوئی اچھا بیابان دیکھکر

اتفاقاً آج خلوت مین مرا جانا ہوا
خوش ہوا مین اونکی آرایش کا سامان دیکھکر

سیرگہ مین اتفاقاً آج دیوانے گئے
اور وحشت بڑہ گئی تصویر زندان دیکھکر

سیر گل سی اور دیوانون کی وحشت بڑہ گئی
ہاتھ رکھا ہی گریبان پر گلستان دیکھکر

مانی و بہزاد نے کیا ہوش کھوئی ہین ترے
مجھکو سکتا ہوگیا تصویر جانان دیکھکر

جس سے ہم کو عشق ہی ایسا حسین ہی وہ شفیق
الحذر کہتے ہین سب گبر و مسلمان دیکھکر

پھر نہ چین آیا کبھی اوٹھی وہ سامان دیکھکر
دل نہ قابو مین رہا خواب پریشان دیکھکر

وائے ناکامی کہ منگوائی تھی کیسی شوق سی
ہوگیا دیوانہ مین تصویر جانان دیکھکر

ڈہلتے ہی دن ایک گوشہ مین چھپا وہ خوف سے
دل مرے پہلو سے لپٹا شام ہجران دیکھکر

نا تھا مجھکو جب وہ آیا دل نہ قابو مین رہا
کیون اسیر زنجیر کر اودھر سے لیگیا صیاد تو
چاہتے تھے وحشیون مین آکے ہو جائے رام
روتے روتے ہنسکر انکا یار کا یاد آگیا
یہ نہین معلوم اسکے دلمین کیا آیا خیال
محفل اغیار سے اب آکے بیٹھا تا ہو نہین
بڑھتا تھا میری طرف دست جنون پر رک گیا

رو دیا حباب بھی گور غریبان دیکھکر
آشیان یاد آئیگا انکو گلستان دیکھکر
ہم بھی جا بیٹھین کوئی خالی بیابان دیکھکر
ہم نشین چپ ہو گئے سب مجھکو حیران دیکھکر
قیس بھی ہنسنے لگا میرا گریبان دیکھکر
سب پریشان ہو گئے مجھکو پریشان دیکھکر
اپنی قوت دیکھکر میرا گریبان دیکھکر

در کو جبین کھڑی رہتی ہو اوسکی شفق
شوق نظارہ بڑھا تصویر جانان دیکھکر

یہ کہا ہنسکے مجھ پہ مارا تیر
دیکھو قاتل کی میرے مشاقی
تو جو نکلا تو جان بھی نکلی
دل ہی کچھ جانتا ہے اوسکا مزا
دلمین جسکا تھا وصل کا ارمان
اسلئے تجھکو دلمین رکھا ہے
خون آلودہ دیکھکر بولے
مین کمانسے چلا ہون دلکو بچاؤ
اوسنے دیکھا تو دلمین زخم پڑا
حسرت دید رہ گئی باقی
دل بھی چھیدے تو یا جگر چھیدے
دلمین تصویر رہگئی اوسکی

کہا تیرے دلمین ہے ہمارا تیر
بارہا تو نہین دلپہ مارا تیر
دلکو ہے تیرا ہی سہارا تیر
یار نے جس ادا سے مارا تیر
اوسی جا پر پڑا قضا را تیر
تیرا ہر وقت ہو نظارا تیر
کیسا میرا ہی پیارا پیارا تیر
اسیر آواز سے پکارا تیر
اونکی آنکھونکا تھا اشارا تیر
توڑ کر دل مرا سدھارا تیر
تیرا ہر ظلم ہے گوارا تیر
یار نے اس ادا سے مارا تیر

اُف ری جلاد تیری بیدردی
دل بچایا جو سپر پہ مارا تیر

وصل کا اوس سے پوچھنا ہے مزا
بے دلیں رہا ہمارا تیر

اُف ری جلاد فطرتین تیری
دل لوٹا کا جگر پہ مارا تیر

دل مضطر شفیق پوچھتا ہے
یار نے کس خطا مارا تیر

وائے ہو میخوار تشنہ کام پر
گر پڑا بیہوش ہو کر جام پر

پہلے ایدل عشق مین دے امتحان
پھر کبھی مرجانا اوسکے نام پر

ساقیا واعظ بھی اب پینے کو ہے
آج حسرت کی نظر ہے جام پر

اب در جانان پہ جانا ہے محال
غش مجھے آنے لگا ہر گام پر

ایدل ناداں حسینوں پہ نہ جا
کچھ نظر ہے عشق کے انجام پر

سوتا ہے منہ ڈھانپ کر رشک قمر
چاندنی چھٹکی ہوئی ہے بام پر

یہ ہر اک فن سے ہمین ظاہر ہوا
آدمی مرتا ہے اپنے نام پر

مرنے والے حشر تک سو یا کئے
رشک آیا مجھکو اس آرام پر

جاتے ہی ساقی کے در پر مر گیا
کیا پڑی افتاد تشنہ کام پر

وصل کیسا دیکھنا کیا چیز ہے
زندگی ہے نامہ و پیغام پر

کوششین سب اوسکی ضایع ہوگئین
وائے ہو ایسے دل ناکام پر

جام کوثر حشر مین پینا شفیق
دان لٹے گی مے خدا کے نام پر

دعا یہ ہے کہ ذرا لطف اوٹھائین آئے بہار
اور اب تو دلکو لئے جاتی ہے ہوائے بہار

اوٹھا جو ابر نظر آئی ابتدائے بہار
عجیب ناز سے چلنے لگی ہوائے بہار

کہا قفس مین جو بلبل نے ہائے ہائے بہار
جگر کو توڑ کے پیدا ہوئی ہوائے بہار

چمن مین خوب ہی ہمنے دو رنگیان دیکھین | کہین ہو سرخ کہین سبز ہی قبائے بہار
قفس کی سمت سے طائر جو اوڑکے جاتی ہین | اسیر پوچھتے ہین اونسے ماجرائے بہار
سنبھالے رہنا دلونکو ذرا قفس والو | سنائینگا تمھین صیاد ماجرائے بہار
جو ابتدا ہی مین دیوانے ہوش سے گذرین | وہ کس طریق سے دیکھین گی انتہائے بہار
ہم اب تمام ہین اور دن خزانکی آپہونچے | خدا ہی خیر سے اکی برس دکھائے بہار
جو اس زمانہ مین دیوانے قید سے چھوٹے | زبان نہ اونکی نہین اور کچھ سوائے بہار
ہزار ظلم خزان ہو پر آتی ہی ہر سال | تمام اہل چمن دیکھ لین وفائے بہار
یہ کہکے باغ مین میخوار روٹھکر سب ملیٹھے | اب آکے ہاتھ سے اپنے ہمین پلائے بہار
چمن سے کام نہین تیرے عشق بازونکو | نہ آشنائے خزان ہین نہ آشنائے بہار
حسین باغ مین ہر برگ گل کے آئنہ مین | ادا انہین دیکھتے ہین اپنی اور ادائے بہار

شفیق باغ جوانی یہ کہکے مرجھایا
عجب نہین کہ تجھے عمر بھر رولائے بہار

زیور گلہائے تر سے یہ ہے تاثیر بہار | یار کی تصویر سے ملتی ہی تصویر بہار
کہتے ہین دیوانے صحرا سے قدم اوٹھتے نہین | کیا ہماری پاؤن مین لپٹی ہی زنجیر بہار
دشت مین دیوانون کے کپڑے رنگے ہین خون مین | ہو گیا دونا جنون ایسی ہی تاثیر بہار
سبزہ پر افشان کی ذرے گر پڑے ہین جابجا | ان حسینون کے سبب چمکی ہی تقدیر بہار
ابتدا بلبل نے دیکھی تھی کہ بیجان ہو گئی | آنکھ جب گلشن مین کھولی پڑ گیا تیر بہار
ابر کے ہمراہ چمکی برق بلبل نے کہا | اک نہ اک دن قتل کر ڈالیگی شمشیر بہار
عہد کیا ہوتا ہی اونمین تخلیہ ہی باغ مین | آج سب غنچہ دہن کرتے ہین تقریر بہار
حکم ہے معشوقونکا عشاق آئین باغ مین | عاشقونکی ہی شہادت ہو گئی تحریر بہار
یہ خزان کہتی ہی گلشن مین مجھے آنے تو دو | چار دن کے بعد مٹ جائیگی تاثیر بہار

کہتی ہی بلبل کہ مین صیاد سے ہون توقع
لطف ملتا ہی جو پڑتا ہے کوئی تہ دام کر

دن سے راہ عشق مین گر شام کر
پھر مسافر چین سے آرام کر

ناصحا تو تفرقہ پرواز ہے
مجھکو سمجھاتا ہے اپنا کام کر

کون مجھسے یہ جنون مین کہہ گیا
قدر ہوگی اوتنی جتنا نام کر

موت میری مجھسے یہ کہکر ہٹی
جب تپ تو مرتا ہی اوسکا نام کر

ہجر نے اسدرجہ لاغر کر دیا
سانس لیتا ہون کلیجہ تھام کر

اتفاقاً مین شریک بزم ہون
ساقیا لبریز پیراسا[illegible] کر

کون یہ شانہ ہلا کر کہہ گیا
مرنے والے حشر تک آرام کر

دشمنون میت پہ دیکھو تو مری
کون آیا ہے کلیجہ تھام کر

حشر کے دن دوست بھی دشمن بھی ہین
میرا یارب اب بخیر انجام کر

دل ترے کہنے مین ہو بین کیا کرون
جتنا جی چاہے مجھے بدنام کر

ایک مدت کر چکا اپنی خوشی
اب مرا کہنا دل ناکام کر

اک نظر ہم اور تجھکو دیکھ لین
ایک لحظہ اور سیر بام کر

ہو بھلا ساقی ترا اور مے کی خیر
ہم فقیرون کو شریک جام کر

عاشقون کو جس سے حیرت ہے شفیق
واقعات عشق طشت از بام کر

ردیف رائے ہندی

تڑپے ہی جاتے ہین دونون ہی جگر و دل کا بگاڑ
دیکھنے آتے ہین وہ اب آ کے بسمل کا بگاڑ

یاد رکھہ اے دل جو غصے مین پڑا ایک یا بھی
جان و تن مین تفرقہ کر دیگا قاتل کا بگاڑ

حال یوسف سنتی ہی آیا تجھے غصہ بہت
وہ مقابل ہو ترے کچھ ماہ کامل کا بگاڑ

دل جگر کے زخم سے دریا بہینگے خون کے
آج قاتل دیکھے گا گھایل سے گھایل کا بگاڑ

کی مری جامہ دری اب قید مین بھی بے خبر
اے مرے دست جنون اب کچھ سلاسل کا بگاڑ

آئینہ مین دیکھ تو تیرا ہی ہم پلہ کوئی ہے
جب تجھے جانون کہ کچھ ایسے مقابل کا بگاڑ

ایک دلکو دو حسین مانگین تو ہوتا ہے یقین
دیکھنے آئے ہین پھر سایل سے سایل کا بگاڑ

مجھسے وہ کہتے ہین غصہ مین مجھے کچھ ہوش ہے
میری رسوائی کا باعث ہے ترے دل کا بگاڑ

فکر مین قطعہ کی کیون خاموش بیٹھا ہے شفیق
نظم کر تعجیل سے کچھ کیون ہو دلکا بگاڑ

دل کہتا ہے دیکھو لگا تیرا نظر توڑ
جسطرح مجھے توڑا ہے اسطرح جگر توڑ

قاتل تجھے جب حال مرے دلکا کھلیگا
اک تیر سے پہلے مرے سینے کی سپر توڑ

وہ آئے ہین جی بھر کے اونھین دیکھا تو بھی
اشکون کا ذرا تار تو اے دیدۂ تر توڑ

ہر سنبر تو ہونے دے ذرا نخل تمنا
نادان ابھی خام نہ الفت کا ثمر توڑ

بیکار مجھے دیکھتا ہے ترچھی نظر سے
تیر نگہ یار مرا قلب و جگر توڑ

پہلے سے اذان دینے یہ توڑی کبھی منقار
دم وصل کی شب آج تو اے مرغ سحر توڑ

سمجھیگا شفیق اپنا مین تیر نگہ یار
گر ایک اشارے مین مرا قلب و جگر توڑ

اچھا ہے آج مجھسے ہوا اغیار سے بگاڑ
اونکے سبب سے روز ہوا یار سے بگاڑ

اے دل اونھین مین رہتا ہے اتنا سمجھ تو لے
اچھا نہین ہے گیسوئے خمدار سے بگاڑ

جی بھر کے تجھکو دیکھے گا مر کے جائیگا
ساقی نہ اتنی دیر تو میخوار سے بگاڑ

جلاد تجھکو ظلم کا بانی مین جب کہون
سب کار زندگی مری تلوار سے بگاڑ

کل تخلیہ مین میرے ہی اونکے بگاڑ تھا
ہنستے ہی ہنستے ہوگیا دلدار سے بگاڑ

اونکا شب فراق مین رکنا محال ہے
نالون سے ہوگا دیدۂ خونبار سے بگاڑ

دیوانہ مجھپہ رحم اوٹھین آج آیا تھا | اسوقت ہو گیا تری گفتار سے بگاڑ
جلاد جسکے اف نہین نکلی زبان سے | اچھا نہین ہے ایسے دوا دار سے بگاڑ
ہٹتا ہے وہ تو پاؤن سے ہی روکتا اوسے | دیوانہ سے ہے سایۂ دیوار سے بگاڑ

مجھکو برا جو کہتے ہین جانے بھی دو شفیق
اتنی سی بات کے لئے کیون جار سے بگاڑ

ردیف زائے معجمہ

صحت مین ہے مریض کی ناچار چارہ ساز | صدمہ سے آپ ہو گیا بیمار چارہ ساز
بیمار جو اخیر ہے دمکا شمار ہے | ہوتا ہے تھوڑی دیر مین ناچار چارہ ساز
کن خوبیون سے دی ہے تسلی مریض کو | ہنس ہنس کی بات کرتا ہے ہر بار چارہ ساز
جو چاہے اوسکے حق مین کرے اختیار ہے | بیمار کا ہے مالک و مختار چارہ ساز
غم میرا مجھکو اٹھ کے پھر چھوڑتا نہین | قسمت سے مل گیا ہے وفادار چارہ ساز
کہنا کسی سے کچھ نہین یہ راز ہے بڑا | دیکھے جو پاس ہے لب سوفار چارہ ساز
یارب اسے جہان کی راحت نصیب ہو | کسوقت مین ہے میرا مددگار چارہ ساز
مجھکو وہ عارضہ ہے کہ جینا محال ہے | بیکار کا علاج ہے بیکار چارہ ساز
ایسی ہماری آج تو حالت خراب ہے | جس سے مجھے غش آیا ہے سو بار چارہ ساز
کچھ مصلحت ہے اسمین جو لائی انھین عزیز | نادان ہین وہ چاہئے ہشیار چارہ ساز
چارہ گری کو آئے ہو اتنا رہے خیال | ہوتا نہین جہان مین جفاکار چارہ ساز
صحت بھی دوستو مری ہو جائیگی درست | گر ایک رات کو ہو مرا یار چارہ ساز
بیمار غم کی آج تو حالت خراب ہے | مایوس ہو کے رو دیا کئی بار چارہ ساز
یہ ہے یقین تجھکو نہ اکدم جدا کرے | دیکھے جو تجھکو نرگس بیمار چارہ ساز
مرنیکے بعد یاد کریگا تجھے شفیق | جب قید غم مین ہوگا گرفتار چارہ ساز

کہتے ہیں دیوانہ گو ہوں نشیمن اشجار سبز
یاں بھی ہوتے ہیں ہمارے زخم دامندار سبز

کہتے ہیں دیوانہ کیوں دیکھیں گے ہم گلزار سبز
گر بہار آئی تو ہوگا رشتۂ زنار سبز

کہتا ہے میخوار ساقی جب ہو لطف میکدہ
جام شیشے سر پہ رکھے ہوں کہیں پر جا پہ سبز

پتیاں مرغوب بھیجیں بلبل کو جو اپنی کہیں
آشیانہ میں نظر آنے لگا انبار سبز

اوسکی تصویر بنالی بیچ ہے پیش نظر
کھب گیا آنکھوں میں عاشق کی لباس یار سبز

مرنے والا جانتا ہے اوسکو عالم کی بہار
لطف دیتا ہے غلاف خنجر خونخوار سبز

سنتے ہیں برسات بھر وہ گل رہیگا باغ میں
اب نظر آنے لگیں گی ہر در و دیوار سبز

حکم ساقی نے دیا ہے پئیں سب باغ میں
شیشے ہاتھوں میں لیے آئے ہیں سب میخوار سبز

شوق سے قاتل نے تو سم میں بجھایا تھا اسے
یہ اثر تھا زہر کا سب ہوگئی تلوار سبز

چارہ گر کے بھیس میں آیا تھا کوئی غیر بھی
وہ دوا دی ہے مرا یا ہوگیا بیمار سبز

زہر چھڑکا ہے بدبیں کیسا نادان ہے مسیح
پوچھتا ہے سب سے اسکو ہے کوئی آزار سبز

دیکھکر لاغر مجھے کہنے لگے سب سے طبیب
جو شجر ہو خشک اوسکا ہونا ہے دشوار سبز

جوش گریہ اسقدر ہے حد نہیں جسکی شفیق
چشم وحشی کے سبب سے ہوئے کہسار سبز

ردیف سین مہملہ

عدم آباد کو جاتے ہیں اسیران قفس
آج تو چین سے سوئیں گی نگہبان قفس

میرے مرنے سے اسیروں میں ہوا حشر بپا
رو کے سب کہنے لگے آج گئی جان قفس

قید سے چھوٹ بھی جائیں تو کہاں جائینگے
اپنا طفلی سے رہا دست و گریبان قفس

اُف رے صیاد نگہبان تونے پوچھا آکر
کتنے گھٹ گھٹ کے مرے ہونگے اسیران قفس

جب سنا پہلے بہار آئی تڑپتے تھے بہت
اب ہے گلشن میں خزان جب ہیں اسیران قفس

میں وہ ہمدرد ہوں روتی ہوئی دن کٹتا ہے
صبح یاد آتی ہے جب شام غریبان قفس

ہنسکے صیاد تسلی اونھین دیدیتا ہی
سب اسی بات پہ مرتے ہین اسیران قفس

کوئی صحرا سے بگولہ جو ادھر آتا ہے
باتین کرتے ہین پریشان سے پریشان قفس

قید ہونکا کبھی صیاد نے پوچھا جو مزاج
وہ کہی بات کہ جو ہوتی ہی شایان قفس

جنکو ہی شوق اسیری کا وہ کب ڈرتے ہین
ایک مرتا ہی تو سو آتے ہین خواہان قفس

چھوٹ کر قید سے سب بلبلین کہتی ہین یہی
مدتون یاد رہین گی ہمین یاران قفس

سنتے والونکے کلیجو پہ چھری چلتی ہے
باتین جب یاس سے کرتے ہین اسیران قفس

کشمکش وہ ہی تڑپ بھی نہین سکتے قیدی
مار ڈالے گی اونھین تنگی میدان قفس

سینے سر ٹیکا تو صیاد نے غصہ سے کہا
تیرے مرجانے سے گھٹ جائیگی کیا شان قفس

اسمین کیا خوف ہی صیاد سے پوچھو تو شفیق
کونسی بات پہ رخصت ہوئی مہمان قفس

برق تڑپی گر کے میرے دل کے پاس
آیا تھا بسمل کوئی بسمل کے پاس

داغ سوزان ہین ہمارے دل کی پاس
کیا ستارے ہین مہ کامل کے پاس

زخم دوزی کرکے تھوڑی دیر تک
بخیہ گر بیٹھا رہا گھایل کے پاس

یہ ہنسی آتی ہے وہ سمجھے گا کیا
ناصحا آیا ترے غافل کے پاس

زخم دوزی آپ ہی کرتا ہون مین
آئینہ رکھا ہوا ہے دل کے پاس

یہ خوشی ہے موت ہم کو آگئی
ورنہ پہونچے تھے تری محفل کے پاس

حسرتین آئین جگر مین زخم مین
ایک محفل اور ہے محفل کے پاس

عمر بھر اوسکا شریک حال ہے
ہی جگر موجود ہردم دل کے پاس

راز کہتے اپنا کہنا ہے اوسے
بیٹھ جاؤ تم ہمارے دل کے پاس

قیس کے باعث سے پہونچے دشت مین
دل گیا رستہ ہمین منزل کے پاس

ہاتھ پھیلایا کشش اتنی بڑھی
کھینچ کے دل پہونچا کف سایل کے پاس

کہتا ہے قاتل کہ کس سے پوچھین حال
مرتے دم کوئی نہ تھا بسمل کے پاس

بحر غم سے تھا نکلنے کا خیال
موت آئی دامن ساحل کے پاس

ہے عدم کی راہ کا حافظ خدا
اقربا پہونچا گئے منزل کے پاس

قیس بولا جس سے وحشت ہو فزون
یہ عمل بھی ہے کسی عامل کے پاس

آتش غم کی تھین جب قدر ہو
دل تمھارا ہو ہمارے دل کے پاس

ایک خنجر ایک رکھی ہے چھری
ہے یہ سرمایہ ترے گھایل کے پاس

سب تماشائی کھڑے ہین دور دور
کوئی بھی آتا نہین بسمل کے پاس

قیس کا پیغام لیکر نامہ بر
جا رہا ہے صاحب محمل کے پاس

کہتے ہین دیوانے ہمسے اے شفیق
پڑھنے بیٹھین گے کسی جاہل کے پاس

موت دیوانہ کو آئی ہے بیابانکے پاس
ہاتھ رکھے ہوئے ہے اپنا گریبانکے پاس

عشق رکھتا ہے حسینونسے مجھے فکر یہ ہے
نام کو عقل نہین ہے دل نادانکے پاس

اپنے جتنے ہین وہ بیگانہ ہوئے عسرت مین
کوئی ملنے نہین آتا ہے پریشانکے پاس

لاغری سے مری مرنیکا او سے خوف ہوا
رک گیا دست جنون میرے گریبانکے پاس

منزل عشق مین دیوانہ ترا بیٹھا ہے
پاؤن پھیلائے ہوئے خار مغیلانکے پاس

میری بھی شوق اسیری کی نہین حد کوئی
قید سے چھوٹ کر بیٹھا در زندانکے پاس

دلنے زلفونسے کہا اتنا مناسب ہے خیال
آتا ہے کوئی پریشان بھی پریشانکے پاس

اونکی خلوت مین گیا مین تو عنایت یہ ہوئی
وہ بھی شرمائے ہوئے بیٹھے ہین مہمانکے پاس

اپنے زانو پہ شب وصل رکھا سر میرا
دل بھی خوش ہے کہ مین ہون گیسوئے جانانکے پاس

قدر انداز ادھر دیکھ کشش اتنی ہے
خود ہی دل آئیگا کھنچکر ترے پیکانکے پاس

دل حسینون نے لیا جان بھی لے لی میری
اب تو کچھ بھی نہ رہا بے سروسامانکے پاس

پنجتن مل گئے جنت مین چلو تم بھی شفیق
با تون باتون مین پہونچ جاؤگے رضوانکے پاس

ردیف شین معجمہ

زاہد عبث ہے کرنی دو نو جہانکی کوشش
بیٹھا تو ہے زمین پر ہے آسمانکی کوشش

بولا مریض سنکر لاکھون طبیب آئے
کیا چارہ گر کرینگے ہے وردہانکی کوشش

وہ جام بھر رہا ہے آتے ہین شیخ صاحب
اب ناکمین ہوگی پیر مغان کی کوشش

ڈالے ہین زخم دلمین عشاق ہو رہے ہین
کرتے ہین مرنے والے سب امتحانکی کوشش

عشاق قتل ہوکر ملک عدم کو پہونچے
جلاد کر رہے ہین نام و نشانکی کوشش

جنکے ہین پاس دلبر وہ ہو رہے ہین شادان
فرقت نصیب کو ہے آہ و فغانکی کوشش

یارب مری لحد کو تا حشر تو بچانا
مر مرکے جینے کی ہے اپنے مکانکی کوشش

جاتے تھے کوئے دلبر رستہ مین موت آئی
پہونچے ہین ہم کہان پر کی تھی کہانکی کوشش

ہے فکر بلبلونکو تازے ہی لائین تنکے
جبسے بہار آئی ہے آشیانکی کوشش

مجھسے ہے اونسے وعدہ کیا نیند اونکو آئے
اغیار کو عبث ہے اب داستانکی کوشش

جب تیر دلپہ مارا اف بھی نہ منہ سے نکلی
اک عمر سے ہی کی ہے ضبط فغانکی کوشش

دل در پہ اونکے لایا ہو جائیگی رسائی
یا تنگ تو مجھکو لائی اس مہربانکی کوشش

پہونچا نہ اوسکے در تک موت آئی رستہ مین
کیا ناتوان کی قوت کیا ناتوانکی کوشش

چہرے سے میرے ظاہر سب حال ہو رہا ہے
کیا رائگان ہوئی ہے رازنہانکی کوشش

حضرت رشید صاحب فرما رہے ہین تجھسے
تو بھی شفیق کرنا اردو زبان کی کوشش

زخم سینے پہ لگا آ گیا گھایل کو غش
خون میرا دیکھ کے خود آ گیا قاتل کو غش

کیسے نادان ہین وہ مر گیا جب تو کہا
ہے سکون یہ کہ ہے آیا مرے بسمل کو غش

ہین تو اچھا ہون مگر ہوش اوڑے جاتی ہین
درد ایسا ہی کہ آیا ہی مرے دلکو غش

کسی بھی ہی عجب چیز کہ مانگا تو سہی
دلکی دیکھی جو تڑپ آگیا سایل کو غش

زخم پر زخم پڑے جاتے ہین اتنا تو سمجھ
بخیہ گر صبر تو کر آگیا گھایل کو غش

تیرا ہی مجھکو سہارا ہی تو ہی ہی حامی
المدد عشق کہ آیا ترے عامل کو غش

یار کے در پر صدا دی تھی کہ آیا کوئی غیر
یہ حمیت تھی کہ آنے لگا سائل کو غش

باغبان کہتا ہی صیاد سے تو صبر تو کر
گل اودھر پھولی ادھر آیا عنادل کو غش

دیکھتے ہی اوسی کیا حال ہوا تیر شفیق
اسطرح آیا نہ ہوگا کسی عاقل کو غش

جان بچ جائے مری آئے دل بسمل کو غش
ہی یقین آسان کر دی درد کی مشکل کو غش

خون زخمون سے نکلنے کا اثر اتنا تو ہو
ڈر گیا گھایل جو فوراً آگیا قاتل کو غش

یہ حمیت کہہ رہی ہی مجھکو اتنا خوف ہی
ہاتھ پھیلاتے ہی آیگا ابھی سایل کو غش

اتفاقاً قیس کی تکلیف کا دہیان آگیا
یہ اثر اولٹا تھا آیا صاحب محمل کو غش

ہی ابھی جلاد نادان قتل کرنا ہی محال
لطف ہی گر ساتھ آئے قاتل و بسمل کو غش

سچ تو یہ ہی ہجر کی تکلیف ہوتی ہی بری
ہمنے تو روکا بہت سو بار آیا دلکو غش

زخم کھاے سیکڑون لیکن نہ بالنی اف نہ کی
خون اس درجہ بہا آنے لگا گھایل کو غش

نامہ بر اوسی مصیبت سے ہی کہنی کو تھا
کچھ نہ نکلا تھا زبان سے آگیا ناقل کو غش

ناصحا بھی حال میرا دیکھکر گھبرا گیا
مین تو دیوانہ تھا لیکن آگیا عاقل کو غش

ہوگئی سکتہ مین سب دلکی ادائین دیکھکر
میرے غش کی بعد آیا ساری ہی محفل کو غش

امتحان گہہ سے اوٹھو یہ کہکے گھبرائے ہوئی
سامنے میرے نہ آجائے کسی بسمل کو غش

بخیہ گر تھے ایسی بیدردی سے زخم اوسکے سئے
ضبط کرتے کرتے آخر آگیا گھائل کو غش

اوسکی رحمت نے سنبھالا مجھکو یہ کہکر شفیق
نظم کے سید امین آئے کیون مری جاہل کو غش

ٹھوکرین کھاتی ہی پھر رہی وکاکی بسمل کی لاش
ہجر کے صدمی اوٹھاکر مرگیا مجبور ہو
دیکھنے والونکو حیرت ہو یہ قاتل نی کہا
مرگیا وہ عشق مین اوسکی اوسی لازم ہی یہ
زخم اسدرجہ لگی ہین تن ہی سارا پاش پاش
شکو جلکر مرگیا غسل وکفن کیے دیا
ساتھ میرے قبر تک آئی مری مردہ دلی
مانگنے آیا تھا دل تجھسے اوسی موت آگئی
سر پٹکتی ہین بہت ارمان محشر ہی بپا
کسی بھی چیز ہی کیا زخم کاری دیکھکر

آپکے در پر پڑی ہی آپکے گھایل کی لاش
ہو گئی بیگور وکفن صحرا مین بیدل کی لاش
اپنے کوچہ مین پڑی ہی اک بسمل کی لاش
آپکے اوٹھوائے خیال یار میرے دلکی لاش
اوٹھ نہین سکتی کسی صورت تری گھائل کی لاش
صدمہ بیٹھی لی یہ دامن کی لاش
حشر تک لپٹی ہوئی مجھسے میرے دلکی لاش
ہی تری در پر پڑی حسرت اک بسمل کی لاش
حسرتین روتی ہین اوٹھتی ہی ہمارے دلکی لاش
ڈر گیا قاتل اوٹھانے آیا تھا گھایل کی لاش

خوف بدنامی تھا اوسکو شفیق اچھا ہوا
شکو اوسنے آپکے اوٹھوائی جو بسمل کی لاش

عمر بھر اپنے مسیحا سے رہا بیمار خوش
میرے مٹ جانے سے ہی کوئی زمین یار خوش
آئے تھے بہر عیادت کا نہین کچھ کہدیا
عمر بھر جو ٹھوکرین کھاتا رہا ہو دشت مین
سمجھے ہین سب اتفاقاً آج دیکھیگا ضرور
جب مریض غم کے دلمین آگیا اونکا خیال
آئے ہین بہر عیادت وہ دل بیتاب تھم
یہ کسی سے سن لیا اوسنے کہ آئی ہی بہار
عشق مین اوس شوخ کے بیخود ہوا سارا جہان

وہ مرض اچھا ہی جسکا صاحب آزار خوش
جان میری لی تو اب ہی چرخ کجرفتار خوش
بات وہ ایسی ہی جس سے ہی نحیف وزار خوش
وہ کسی صورت نہین ہوگا ذلیل وخوار خوش
طالبان دید بیٹھے ہین پس دیوار خوش
چارہ سازونکو جو دیکھا ہوگیا بیمار خوش
حال کہنے دی کہ جس سے ہو مزاج یار خوش
جا رہا ہی آج دیوانہ سوئی گلزار خوش
ایکجا بیٹھے ہوئے ہین کافر ودیندار خوش

بعد مرجانے کے اپنے حال پہ رویا کرے
دیکھتے ہی ابر دیوانہ کی وحشت بڑہ گئی
دیکھنے والون کو وحشت دو یہین عشق کیا

زندگی بھر اپنی دنیا مین رہی زردار خوش
ساتھ تیو نکو نیکے جاتا ہی سو ہی کہسار خوش
مرنے والا آکے بیٹھا ہی قریب دار خوش

تم ابھی آئے ابھی جاؤ گی سو تجہ تو شفیق
دو گھڑی کیواسطے دنیا مین بیکار خوش

ردیف صاد مہملہ

جان دینے سے نہین ڈرتا ہے ان کا حریص
اسقدر اصلاق تو کچھ بھی سمجھتے ہی نہین
دیکھنے کی ہماری عادت ہی کسی عالم مین ہن
بخل ہی ایسا خدا کی راہ مین دیتے نہین
ان حسینو نسے لگا کر دل ترقی ہو نب کی
اس لیے کھینچا مین تصویرین کہ سب دیکھین ہمین
قتل گہ بھولی ہین یہ بھی جان دینے کی خوشی
دل او وہ آیا حسینہ پر گیا ایمان بھی
صابر وشاکر رہے سب مرضی معبود پر

مرکے اپنا نام کر جاتے ہین غیرت کے حریص
عمر بھر دھوکی اوٹھاتے ہین مروت کے حریص
ہمسے گر پوچھے تو ہم ہین اچھی صورت کے حریص
مال و زر کیا ساتھ لیجائینگے دولت کے حریص
در بدر کی ٹھوکرین کھاتے ہین الفت کے حریص
عاشقو نمین نام کر لیتے ہین شہرت کے حریص
در پہ قاتل کی چلے آئے شہادت کے حریص
جھوٹی قسمین کھا رہے ہین اپنی حاجت کے حریص
گھر سے بھی باہر نہین نکلے قناعت کے حریص

لکھ چکا دیوان اسمین فخر کیا تجھکو شفیق
اور بھی دنیا مین ہین تیری طبیعت کے حریص

ہین زمانہ مین بہت ایسے حمیت کے حریص
انکے در پر سائلو نکا روز رہتا ہے ہجوم
قوت ذاتی حمایت کی نہین خاہان بھی
دو برس مین لوگ آکر بن گئے اہل زبان

دولتین اپنی لٹاتے ہین سخاوت کے حریص
یہ گدا کو شاہ کر دیتے ہین ہمت کے حریص
گھر مین بیٹھے نام کرتے ہین قناعت کے حریص
لکھنؤ مین جان دیتے ہین فصاحت کے حریص

مجھ سے کیونکر ہو بھلا علم کی پوری تعریف
ہو سند کیا ہے وہ اجرتی لیاقت کیا ہے

قطرہ ہو بحر کا مداح یہ ممکن ہی نہین
وصف خورشید کو ذرہ سے بلاغت کیا ہے

منعقد جلسۂ احسن ہے یہ المضمون کا
بس ہے یہ فکر کوئی اسکے لئے شہرت کیا ہے

اس کے مالک ہین اڈیٹر ہین جناب۔ بیخود
نہ ہے باعلم ہے کیا انکی لیاقت کیا ہے

آئینہ سے ہے عیان صاف سکندر کا کمال
پیدا ہو جو ہوا تو حیرت کیا ہے

کسی توصیف کا محتاج نہین المضمون
روئے محبوب کو مشاطہ کی حاجت کیا ہے

ہمکو احساس اگر اسکی ضرورت کا نہو
صفحۂ دہر مین پھر لفظ ضرورت کیا ہے

این مراتب کہ کنون دیدہ لاتشک جزوی است
کار کلی بقدر ہے ابھی عجلت کیا ہے

کوڑیون کے ہین عوض گویا جواہر پارے
دیکھیئے لیجیے مضامین ہین قیمت کیا ہے

اس سے انجان جو ہوتے ہین ہمین بتلادین
وقعت علم ہے کیا قومی حمایت کیا ہے

دوستو شوق سے تم اسکے خریدار بنو
کام جب نیک ہے اسکے لئے مہلت کیا ہے

روز افزون ہو عطا اسکو ترقی یارب
تیرے افضال مین الطاف مین قلت کیا ہے

بادشہ نظم سناتا ہے جو اپنی بے خوف
علم والون کے مقابل مین یہ جرأت کیا ہے

یہ مثنوی جلسۂ انجمن مشرقی الطبائے جنوبی ہند مدراس منعقدہ ۱۳ جولائی سنہ ۱۹۱۳ء کیلیئے لکھی گئی -

منعقد جلسہ ہوا یہ کس غرض سے دوستو
نثر تو سب سن چکے اب نظم بھی میری سنو

نظم کی نسبت اگرچہ نثر ہے واضح ترین
لطف ہے جو نظم مین وہ نثر مین ہرگز نہین

اندنون تحریک تازہ پیش ہے سرکار مین
گویا پھولا ہے شگوفہ ایک نیا گلزار مین

ڈاکٹر نائر محرک ہین جو اس تحریک کے
چاہتے ہین قدر وہ دیسی طبابت کی گھٹے

پہن لیگی وہ اگر تحریک قانونی لباس
قدر کیا دیسی اطبا کی رہے ہر ایک کے پاس

ملک سے مٹ جائیگا دیسی طبابت کا وثوق
تلف ہو جائینگے سب دیسی طبیبون کے حقوق

دلچسپ ہے الہٰی کیسا بیان عارض
سنتے ہین روز مجھسے وہ داستان عارض

ہم ہاتھ بھی لگائین تو ہاتھ کاٹ جائین
تکتے ہون اونکی یارب رلعت سیان عارض

احباب کہہ رہے ہین دونو ہین خوب اچھے
وہ لاجواب عارض تم قدردان عارض

آئنہ رکھکے اپنے خودلے رہے ہین بوسے
کیا لطف پا رہے ہین لذت کشان عارض

آئنہ سامنے ہے وہ کہہ رہے ہین مجھسے
آیا ہے وقت زینت کہہ داستان عارض

جسکی صفا ہے اچھی آئنہ ہے وہ سینہ
دل ہے ہمارا اے بت تیرا مکان عارض

شمس و قمر گرے ہین نظر و سے میری کیسے
دیکھی ہے میری آنکھون نے جب سے شان عارض

حسرت بھری نگاہین رہتی ہین میری ادہر
آباد ہو رہے ہین کیا دو جہان عارض

تم بھی شفیق جانا جلسہ ہے دیکھنے کا
ہوتا ہے مہ جبینو مین امتحان عارض

ردیف طائے مہملہ

اتفاقاً ہوئی ساقی تری گفتار غلط
جسسے کہنے لگا ہر بات کو میخوار غلط

تمکو ہوتا ہے یقین ہوتی ہے تکرار غلط
روز اک بات کہا کرتے ہین اغیار غلط

دل مرا تاکا تھا اور زخم جگر پہ مارا
کیا ترا ہاتھ پڑا آج ستمگار غلط

سر مرا کاٹ لی جلاد نہ اف نکلی گی
کبھی کہنے کا نہین تیرا وفادار غلط

ہو شمین آکے لگا زخم ذرا او قاتل
تیرے گھبرانے سے پڑجاتی ہے تلوار غلط

جو وہ کہتا ہے مسیحا تو یقین لا اوسکو
حال کہنے کا نہین ہے ترا بیمار غلط

وہ جو کچھ کہتے ہین اغیار وہی کہتے ہین
اپنی ہم بات کو کہدیتے ہین ناچار غلط

چھیڑنے کو اونھین مین بات کئی جاتا ہون
میرے کہنے کو وہ کہدیتے ہین ہربار غلط

روز کہتا ہے نہ جاؤنگا مین اون لفظون مین
دل نادان ترا ہوجاتا ہے اقرار غلط

قبر مین آنے کہا ہے تو شفیق آئیگا
کبھی کہنے کا نہین میرا مددگار غلط

غیر کہتے ہین یہ ہے درپئے رسوائی خط
خود چلا آتا ہے لیکر ترا سودائی خط

وہ جو پڑھتے ہین تو کچھ حال مرا کہتا ہی
مجھسے تو سیکھہ گیا [illegible] شیدائی خط

مین جو دیوانہ ہون قاصد بھی ملا دیوانہ
راہ مین پڑھتا ہوا [illegible] ایک تماشائی خط

تیرے آنے سے مرے قلب و جگر روشن ہین
تجھکو آنکھون سے ملا ہے تجلی بینائی خط

تو جو آیا ہے تو اک روز وہ خود آئینگے
رفتہ رفتہ یونہین ہو جائیگی یکجائی خط

کہا دربان نے لیلیٰ سے کہ لے لون اسکو
لیکے آیا ہے کوئی مرد تہ صحرائی خط

تجھکو پڑھتا ہون تو کچھ میرا بہل جاتا ہی دل
تو ہی ہمدم ہی تو ہی مونس تنہائی خط

تیری تعظیم کو اوٹھتا ہون گھٹا ضعف مرا
تیرے آنے سے بڑھی میری توانائی خط

اوسنے خود ہاتھ سے لکھا ہی بڑی عزت کی
زیب تو ہی جو کرے دعوی یکتائی خط

تو جو آیا دل مردہ مین مری جان آئی
اوسنے تو سیکھہ گیا طرز مسیحائی خط

کھولکر اوسنے لفافہ سے پڑھا ہی تجھکو
ہاتھ مین اوسکے تری بڑھ گئی زیبائی خط

تم تو لکھتے ہو مگر سوچ لو دلمین یہ شفیق
تمکو لکھنے کا نہین وہ کبھی ہرجائی خط

سب ہین حسینون کی بناکی جھوٹی انکا ہی قول و قرار غلط
دل نہ ترا انکی باتونمین آنا کہتے ہین اغیار غلط

اپنے مکانسے بیکر آیا اسکی ہی رفتار غلط
مے نہین ساقی اوسکو دینا کہتا ہی میخوار غلط

اونکو ہو دلمین آتا ہی وہ کہتے ہین سنتے ہی نہین
اونکا جانا باتونمین اقرار غلط انکار غلط

ہم جو اونسے بات کہین سچ وہ ہو جاتی ہی جھوٹی
اوسکا یقین اونکو آتا ہی جو کہتے ہین اغیار غلط

یہ جو تڑپتا ہی زاہد ہم جانتی ہین اونکی لوجہ مین
اونکے سبب ہی فرقتمین ہو جاتا ہی صبر و قرار غلط

ہم جو اونسے کہتے ہین کچھ اوسکا نتیجہ یہ نکلا
اونکی ہنسی ہی مرتے ہین ہم کہتے ہین بیمار غلط

اونکو مقتلمین آکے اب جان بھی دینا مشکل ہی
قاتل ایسا کمسن ہی پڑ جاتی ہی تلوار غلط

جاگے ہو شب بھر کے تم آنکھین تو اپنی دیکھو ذرا
باتین ہماری سچی ہین تم کہتے ہو بیکار غلط

آپکا انکار کیا کیون کرتے ہو میری دلجوئی
اچھی صورت دیکھ کے جان بچانی مشکل ہے
قاتل ہو عاشق کی اپنے تیر لگانا سیکھو تو

اپنے قول کو مطلب سے کہتے ہین شبانا غلط
جبکہ مشتدر گھبرا کے ہو جاتا ہے ہر کار غلط
کیونکہ مرد کو تجھے دکھی بین ہے [illegible] غلط

تجھکو ان پڑھ سمجھے ہین جاہل بھی کہتے ہین
شہر شعراء دیوان کے بالکل ہین شفیق زنانا غلط

ہین جو تڑپا وہ ڈر ہو سکا [illegible] ہوا
رات کو سیر کو جاتے تھے او نہین خوف آیا
رات بھر لاش پہ وہ میری اکیلے بیٹھے
ہنس کے قاتل نے کہا اف نہ نکالی منھ سے
کوئی مرجائے کوئی تڑپے اوسے کیا پروا
پاس عزت ہے تجھے غش نہ کہین آجائے
قتل عشاق کئے آپ مگر کچھ نہ ڈرا
کچھ بھی مقتول کی حالت ہو نہین کچھ پروا
حال دیکھا جو مرا ہنس کے کہا قاتل نے
حشر مین اوسنے چھڑایا نہ مگر چھوٹ سکا
زلف سے دل نے کہا میرا اتر جانا ہے محال
ہر ترقی مین تنزل مین نہ تجھسے چھوٹا
چاہتے ہین کہ کوئی بات کرین وہ مجھسے
آفتین لاکھ نہ مانینگی ہون کچھ خوف نہین

[illegible] تجھے اچھا کہ ہو مرا قاتل مضبوط
[illegible] سمجھا یا ہے [illegible] ہو نہ سکا دل مضبوط
سچ ہے انسان کو بنا دیتی ہے مشکل مضبوط
[illegible] ہے ہو مرا [illegible] قاتل مضبوط
[illegible] ہو دل [illegible] ہوا
ہاتھ کھینچا مگر دل رہے بسمل مضبوط
میری تقدیر سے ایسا ملا قاتل مضبوط
رحم آتا [illegible] نہین ایسا لیا دل مضبوط
[illegible] دل مضبوط
ہاتھ مین میرے [illegible] دامن قاتل مضبوط
اسطرح جکڑا مجھے تو نے سلاسل مضبوط
ایسا دیکھا ہے ترا [illegible] کامل مضبوط
شرم آجاتی ہے ہو سکتا نہین دل مضبوط
ظلم افلاک سے ایسا ہے مرا دل مضبوط

میرے احباب یہ کہتے ہین محبت سے شفیق
شعر گوئی مین ہے تو بھی بڑا جاہل مضبوط

ردیف طاے معجمہ

بے سبب مجھکو نہین آتا ہے مہرِ جان غیظ — غیرا گر ... ہوتین ... کو نگا تا اسکا ان غیظ

چھیڑ سے مینے کہا یوسف بھی ہے کوئی حسین — کیا ہنسی کی بات سے آیا تجھے نادان غیظ

حسرتین بھتین دلمین مرے چاک کر ڈالا او — جو بھر اگھر ہوا ... کر دیتا ہے ویران غیظ

جب نہ بس میرا چلیگا اوسنی مین مرجاؤنگا — یہ مٹادیگا کسیدن سب مرے ارمان غیظ

مینے جب چھیڑا انہین غصہ سے وہ کہنے لگے — اب دکھائیگا تجھی کو ہجر کے سامان غیظ

کام سب بنتے ہوئے تیرے بگڑ تے ہین ضرور — دیکھلی ہے بارہا ہمنے یہ تیری شان غیظ

کہتا ہے جلاد مجھسے تو بڑا ہے ہوشیار — اب دکھائیگا تجھے بھی موت کا میدان غیظ

تجھسے کرتا ہون سفارش آج ہی دلکو منع کر — اسقدر باتین سنی ہین بھر گئے ہین کان غیظ

غصہ آیا ہے اونھین ہوسکی جانون سے تری — کہتے ہین عاشق اوٹھائیگا کوئی طوفان غیظ

دیکھتے ہین وہ زبان بگڑے جہانیر یاد رکھ — پرزے پرزے آپ کر دیگا مرادیوان غیظ

گھبرا کے جلاد بس چپکے رہو تم بھی شفیق
اب وہ آیا ہے تو لایا ہو نگا فرمان غیظ

ہجر کا شکوہ نہ آتا ہے کسی مشکل پہ غیظ — گر کبھی آیا تو آتا ہے خود اپنے دل پہ غیظ

رو نہ چلتا ہے نہ راہِ عشق طے اوس سے ہوئی — کیسا دیوانہ کو آتا ہے ہر اک منزل پہ غیظ

اپنا دل مانگا تھا مینے آپ کیون برہم ہوئے — چاہیئے ہرگز نہین تمکو کسی سائل پہ غیظ

سنا مناوہ کیا کریگا آپ اوترین بام سے — آپ کو بیفائدہ آیا مہِ کامل پہ غیظ

اف جگر کی مینے زبان سے زخم ڈالے بیشمار — رحم کی بدلے اری ظالم کیا گھائل پہ غیظ

کیون کیا تھا عشق اوسنے کیا کہین استغفرالله — زور کچھ اوسپر نہین آتا ہے اپنے دل پہ غیظ

جو تڑپتا ہو سدا اوسکو سکون ہونا محال — ہے تجھے بیفائدہ جلاد اس بسمل پہ غیظ

ہوش مین اپنے نہین دیوانہ ہے جانے بھی دو — جو خود مین ہو نہین سکتا اوس غافل پہ غیظ

شیخ صاحب کو برا کہتا ہی جانا دی شفیق
پھیر برا لے آئے جو عالم کو اک جاہل ہے یہ واعظ

یہ آرزو ہی سنین اوسے ہم بیان لحاظ — سبب سے جنگلے ہی دنیا مین داستان لحاظ
جو ظلم کرتے ہین ہم اونسے کچھ نہین کہتے — یہ رمز سمجھ تو کچھ ہونگے صاحبان لحاظ
بتون کی قدر کرے لائق ہی شرم دنیا مین — ہوا زمانہ نہ گویا ہوئی زبان لحاظ
وہ میری لاش پہ بیٹھے ہین اپنا منہ ڈھانپے — مجال کیا جو سنے کوئی بھی فغان لحاظ
جو میرے پاس کبھی بیٹھے تو اپنا منہ ڈھانپے — غرض یہ ہی کہ بڑھے اور کچھ بھی شان لحاظ
حسین جمع ہین آئے ہین چھیڑنے والے — عجیب لطف سے ہوتا ہی امتحان لحاظ

شفیق ہم بھی خاموش وہ بھی ہین خاموش
جو دونون چپ ہین تو ہر بست ہے اور شان لحاظ

رند لین گے تری خبر واعظ — اب نہ جانا کبھی ادھر واعظ
جس جگہ رند چھپکے بیٹھے ہین — وان نہ ہوگا ترا گذر واعظ
رند کہتے ہین ہمپہ یہ شدت — آپ اپنی نہین خبر واعظ
اللہ اللہ شوخئ تقریر — ہل رہا ہے مرا جگر واعظ
اونکو دیکھا تو ہوش جاتے ہین — تجھکو اپنی بھی ہی خبر واعظ
یاد رکھ جاکے بزم رندان مین — کرنا تقریر مختصر واعظ
جا رہا ہی شراب خانہ مین — دیکھتا ہے ادھر ادھر واعظ
رند ہون یا کہ اسمین زاہد ہون — سبکو درپیش ہی سفر واعظ
سیکڑون ہین حدیثین دردزبان — خوب ہے آپکی نظر واعظ
رند میخانے سے چلے لینے — پہونچا جبدم قریب در واعظ
بزم رندون کی ہوگئی برہم — کیا اوٹھایا ہی تونے سر واعظ

ان سفیلیون کی بزم سے [illegible] | اب کہان جائیگا [illegible]

بتکدہ مین جند اکا [illegible] لیا | جیلد اب تو [illegible] اعتقا

رند مذہب کو جانتے [illegible] | اور [illegible]

رشتون مین اکیلا جاتے [illegible] | آپ [illegible]

اوسکو راہ خدا مین کر [illegible] | [illegible] جتا ہے [illegible]

سب بین میخوار بد [illegible] | [illegible] اپنے [illegible]

مین ماون اولنے و [illegible] | آج [illegible]

سنتے ہی دی شفیق نے [illegible]
ہے بیان تیرا ہیرا شہرہ [illegible]

ردیف عین مہملہ

مرنے کے بعد میری ہوئی دوستدار شمع | روتی ہی میری قبر پہ بیلے آستیار شمع

محفل مین سہ جبینونکی حاصل یہ ہی ہوا | جل جل کے دیکھتی رہی انکی بہار شمع

شب بھر مرے مزار پہ جل جل کے جان دی | قسمت سے مجھکو خوب ملی جان نثار شمع

کیا کیا شب فراق مرا حال دیکھ کے | روتی تھی بیٹھی [illegible] مری اشکبار شمع

کیا کسی بھی [illegible] لوگ ساتھ ہین | ڈر ڈر کے جب بھی رکھتی ہے نزد مزار شمع

کیا سوز غم سے ہو سکتا ہے اللہ کی پناہ | فرقت مین میری جلکے ہوئی جان زار شمع

بس ہے دن سے گور غریبان مین بیشمار | تربت پہ میری شبکو جلائیگا یار شمع

روشن وہ کرکے گھر گئے اب کوئی بھی نہین | بے جلنے نہ جلنے کا ہی تجھے اختیار شمع

رو رو کے اپنے سر کو پٹکتی ہے بار بار | پروانے جل رہے ہین تو ہی بیقرار شمع

جلنے پہ خوش نصیب ہو تو ایسی واہ واہ | پروانے شبکو ہوتے ہین تجھپر نثار شمع

ظاہر مین روشنی کے لیے جلتی ہو شفیق | باطن مین ہو یہ عابد شب زندہ دار شمع

مری خوب ہی آزمائی شمع / نہین تجھ مین کچھ کج ادائی شمع

یقین ہے کہ جلنا وہ خود بھول جائے / اگر دیکھے سوز جدائی شمع

شب ہجر اونکا خیال آگیا / مرے داغ دل نے دکھائی شمع

یہ ساان مہندی لگانیکا ہے / جلائی ہے تمنے حنائی شمع

یقین ہے جلے گی ہر اک بزم مین / تجھے مول لیگی خدائی شمع

ہوا اٹھ جا وہ بھی آنیکو ہین / بجھے گی جواب جھلملائی شمع

شفیق ایسا فرقت مین اندھیرا تھا / بجھی وہ جو سینے جلائی شمع

ردیف غین معجمہ

گھٹ گیا شرما کے کیسا اوس مہ کامل کا داغ / کیا شب فرقت مین روشن ہے ہمارے دلکا داغ

چارہ گر اچھا ہوگا ہے یہ زخم دل کا داغ / حشر تک باقی رہیگا ناوک قاتل کا داغ

پردہ پوشی ہے یہی حفظ مراتب ہے یہی / قیس کے دلمین رہیگا صاحب محمل کا داغ

چڑہکی دیوانہ بلندی پر یہی کہنے لگا / جسطرح ہوگا چھڑا اونکا مہ کامل کا داغ

زخم سب سینے کے اچھے ہون یہ ہوتا ہے یقین / چارہ گر کیونکر مٹائینگے ہمارے دلکا داغ

گرمئی خون سے مری چھالے پڑے ہین جابجا / ایک بھی مشکل ہے مٹنا خنجر قاتل کا داغ

وصل بھی گر ہو تو اونکو فائدہ ممکن نہین / دلپہ پڑجاتا ہے فرقت مین ہر اک مشکل کا داغ

ہاتھ جب پھیلائے عزت مین تو دھبہ آگیا / چھپ نہین سکتا چھپائے سے کبھی سائل کا داغ

بحر غم مین موت آئی ہوگیا بیڑا تباہ / دلبر اپنے لیجیے ہم دامن ساحل کا داغ

زندگی مین تھا عدم آباد کا جانا محال / بعد مرنیکے مٹا ہے دوری منزل کا داغ

وہ حنائی ہاتھ اپنے میرے سینے پر رکھین / پھر یقین ہوتا ہے مٹ جائیگا میرے دلکا داغ

گر میان وہ آپ اوسدن بھول جائیگا شفیق / آفتاب حشر جب دیکھیگا میرے دلکا داغ

دیکھتا ہے ڈر کے گورستان کا ویرانہ چراغ
قبر پر جس دم جلا دیتا ہے جانانہ چراغ

واہ ری بدقسمتی روشن کسی دن گر کیا
کیا جل جل کر بجھا دیتا ہے پروانہ چراغ

روشنی گھر بھر میں ہوتی ہے مگر افسوس ہے
رکھتا ہے تاریک اپنا نصف کاشانہ چراغ

لو میں جلتی ہے جو ہوتا ہے تصدق بار بار
کس خوشی سے ہوتا ہے گھر بھر پہ پروانہ چراغ

خوف ہے ساقی کرے گر شیشہ کش ہوشیار
تو اٹھا کر ہاتھ میں رکھ دے نہ پیمانہ چراغ

صحبت کا ہی اثر یوں بھی ہے بار بار
رات بھر سنتا ہے سارے گھر کا افسانہ چراغ

شام کو جلتی ہے سب آتے ہیں ملنے کے لیئے
کیا یہ اونسے کر لیتا ہے یارانہ چراغ

شام کے ہوتے ہی تاریکی تھی انجمن کی
تجھ سے روشن ہو گیا ہے سارا کاشانہ چراغ

مے لٹی سب جام ٹوٹے کیسی ہلچل ہو گئی
تیرے بجھنے ہی سے ہے برہم رندانہ چراغ

درد اوٹھے ہجر کی شب اُف نہ کرنا اے شفیق
بجھ گیا گر یہ تو گھر ہوگا سیہ خانہ چراغ

قدر ہے اتنی جلا کرتا ہے جو گھر گھر چراغ
گر نہ روشن ہو زمانہ بھر سے ہے بدتر چراغ

ایسی دشمن ہے ہوا گل کرتی ہے ہر شام کو
قبر پر میری جلاتا ہے جو دلبر چراغ

نام روشن ہو زمانہ میں ترا رشک قمر
کیا جلایا ہے ہماری قبر کے اوپر چراغ

جا کے دیکھی اے منعمو زینت ہے ساری مال کی
مفلسی گر ہو تو ہے فانوس سے بہتر چراغ

گل اگر یہ ہو تو کیسی رات ہوتی ہے پہاڑ
ہو نہ گر روغن تو بن جاتا ہے پتھر چراغ

روشنی وہ ہے کہ جو وقت ضرورت کام آئے
یوں جلانے کو جلا لیتے ہیں سب اکثر چراغ

راہ دکھلائے شب تاریک میں یہ وصف ہے
کیا خدا کی شان سے بنجاتا ہے رہبر چراغ

میرے گھر وہ چھپ کے آتے ہیں عدو کو دیکھئے
دیکھ لے اونکو جلائے بیٹھا ہے در پر چراغ

روشنی گر ہو تو دشمن دیکھ لیں گے رات کو
راستہ میں لیکے گر جائیگا نامہ بر چراغ

عید میں ہے دم بخود دیوانہ شکوہ یہ سنا
سانس کی رفتار سے گل ہوتا ہے اکثر چراغ

واہ ری قسمت کسی نے گر کیا روشن شفیق
قبر پر جو وا آکے گل کر دیتی ہے صرصر چراغ

تھا حسینوں کے سبب خوب پری خانہ باغ
اونکے جاتے ہی نظر آتا ہے ویرانہ باغ

گر یہ ہر وقت جوانان حسین کرتے ہیں
تیرے مرنے کے اثر سے ہے عزا خانہ باغ

بلبلیں مست ہیں غنچوں نے گریبان پھاڑے
جب بہار آئی بنا صورت دیوانہ باغ

حکم سے رات کو شبنم کرے گوہر باری
جب حسین آئیں گے ہو جائیگا شاہانہ باغ

رات بھر وہ سکی رہا کرتی ہے کیا دلچسپی
گل و بلبل کا سنا کرتا ہے افسانہ باغ

اتری تصویریں نظر آتی ہیں ہر سمت مسیح
تیرے بیمار سمجھتے ہیں شفاخانہ باغ

ہے کہ ساقی کا یہ میخواروں نے آباد رہے
بادہ کش رہنے لگے ہو گیا میخانہ باغ

رخ روشن سے جو وہ شوخ اوٹھائے نقاب
او سپر ہوتا ہے فدا صورت پروانہ باغ

جام لٹکائے ہیں شاخوں نے نئی زینت ہے
میکشوں خوب ہوا صورت میخانہ باغ

کہا سوسن نے کہ سر سبز رکھے اسکو خدا
گل و بلبل کا ہمیشہ سے ہے کاشانہ باغ

کیا خزاں آکے تاراج کئے دیتی ہے
یہ سمجھتی ہے کہ ہے سبزہ بیگانہ باغ

گھر میں بس بیٹھے رہو دل میں بہلیگا شفیق
وہ یہ سوچنگے تو نظر آئیگا ویرانہ باغ

وحشیوں کے واسطے ہوتی ہے یہ تدبیر باغ
آج زنداں میں لگائی جاتی ہے تصویر باغ

کہتی ہے بلبل پڑی ہے پاؤں میں زنجیر باغ
جا نہیں سکتی کہیں ایسی ہوئی تسخیر باغ

وحشیوں کی اونکے کوچے میں کٹیگی زندگی
ہے کہیں تصویر زنداں اور کہیں تصویر باغ

لیجا مجھکو مسیحا کھلکے وقت واپسیں
آج اس بیمار پر دیکھینگے ہم تاثیر باغ

زیور گلہائے تر سے اوسکا یہ نقشا ہوا
میری آنکھوں میں نظر آئی لگی تصویر باغ

عہد معشوقوں میں ہے چلکر رہیں گے باغ میں
برگ گل پر ہے جو لکھواتے ہیں وہ تحریر باغ

کہتی ہو بلبل کسی کی سلطنت سی کم نہین
سر کے بھل جاتے ہین گلشن مین بہار آ بلکو ہی
سُننے والون نے بھی سر پھوڑی ہی مین اپنی جو بین
کہتے ہین دیوانہ صحرا کو چلین گی قید سے
جب ہنو کی فصل آئی ہی تو گلچین نے کہا
رات کو جب برق چمکی سنکے بلبل نے کہا
پھول جب معشوق نے توڑی تو بلبل نے کہا

مجھکو خالق نے عنایت کی ہی وہ جاگیر باغ
بادہ خوار دلنشی پڑھتی ہی کسقدر توقیر باغ
پر اثر دیوانہ نے کی آج وہ تقریر باغ
رات کو دیکھی ہی مینے خواب مین تصویر باغ
بلبلو نکے دل سبہ پڑ جاتے ہین اکثر تیر باغ
آج ہمکو قتل کر ڈالے گی یہ شمشیر باغ
یہ حسین دیکھو لٹا دیتے ہین جاگیر باغ

سب حسین کہتے ہین یہ دیوانہ ہی کیسا شفیق
اپنے سینے سے لگائے رہتا ہی تصویر باغ

ردیف فاء

صدمہ جان گداز ہی ایسے دیار کیطرف
باغ مین عمر بھر رہی ایسا رہا اوداس دل
لاکھ زمانہ ہو برا ہمکو نہین ہے انتشار
اوسکے مکان پہ ہم گئے یار کے شوق دید مین
اوسکی گلی مین میری خاک پہنچی تھی اوڑھتے
پردیکا انتظام ہو کوئی نہ آئے اسطرف
گھر مین تو ہین پڑی ہوئی کیا کہین تمسے دوستو
اوسکو بلا کے بزم مین باتین بھی دس سے کچھ کرین
آئینہ رکھکی سامنے پہرون ہی دیکھتے ہین وہ
ایسا جنونکا جوش ہی کچھ نہین ہمکو ہوش ہی
یان بھی جنونکا خوف ہی ہوش نہین شبِ فراق

سر سے کفن لپیٹ لین جانا ہی یار کیطرف
دیکھا نہ ہمنے ایکدن اوسکی بہار کیطرف
دیکھا ہی ہمنے گردش لیل و نہار کیطرف
دیکھا نہ ہمنے اک نظر نقش و نگار کیطرف
اوسے بھی آئین آندھیان دشت غبار کیطرف
آتے ہین پھر فاتحہ میرے مزار کیطرف
دل تو گیا ہے رات سی محفل یار کیطرف
دیکھین تو مسکرا کے وہ عاشق زار کیطرف
اپنے نکھار کیطرف اپنے سنگھار کیطرف
پاؤن ہماری خود بخود اوٹھتی ہین خار کیطرف
یار نے دیکھا حشر مین سینہ فگار کیطرف

میخوار بولے دیکھ کے دیوانے کیطرف — جی چاہا آج آگیا میخانے کیطرف

ساغر جنھین ملا نہین کیا دیکھتے ہین وہ — حسرت بھری نگاہ سے پیمانے کیطرف

نامِ بہار سنتے ہی ایسا اثر ہوا — خود پاؤن میرے اوٹھ گئے ویرانے کیطرف

میخوار کو جماہیان آتی ہین دیکھکر — کالی گھٹا اوٹھی ہوئی میخانے کیطرف

کیا جانے شکوہ اور کوئی حادثہ ہوا — کچھ روشنی ہوئی تھی سیہ خانے کیطرف

عاشق جناب شیخ ہوئے انکو کیا ہوا — کس واسطے گئے تھے یہ بتخانے کیطرف

کچھ روشنی ہے شکل حسین ساتھ ساتھ ہین — یون آ رہے ہین میری عزاخانے کیطرف

اللہ ری کشش تری اللہ ری جوشِ شوق — جاتے ہین ہوش اوڑ کے صنم خانے کیطرف

سنسان رات دیکھ کے آنے لگین ادھر — لاکھون بلائین میرے سیہ خانے کیطرف

اے دل تجھے کچھ عقل ہے گیسو کے عشق مین — اپنے کو چھوڑے جاتا ہے بیگانے کیطرف

پہلے تو شمع حسن سے اوسکو جلا دیا — اب دیکھتے ہین غور سے پروانے کیطرف

جسدن سے ہمنے چھوڑ دیا شغل میکشی — کیا کیا گھٹائین اوٹھی ہین میخانے کیطرف

ساقی نظر بچا کے جو دیتا ہے جام مے — میخوار دیکھے جاتے ہین پیمانے کیطرف

الفت مین کیا شفیق کا ایمان ہی گیا — کعبے سے اوٹھ کے آیا ہے بتخانے کیطرف

یا تون ہی یا تو ہمین پہونچا الٰہی قاتل کیطرف — مدت تونے دیکھا تھا جو مرے دلکی طرف

وہ نہ دیکھیگا کبھی پھر ماہ کامل کیطرف — جسنے دیکھا ہو ترے رخسار کے تل کیطرف

اوسنے بھی انگڑائیان لین زخم تک کھل گئے — اس ادا سے تجھنے دیکھا ہے گھائل کیطرف

اسقدر شوق شہادت ہے کہین رکتا نہین — مرنے والا جا رہا ہے کوئی قاتل کیطرف

ہم فقیر مست تیری بزم مین آج آگئے — خیر ہو ساقی بڑھانا جام سائل کیطرف

دیکھئے کب بحر غم سے میرا بیڑا پار ہو — مدتون سے ہے نظر دامانِ ساحل کیطرف

بزم میں جب وہ گئی پر روشنی شمع سحر کی / پھر نہ پروانوں نے دیکھا شمع محفل کی طرف

ضد ہے جلاد کی [illegible] / تازیانہ اوٹھتا ہے ایک ایک بسمل کی طرف

واہ رے جلاد و ابر اخلاق کی حد ہو گئی / آکے مقتل میں نہ دیکھا ایک بسمل کی طرف

مرنے والا اس طرح پہونچا عدم آباد کو / مر گئے بھی دیکھا نہ اوسنے ایک منزل کی طرف

سچ بتاؤ آسمان کیا [illegible] / دیکھتے ہو [illegible] اپنے مقابل کی طرف

لطف تب ہے آتش الفت کا پہنچائی اثر / کچھ مرے دل کی طرف [illegible] دل کی طرف

جب کبھی ملتے ہیں اسکو اتفاقاً راہ میں / مسکرا دیتے ہیں اپنے مائل کی طرف

ہاتھ پھیلایا تھا اونسے کشش پیدا ہوئی / خود بخود بڑھنے لگا دل [illegible] کی طرف

بعد میرے قتل کے الفت کا اتنا جوش ہے / خون کی دھاریں [illegible]

عشق ہے پوری مری ہر وقت دیتا ہے خدا / کیوں منور اسنے [illegible] کی طرف

حشر میں قاتل سے پھر رنگ عجب ہی شفق / پھر قیامت آئی پھر دیکھا مری دل کی طرف

دل گیا ہے کوچۂ گیسوئے جانان کی طرف / ایک مدت سے پریشان ہے پریشانی کی طرف

فاتحہ کو بھی رہے محروم مدت ہو گئی / آج تک آئے نہ وہ گور غریبان کی طرف

غمزدہ ہم وہ ہیں دیوانہ ہمارا گر تو آئے / آنکھ پھر کر بھی نہ دیکھیں گے گلستان کی طرف

مر گئے لاکھوں اونھیں اسکی خبر بھی نہیں / جا رہے ہیں آج وہ دیوانہ زندان کی طرف

شغل تھوڑی دیر کا ہے دل [illegible] / ہاتھ پھر وحشی نے دوڑایا گریبان کی طرف

حشر میں کچھ کر رہی ہے میری دزدیدہ نظر / ہیں خدائی بھر کی آنکھیں روئے [illegible] کی طرف

ہے مگر پوچھو انھیں کہ دل [illegible] / پیار سے جو دیکھتے ہیں دشمن جان کی طرف

اوس ہے یا بلبلوں کی آہ کا پھیلا اثر / کچھ دھواں دکھلائی دیتا ہے گلستان کی طرف

صید پر نکلا خون جو دیکھا تو جی [illegible] آ گیا / وہ نہ دیکھیں گے کبھی دیوار زندان کی طرف

مرے والوں کی بھی ہو تہذیب دنیا سے الگ
جنکے جیتے جاتے ہیں شہر خموشاں کی طرف

پوری زینت کر کے آیا ہے خدا واسطے بچائے
اٹھ رہی ہیں سبکی نظریں روئے جاناں کی طرف

قیس مجنوں کی خبر سنکر سر و کوہ [illegible]
بیمار رہو ہیں آج دیوانہ بیاباں کی طرف

زلف لے او آئینہ ہو بیٹھے جان بھنا [illegible]
ہو گئیں آنکھیں بڑا بیٹھے شام ہجراں کی طرف

مین تجھو قاتل بتا سے دشت [illegible]
آناک کے ولکہ مرے دیکھا [illegible] کی طرف

دل جلے دیوانہ کا تیر اثر دیکھے گا کون
آگ لگ جائیگی [illegible] گلستاں کی طرف

بیدار ان دیوانے سمجھے ہیں کہ آئی ہے بہار
[illegible] بیاباں کی طرف

بزم میں تیری نہ کوئی بات پوچھی [illegible]
دیکھتا ہے کون مجھ ایسے پریشاں کی طرف

ردیف ق

سبب کچھ [illegible] ناحق
[illegible] ناحق

کہا دل نے ابتک نہیں زلف دیکھی
بلا [illegible] گرفتار ناحق

مرا دل ہے میں بیچوں یا میں نہ بیچوں
بگڑتا ہے مجھسے خریدار ناحق

کسی در پہ میں مر گیا ہوں پڑا ہوں
اوٹھاتے ہیں واں سے مجھے یار ناحق

بگڑتے ہیں وہ دوستو تم نہ بولو
[illegible] تکرار ناحق

یقین ہے کہ صحرا میں جامہ دری ہو
الجھتے ہیں دامن سے سب خار ناحق

مرا قتل کرنا بھی مشکل ہوا ہے
بنے آپ صاحب ستمگار ناحق

مسیحا سے میں نے کہا جان بلب ہوں
[illegible] دیتے ہیں آزار ناحق

نظر پڑ گئی جسکی عاشق ہوا وہ
بنے آپ ایسے طرحدار ناحق

کسی نے مسیحا کی صورت نہ دیکھی
زمانہ ہوا اوسکا بیمار ناحق

خریدار دل سے ہے سارا زمانہ
گئے مصر کی آپ بازار ناحق

مقدر میں جو کچھ لکھا ہے وہ ہوگا — اوٹھاتے ہیں غم میرا غمخوار ناحق

شفیق ان حسینوں کی باتیں تو دیکھو
اوٹھاتے ہیں محفل سے سو بار ناحق

جو غمزدہ ہیں سنیں وہ مرا بیان فراق — مہینوں اونکو سناؤنگا داستان فراق
کہا یہ قیس نے مجھسے کہ یہ ہے شان فراق — جو مجھسے پوچھو تو بیشک جنون ہے جان فراق
ستم رسیدہ کی ہوتی ہے مشق راتوں کو — انہی مہینوں میں دینا ہے امتحان فراق
جو اہل دل ہیں مری پاس آ کے بیٹھے ہیں — میں کہہ رہا ہوں وہ سنتے ہیں داستان فراق
سوائے ضبط کے کچھ اور انہیں کام نہیں — وہ سب سنیں جنھیں دینا ہے امتحان فراق
حسین آتے ہیں راتوں کو سننے کو اکثر — میں ایسے لطف سے کہتا ہوں داستان فراق
اثر ہے ایسا کہ سن سنکے غیر روتے ہیں — خدا کرے نہ سنے وہ مری فغان فراق
جو مختصر بھی کہوں دل سے کم نہیں ہوتی — جو رات بڑھتی ہے بڑھتی ہے داستان فراق
برا ہی کہتے ہیں فرقت کو حضرت ناصح — ہمیں تو آپ ملے خوب قدردان فراق
کہا یہ قیس نے مجھسے مری مدد کیجئے — مجھے بتائیے کچھ حال امتحان فراق
یہ ہنس کے کہتے ہیں ہر شب تیرے رونے سے — ہمیشہ رہتے ہیں شاداب بوستان فراق
یہ انتخاب ہے عشاق کا حسینوں کا — مرے مکان کا رکھا نام آشیان فراق
جو ہمپہ گذری ہے وہ سب انھیں بتائینگے — ہمارے پاس اگر آئیں مہربان فراق
عنایت اونکی ہے جو حال سننے آتے ہیں — مجھے کچھ اچھا سمجھتے ہیں دوستان فراق

شفیق آکے حسین میری گفتگو سنئے
دکھا ہی دینا انھیں شمع کی زبان فراق

دشت میں قید خانہ میں رہتے تھے جان نثار عشق — انکے سروں کو چھوڑ کے دیکھ گئے بہار عشق
ساغر و مے سے کام کیا رکھتے تھے بادہ خوار عشق — آنکھیں نشیلی دیکھکر اونکو رہا خمار عشق

راہ خدا مین مر گئے مر کے کہان پہونچ گئے
جانین جنھون نے اپنی دین اپنے کہلائے فاتح عشق

کیسے ذلیل و خوار ہین کیسے نحیف و زار ہین
آنکھون مین سبکی خوار ہین ایسا بڑھا ہی کار عشق

قیس نے مجھسے یہ کہا لحد عمر بھر کا اب
مین بھی ہون جان نثار عشق تم بھی جان نثار عشق

قیس نے سب سے یہ کہا میرا جہان مین نام ہے
کی ہین بہت ترقیان ایسا ہی کاروبار عشق

اسمین شفیق نزع کیا جائیگا ہی ضرر فقط
مرنے لگے تو خوف کیا پہلے تھا انتشار عشق

صبح پیری آگئی اب خواب سے چونکو شفیق
ختم ہے شام جوانی آنکھ تو کھولو شفیق

جھریان عارض پہ آئین خط نکل آیا سپید
اب کہان اس منہ کو لیجاؤگے سوچو تو شفیق

زندگی بھر کوچہ گردی کی تمھین عادت رہی
قبر مین اب پاؤن پھیلائے ہوئے لیٹو شفیق

زندگی مین ایکدم خاموش رہنا تھا محال
شہر خاموشان کو اب چپکے چلے جاؤ شفیق

بزم مین جب آئیے یارون کی تو یہ کہنے لگے
بعد مدت کے ملے آؤ یہان بیٹھو شفیق

تھک گئے ہم راہ الفت مین قدم اٹھتے نہین
ہمت دل کہہ رہی ہی پھر بھی جاؤ شفیق

چھیڑنیکو مجھسے خلوت مین وہ فرمانے لگے
رات آئی ہی بہت اب اپنے گھر جاؤ شفیق

غیر یہ فرقت مین کہتے ہین ہماری رائے ہی
ایسے جینے سے تو بہتر ہے کہ مر جاؤ شفیق

کچھ کہا مینے تو وہ غصہ مین فرمانے لگے
بس رہو خاموش اپنے ہوش مین آؤ شفیق

دوستون مین لطف ملتا ہی جو اینکا بہت
ذکر ہوتا ہی حسینونکا جہان جاؤ شفیق

گھر مین کیون بیکار بیٹھے ہو حسینون مین چلو
عاشقون مین تم بھی اپنا نام لکھواؤ شفیق

کہتے ہین احباب اونکو دیکھکر ہوش آگیا
پوچھتے ہین وہ تم اپنا حال بتلاؤ شفیق

خواب مین یہ کہکے مجھکو اور دیوانہ کیا
بس لڑائی ہوچکی اب آؤ مل جاؤ شفیق

مر گئے جب تم تو اونکا کون دیکھیگا حال
وہ بھی اکدن آئینگے تم دلکو بہلاؤ شفیق

مجھسے کہتی ہی قناعت صابر و شاکر رہو
مشکلین آسان ہونگی تم نہ گھبراؤ شفیق

ردیف کاف عربی

یہ اثر ہے بس مری تقریر تک
آ پہنچنے کو ہے تری تصویر تک

اب مجھے اُمید مرنے کی ہوئی
ہاتھ تو پہونچا تری شمشیر تک

کوششین اسدرجہ سب اپنی مٹین
مجھپہ پہنچی ہے مری تقدیر تک

تجھپہ ہم مرتے ہین قاتل بے وفا
ہمسے کھنچتی ہے تری شمشیر تک

آج دیوانہ کو پورا جوش ہے
ہاتھ پہونچا پاؤنکی زنجیر تک

دلکی خواہش بھی کمان ابرو پہ ہے
کسطرح پہونچون تمھارے تیر تک

خواب تو دیکھا ہے اچھا دوستو
جی نہین سکتا ہون مین تعبیر تک

خوش مزاجیکا تری عالم ہے یہ
مسکراتی ہے تری تصویر تک

پڑھکے میرا خط کہا اوس شوخ نے
خیریت سے ہے دم تحریر تک

جانے والے جائین کہتا ہے یہ وہ
بیٹھین گے عاشق مری تقریر تک

اونکی ناراضی کا ہے اتنا اثر
بگڑی ہے مجھسے مری تقدیر تک

ضعف کے ہاتھونسے چلنا ہے محال
کون پہونچا ہے بت بے پیر تک

قدردان جسدن ملیگا اے شفیق
مال و زر کے ساتھ لے جاگیر تک

اپنا ثانی ہے تو ہی تیری خودآرائی ایک
دوجہانمین ہے ترا دعوئ یکتائی ایک

ہر نفس ساتھ مرے تو ہی نظر آتا ہے
اے خدا تو ہے انیس شب تنہائی ایک

تو اگر چاہے تو پھر ہوش بجا ہون اوسکے
ٹھوکرین کھاتا ہے ایجان ترا سودائی ایک

سارے عالم کو خبر ہو گئی سبحان اللہ
طور پر گر پڑا غش کھاکے تماشائی ایک

بادشاہ ہو کہ گدا عدل اسے کہتے ہین
آنے جانے کی زمانے مین ہے زیبائی ایک

حشر مین ڈرتے ہین سب خوف سے تیرے بندے
دوجہانمین ہے خدا تیری توانائی ایک

توبہ کی اپنے گناہون سے کیا خوب شفیقؔ
عمر بھر مین یہ ہوئی آپ سے دانائی ایک

جان لیتا ہے حسینون کی ادا کا ناوک
آنکھ لڑتے ہی پڑا دلپہ قضا کا ناوک

دل امشتاق مرا کیون نہ جفا کار کہے
موت کا کام کرے تیری جفا کا ناوک

سحر کو گلشن مین اوٹھی تھی کہ گئی ہوش و حواس
دلپہ بلبل کو پڑا باد صبا کا ناوک

لاکھ تو فکر کرے اسکا نکلنا ہے محال
چارہ گر دلمین ہی پیوست ادا کا ناوک

اُسنے جب تاک لیا پھر وہ نشانہ نہ بچا
نہین پھرتا ہی کبھی آ کے قضا کا ناوک

سرمہ آگین چشم کے دُنبالہ سے اللہ بچائی
دل جگر چھید تا ہی ایسی ادا کا ناوک

جب پڑا تیر نظر بچ نہین سکتا عاشق
ان حسینو نکا بھی ہوتا ہی بلا کا ناوک

امتحان گاہ مین اب دل نہین بچنے کا شفیقؔ
تیر افگن نے لگایا ہے بلا کا ناوک

اے صبا کہنا جو جانا یار تک
آپ ہو آئین ذرا بیمار تک

وہ نہ آئے مجھ نحیف و زار تک
جاؤنگا خود گر نا پڑتا یار تک

اضطراب دل مجھی امید ہے
تو مجھے پہونچائیگا دلدار تک

ایسے قاتل نے کیا زخمی مجھے
جس سے اوٹھ سکتی نہین تلوار تک

مین اثر سے لون اگر نام بہار
سبز ہو جائین گے سوکھی خار تک

موت تیری مہربانی سے ہی
تو نہ آنا انتظار یار تک

کسنے اپنے حسن کی چمکائی برق
خاک ہو کے رہ گئے کہسار تک

جب پہونچتا ہے قریب میکدہ
بوئے مے آتی ہے بادہ خوار تک

دوسرا تسا حسین کوئی نہین
ہم گئے ہین مصر کی بازار تک

وہ لڑے مجھسے کہا احباب نے
زندگی کا لطف ہے تکرار تک

یہ اثر دکھلا مجھے ای جذب دل | خود وہ آئین طالب [illegible]
چارہ سازون نے مسیحا سے کہا | آپ جائین صا[illegible]
سر قدم پر دیکھنے والے مرین | جائینگے اس ناز [illegible]
دیکھ لینا دانۂ انگور سے | کھنچکی خود سے آئیگی [illegible]
اے تپ غم ایسی حدت بڑھ گئی | گرم ہے سب [illegible] تک

شعر سننے کا انھین بھی شوق ہے
خود وہ آئین گے شفیق زار تک

یہ کیا پوچھا جبین گی ہم کہان تک | رہے گی زندگی درد نہان تک
تماشائی سدھارینگے گھر اپنے | یہ مجمع ہے تری آہ و فغان تک
تعلق ایسا ہے کچھ آتش غم | جگر کے ساتھ جلتی ہے زبان تک
مسیحا آتش غم کم نہ ہوگی | جلے جاتے ہین میرے استخوان تک
لحد ایسے رہرو دونگی ٹھوکر دینے | لحد کا مٹ گیا نام و نشان تک
یہ نالے کہتے ہین ہمکو نہ روکو | ابھی جانا ہے ہمکو آسمان تک
غضب ہے غیر سے وحشی کسیکا | کہے دیتا ہے سب راز نہان تک
نکالا ہے قفس سے نوچکے پر | خدا پہونچائے ہمکو آشیان تک
حمیت کہتی ہے متعلین ہین غیر | نہ نکلے اُف زبان سے امتحان تک
خدا کے روبرو اے اہل محشر | ذرا ٹھہرے رہو میرے بیان تک
غضب تو نے کیا اے موت آکر | مرا ناقص رہا سب امتحان تک
طبیبو دل جگر سب جل رہے ہین | نفس کے ساتھ پیدا ہے دھوان تک
سدھارین آپ جلتے اہل دل ہین | وہ سنبھلین گے ہماری داستان تک
تمھارا ایک وحشی بعد مردن | اڑائیگا کفن کی دھجیان تک

اندھیری رات مین دل کی تڑپ ہے
مجھے چارہ گر وا سنا بتاؤ
نہ سیکش کو رہیگا ہوش باقی
جگر کو توڑ کر دل میں در آیا
لگا لاتیر دل سے سمٹنے لیے
تحمل نہیں ہمارے ہمسکو روکا
کہا بلبل نے گل سے یاد رکھنا
الٰہی میکدہ کی خیر کرنا

چمک جاتی ہیں اکثر بجلیان تک
جگر کا زخم پہونچا ہے کہان تک
رسائی ہو گی جب پیر مغان تک
کسکا تیر پہونچا ہے کہان تک
ہوئین گلنار میری اونگلیان تک
شکایت آ گئی تھی گو زبان تک
یہ رونق ہے چمن کی باغبان تک
گیا سودائی اب پیر مغان تک

شفیق ایسا بھی دیکھا کوئی لاغر
دکھائی دیتی ہین سب ہڈیان تک

ردیف کاف فارسی

ہے گلنار ایسا حسینونکا رنگ
وہ دریا مین اوتری پڑا عکس جب
جڑاؤ اوڑے کھپ گئے آنکھ مین
وہ بانکا منظر نہ بھولونگا مین
شلوکے نے اونکے غضب کر دیا
اوڑین ہوش عاشق کی ہر بات مین
اوٹھاتے ہین منعم سمجھتے نہین
ہمین ہجر مین یاد آئے بہت
ارے دل تجھے عشق کیونکر ہوا
کوئی سمجھے کیا مختلف ہے مزاج

کہ پھیکا ہے جس سے نگینونکا رنگ
گلابی ہوا آبگینونکا رنگ
سنہرا وہ دھانی نگینونکا رنگ
وہ ہلکا گلابی حسینونکا رنگ
کھپا آنکھ مین آستینونکا رنگ
جما ہے کچھ ایسا حسینونکا رنگ
کہ کم ہو رہا ہے کمینونکا رنگ
حسینونکی باتین حسینونکا رنگ
نہ دیکھا نہ بھالا حسینونکا رنگ
نرالا ہے ان مہ جبینونکا رنگ

کہا تمنے دیوان تو سمجھے شفیق
بہت سخت ہیں ان زمینوں نکار رنگ

چارہ جو یونکے اوڑجاتا ہی رخسار و نگار رنگ
لغزش پا ہی سبھونکو کوئی اوٹھ سکتا نہین
ہمسے وہ راضی ہین کوئی غم آسکتا نہین
ہین حسینونکی ادائین بہت رنگینیان
قتل گہہ مین آئینگے جلاد حسبدن دیکھنا
کر کے زینت آئے ہین وہ شبکو اپنے بام پر
سرنگون ہین ہاتھ باندہے مانگی ہی سب نے پناہ
قیدیون نے سر بہت ٹکرائے اپنی جان دی
باغ مین تیاریان ہوتی ہین آئین گے حسین
کوڑیونکے مول ہین سارے حسینان جہان
دل ہمارا کیا چیز ہی جسکو کوئی لیتا نہین
حکم تیرا ہو تو اپنا خون بہائین بیدریغ

آج بیڈھب ہی مسیحا تیرے بیمار دکا رنگ
آج ساقی نے جمایا خوب میخوار و نکار رنگ
بعد مدت کے جما اوس بزم میں یار و نکار رنگ
کیا سمٹ کر آگیا ان سب مین گلزار و نکار رنگ
خون سے گلنار ہو جائیگا تلوار و نکار رنگ
ذرد ولنے افشانکے پھیکا ہو گیا تار و نکار رنگ
حشر مین خالق کو بھایا ہی گنہگار و نکار رنگ
خونسے گلنار ہی زندان کی دیوار و نکار رنگ
کیا بہار آنیکو ہی دھانی ہی فوار و نکار رنگ
بک گئے یوسف تو کیا ڈھیلا ہی بازار و نکار رنگ
جب نظر ڈالی اوڑا کیسا خریدار و نکار رنگ
غیر کا کیا منہ جو دیکھے گا وفادار و نکار رنگ

بعد مرنیکے اثر اتنا ہوا اونپر شفیق
دیکھنے آئے ہین وہ میرے عزادار و نکار رنگ

ردیف لام

سمجھتی ہی اوسی مدت سے اپنی جان بلبل
سنبھلے بڑھ گئی اب گرمی فغان بلبل
غضب کی کہتی ہی دلچسپ داستان بلبل
کسیطرح نہین بچنے کا آشیان بلبل

لگائے رہتی ہی سینے سے آشیان بلبل
ترے قفس سے نکلنے لگا دھوان بلبل
پھنسائیگی تجھے اکدن تری زبان بلبل
بہت دلونسے تڑپتی ہین بجلیان بلبل

کیا ہے آتش سوزاں کا ضبط اس درجہ
کہ اب زباں سے نکلنے لگا دھواں بلبل

قفس سے چھوٹے تو در پر قفس کی بیٹھے ہیں
غضب کی جا ہے کہ ہے ایسی ناتواں بلبل

وہ اسطرح چلتی ہے صیاد کی اشارے پر
کہ رفتہ رفتہ ہوئی ہے مزاجداں بلبل

لگی ہے آگ نشیمن میں اُف نہیں کرتی
عجیب صبر سے دیتی ہے امتحاں بلبل

سنا ہے جبسے کہ صیاد ہے تعاقب میں
چمن میں کوئی بھی آیا تو پھر کہاں بلبل

چھری ہے ہاتھ میں صیاد ہنس کے کہتا ہے
جو اُف بھی نکلے تو کاٹی تری زباں بلبل

تمام اہل چمن دل لگا کے سنتے ہیں
سحر کے وقت جو کہتی ہے داستاں بلبل

ترے تڑپنے سے جسدن قیامت آئیگی
نہ پھر زمین ہے نہ اوس روز آسماں بلبل

قفس میں مرگیا کوئی اسیر تو شاید
عجیب درد سے ہوتی ہے نوحہ خواں بلبل

بہار آئی ہے گلشن میں آتش گل سے
یقین ہے کہ جلے تیرا آشیاں بلبل

اسیر اپنا اوسے درد دل سناتے ہیں
تمام اہل قفس کی ہے رازداں بلبل

یہ وحشیوں نے کہا خوب ناصحی کی
ہرا بھرا ہے اب تیرا بوستاں بلبل

شفیق کہتا ہے صیاد اوسکو گھیرنے دو
قفس میں آ کے پہنے گی بیڑیاں بلبل

مسافر نے گو کاٹی منزل کی مشکل
نہ آساں ہوگی مری دل کی مشکل

مکاں سے لحد تک لحد سے عدم تک
یہ مرنے پہ منزل بہ منزل کی مشکل

تڑپتے تڑپتے لحد تک گیا وہ
کٹی اسطرح تیرے بسمل کی مشکل

مرے قتل کی منتیں لاکھ مانیں
جب آساں ہوئی میرے قاتل کی مشکل

تڑپتا ہے زخموں سے ہے خون جاری
بڑھی روز و شب تیرے گھائل کی مشکل

رکھے ہاتھ کانوں پہ اف کی صدا سے
سنے کیا کوئی ہمسے بسمل کی مشکل

عیادت کو آئے ہو دم بھر تو ٹھہرو
سنو تو سناتے ہیں ہم دل کی مشکل

ترا نام لے لیکے پہونچا جہان مین — عمل سے کٹی تیرے ہاتھون کی مشکل
تصور مین تیرے مین پہونچا جہان مین — ہوئی مر کے آسان سب دل کی مشکل
جو مانگا کیا تجھسے اک عمر یارب — نہ آسان ہوا ایسے سائل کی مشکل

شفیق ایسے وادی مین دل جاتا ہے
ہوئی کیونکر آسان جاہل کی مشکل

مرا دل ہے تیرا خریدار کاکل — تجھی سے ہوا گرم بازار کاکل
خطا یہ ہوئی ہاتھ مینے لگایا — بگڑنے لگی مجھسے بیکار کاکل
مجھے بھی محبت ہے یہ دھیان رکھنا — مرے دل سے رہنا خبردار کاکل
وہ خود اپنی رفتار ستانہ بھولے — جو دیکھے تجھے کوئی میخوار کاکل
اکیلا ہے وہ اوسپہ افکار لاکھون — مرے دل سے رہنا خبردار کاکل
رہا جاکے صحرا مین یا قید مین وہ — جسے ہوگیا تیرا آزار کاکل
کوئی کچھ کہے عمر بھر چپ ہی رہنا — نہ انکار کاکل نہ اقرار کاکل

شفیق ان مین دلکو گرفتار کرنا
جو دنیا مین ہو سکے سردار کاکل

بندھی ایسی چوٹی مین خمدار کاکل — عجب حسن سے ہے گرفتار کاکل
نظر کا اوسے خوف ہے وقت زینت — نہین ہٹتی رخ سے وفادار کاکل
اوٹھے اپنے بستر سے انگڑائی لیکر — جو دیکھے تجھے تیرا بیمار کاکل
اشارے سے مین اوسکا بوسہ تو لیلون — ذرا کھولدے تھوڑا رخسار کاکل
کہا عاشق رخ نے منہ پر جو بکھری — ہمارے لئے ہے دل آزار کاکل
یہ ظاہر ہوا چاند بدلی مین آیا — جو پھیلی ہے رخ پر دھوان دھار کاکل
مجھے قتل کیوقت جلوہ تو دکھلا — اوٹھا اپنے رخ سے ستمگار کاکل

شفیق اسقدر دلکی اولجھن ہے بیجا
کہ وہ خود ہے اسکی طرفدار کاکل

آج چمکا مری قسمت کا ستارا قاتل
سب ہی پہلے مجھے مقتلین پکارا قاتل

اسلحہ باندھنا بیکار ہی بالکل ظالم
کم ہے تلوار سے کیا تیرا اشارا قاتل

اور جان باز کوئی اوسپہ نہین مرسکتا
ساری عالم مین ہی مشہور ہمارا قاتل

اسی امید پہ جیتے ہین کریگا تو قتل
سنکے کر ہمسے کہین ایک اشارا قاتل

آنکھہ لڑتے ہی مرے دلکو کیا تھا جیسی
اوسی انداز سے پھر ایک اشارا قاتل

غیر کے سمت مخاطب ہوا تو مقتل مین
مینے جی بھر کے کیا خوب نظارا قاتل

اپنے مرنے سے بھی زائد ہی مجھے اسکی خوشی
آکے تربت مین مجھے تونے اوتارا قاتل

مہندی ہاتھو نہین مری خون نے گلنار ہوئی
جان دیدیکے تجھے مینے سنوارا قاتل

کیسی دلکش یہ صدا آئی ہے مقتل سے شفیق
کسکے دھوکے مین مجھے آج پکارا قاتل

مرگیا مین ترا اللہ نگہبان قاتل
مجھکو ڈھونڈھینگے مرے حسرت و ارمان قاتل

بیٹھا ہے تیغ بکف کیا سرعریان قاتل
سر مرا کاٹ کے کیسا ہی پریشان قاتل

قتل کرنا ہی تو گھبرا کے نہ چل مقتلین
پاؤن تیری اولجھ جائے نہ دامان قاتل

دلکے ٹکڑے ہوئے اتنی بھی نہ کر بیدردی
تیر کے ساتھ نکلتی ہی مری جان قاتل

اوسنے جب ہاتھ اوٹھایا مرا سر کاٹنے کو
آئی یہ غیر کی آواز کہ ہان ہان قاتل

اے مرے تیر فگن تیری صفائی کے نثار
تیرے ناوک نے تو چھیدی ہی رگ جان قاتل

سر مرا کاٹ لیا مین بھی سبکدوش ہوا
میری گردن پہ ہوا یہ ترا احسان قاتل

قتل کے شوق کو ابتک تو چھپایا ہمنے
اب جو دم اولجھا تو پھاڑینگے گریبان قاتل

بیٹھنے کا نہ دیا اذن یونہین قتل کیا
آگئی یاد مجھے مرگ سلیمان قاتل

ڈھونڈتا پھرتا ہے مقتلین کہان پائیگا
جانتا ہی نہین سیدھی ہی کہ الٹی ہی چھری
رکھ کے مقتلین کہین بھول گیا یا نہین
اور دنیا کے حسین جان مری لیتے تھے
تیرے وحشی نے قدم دشتمین رکھا جب سے
تنگیٔ وسعت جنون سے مرے لپٹا ہی گلے

میرے دلمین ہی تری تیر کا پیکان قاتل
کیون مرے قتلمین ہوتا ہی پریشان قاتل
ڈھونڈھتا پھرتا ہی خنجر مرا نادان قاتل
تیرے ہی ہاتھ رہا قتل کا میدان قاتل
ذرہ ذرہ ہوا ایک بیابان قاتل
اب تو خود بن گیا ہی میرا گریبان قاتل

سر مرا کاٹ کے خالق کا کیا سجدہ شفیق
میری تقدیر سے میرا ہے مسلمان قاتل

ردیف میم

ہو گئے مخمور ایسے ایک پیمانے سے ہم
سر پہ تیرے ہاتھ رکھا تھا صداقت کے لئے
ای دل نادان تو نے عشقمین مارا ہمین
اے خیال یار بیہوشی مین یہ احسان ہی
شوق اسکا نام ہی آنکھومین آتا ہی سرور
نوک مژگان دلمین چلتے زخم ڈالا ہین وہ کم
ہی تبسم لب پہ اپنے اوسکے کوچہ مین تو ہین
دیکھا جب برسات مین مجھکو تو آنکھین بند کین
چاہتے ہین موت بھی آئے تو اوسکے در پہ آئے
اللہ رے ضبط اب سوز نہان کھلتی کو ہی
شیخ سے کہتا ہے ساقی تمکو پینا ہو اگر
وہ جہان میں تھا تنزل ہم یوہین بیٹھے رہے

جستجو میں نکلین گے ساقی تیرے میخانے سے ہم
تو بگڑتا ہے تو باز آئے قسم کھانے سے ہم
خوب رسوا ہو گئے اس تیری بہکانے سے ہم
ہوشمین آتے ہین اپنے سر پٹکانے سے ہم
جب لڑاتے ہین نظر ساقی کی پیمانے سے ہم
خوب ہی مشتاق ہو گئے برچھیان کھانے سے ہم
کسقدر خوش ہو رہے ہین موت کے آنے سے ہم
کہتے ہین ڈر گئے ہین تجلی کی چمک جانے سے ہم
ہجر مین ڈرتے ہین اپنے گھر پہ مرجانے سے ہم
ہو گئے بیتاب دلمین آگ لگ جانے سے ہم
تھوڑی سی دیدینگے تمکو اپنے پیمانے سے ہم
حشر بھی آیا نہ اوٹھے تیرے میخانے سے ہم

ملنے کے وہ کہتے ہین کیا عشاق کو عشق آگئے
رہ رہ ونکی ٹھوکرین کھاتے ہوئے مدت ہوئی

اس ادا سے آج نکلے آئنہ خانے سے ہم
مرکے اب اوٹھین گے ظالم تیرے کاشانے سے ہم

بعد مدت کے در زندان پہ آئے ہین شفیق
ہوگئے مجبور زائد دل کی گھبرانے سے ہم

پھر جنون کے جوشمین جا لگی کہسار تم
کیون زمانے بھر مین ہوتے ہو ذلیل و خوار تم

حضرت یوسف کی حالت دوسری ہوجائیگی
دیکھ لینا جا کے اکدن مصر کی بازار تم

کہتے ہین احباب میری ملنکے وہ تو خوب ہین
وہ مسیحائے زمان ہین صاحب آزار تم

وصل مین سمجھونگا بس آرام سے تم سو رہو
پیار سے رکھدو مرے رخسار پر رخسار تم

یہ نزاکت کا بہانہ ہے ہمارے قتل مین
خود گرا دیتے ہو اپنے ہاتھ سے تلوار تم

یان بہت پازیب کی جھنکار سے مردے اوٹھے
اب قیامت مین دکھانا شوخئ رفتار تم

آج میخانہ مین تھوڑی دیر کو ہے تخلیہ
کار ساقی ہم کرین بن جاؤ بادہ خوار تم

اب مرے سر پہ کوئی کیا تازہ آفت آئیگی
زخمہائے تن مرے ہوتے ہو کیون خونبار تم

پھول سب کھلنے لگے بلبل بھی ہے نغمہ سرا
مجھسے گر پوچھو تو بس ہو زینت گلزار تم

آج جان بازونکا مجمع قتل گہ مین ہے بہت
ہاتھ مین تلوار لو بیٹھے ہو کیون بیکار تم

تیر سے چھید و انھین برچھی سے یا گھائل کرو
ہو مرے قلب و جگر کے مالک و مختار تم

مجھکو بھی بھڑکا کے اوسکی بزم مین تم لیگئے
جانتا ہون حضرت دل ہو بڑے مکار تم

مین جو ہنوٹ سے لگا ساقی نے مجھسے یہ کہا
ایک ہی ساغر مین ایسے ہوگئے سرشار تم

دو ہی باتونمین گذر جائیگی میری زندگی
مین کرون اصرار جتنا اوتنا ہی انکار تم

ہے یقین عشاق بھی کافر نظر آنے لگین
چار دن گر اور بھی پہنے رہو زنار تم

تم جو خوش ہو لطف سے کٹتی ہے میری زندگی
موت میری آگئی جسدن ہوئے بیزار تم

مشکلین جتنی ہین وہ آسان کر دیگا شفیق
سر اوٹھاؤ فکر سے بیٹھے ہو کیون ناچار تم

خوب مین جانتا ہون ہی مرا بسمل ہمدم
پھر بھی سینے سے لگائے ہون کہ ہی دل ہمدم

سنتے سب حال کہا اوسکو گلے لپٹا یا
قتل کیوقت ہوا خنجر قاتل ہمدم

قید گیسو سے چھٹا آیا ہے گھبرایا ہوا
مدتون بعد ملا مجھسے بہ مشکل ہمدم

حال دل اوس ہی کہو سب میرے قاتل نے کہا
تیر مژگان کو سمجھے لے مرے گھائل ہمدم

رہ الفت مین مرے دل تجھے گردش ہی رہی
پھر بھی تجھسے نہ کٹی عشق کی منزل ہمدم

دلکو تو مانگتا ہی جان بھی میری لے لے
بیٹھ پہلو مین مرے آ مرے سائل ہمدم

کوئی تکلیف ہوئی تجھسے یہ لپٹی ہی رہی
قید مین خوب رہی طوق و سلاسل ہمدم

مجھکو سمجھاتا ہے بیکار سمجھ اے ناصح
مجھسے چھوٹیگا بھلا کوچہ قاتل ہمدم

قید زلفونمین ہوا دل مجھے تو یاد رہا
مین کسیوقت بھی تجھسے ہوا غافل ہمدم

غور جب دلمین کیا آیا خیال جانان
شکر صد شکر رہا میرے مقابل ہمدم

قیس لیلے سے یہ کہتا تھا مری جان ہی تو
تجھکو مین دیکھون اوٹھا پردہ محمل ہمدم

نقشہ محبوب کا دلسے مرے لپٹا ہی رہا
مجھکو قسمت سے ملا حور شمائل ہمدم

زلف کو چھوڑ نہین دل جو ترا جی چاہے
تجھسے کچھ کہنا ہی اکر و نہ مجھے مل ہمدم

بزم مین اوسکی سبھی غیر تھے اب روتے ہین
میرا دم نکلا ہوئی ساری ہی محفل ہمدم

کوچہ زلف کی افتادین سمجھتا ہے دل
ہی مجھے اسکی خوشی ہی مرا قابل ہمدم

بحر الفت مین مجھے قبر کی جا اوسنے دی
حشر تک میرا رہا دامن ساحل ہمدم

عشق مین اس لئے بیٹھا ہوا روتا ہون مین
بعد مدت کے چھٹا مجھسے مرا دل ہمدم

دل بھی کیا مجھکو ملا ہی مری قسمت سے شفیق
جب حسین دیکھ لیا ہوگیا بسمل ہمدم

ردیف نون

صورتین اچھی حباب آسا نمایان ہوگئین
دیکھتے ہی دیکھتے آنکھوں سے پنہان ہوگئین

عاقلو نکی کوششین اوس حد پہ حیران ہوگئین
کونسی جا ہے جہا نپر روحین پنہان ہوگئین

بادیہ پیما وہ ہون جب تھک کے مین گرنے لگا
حسرتین بڑھ کر مری حد بیابان ہوگئین

جب بہار آئی گلو نپر عشق اسکا نام ہے
حسرتین بلبل کی قربان گلستان ہوگئین

میرے مرنیکی خبر مین یہ اثر پیدا ہوا
صحبتین کی صحبتین اکدم مین ویران ہوگئین

عاشق و معشوق کا ہوتا ہے آخر ایک حال
میرا دل اور یار کی زلفین پریشان ہوگئین

اوسکی تصویر خیالی کے کرشمے دیکھکر
دل بھی حیران حسرتین بھی یکی حیران ہوگئین

آئنہ دیکھا ہے مینے جب مجھے ظاہر ہوا
حالتین وحشت مین کیا تیری گریبان ہوگئین

رنگین جو نقش ارا ہے پھر وہ نکلنے کا نہین
پتلیان آنکھونمین میری شکل زندان ہوگئین

دیکھنے والے بھی ظالم روئے سب دیکھکر
جب تری آنکھین مری میت پہ گریان ہوگئین

ہر بن موسے مرے اُف اُف کی آتی ہے صدا
حسرتین پوری تری ای آہ سوزان ہوگئین

ایک میرے دم سے آبادی ہے ساری شہر کی
جان نکلی جسم سے ویران گلیان ہوگئین

اے حسینان جہان تم سے شکایت کچھ نہین
سب ادائین دلکی بربادیکا سامان ہوگئین

آپکے کوچہ سے میت میری پھنکوائی گئی
بڑھکے بے سالیان آخر کو سامان ہوگئین

وہ سنوارا کرتے تھے جنکو مجھے تھا جنکا عشق
میرے لاشے پر وہی زلفین پریشان ہوگئین

عشق کے دیوانونکا ہر روز بدلتا ہے مزاج
کین جو باتین آج وہ کل خواب نسیان ہوگئین

دیکھیے اس دیوانگی مین ہمنے کیا کیا انقلاب
بستیان لاکھون ہی عالم مین بیابان ہوگئین

یہ تڑپنے سے ہوا حاصل اونھین غیظ آگیا
کچھ زیادہ سختیان ای اہل زندان ہوگئین

ناتوانی بھی مری کسدرجہ مستحکم ہوئی
حسرتین سب جسم مین تار رگ جان ہوگئین

ترچھی نظروں نسے اشارے دل ہے کہنے لگے
برچھیان ہونکو تھین یہ گھٹکر مژگان ہوگئین

دیکھ ظالم ایسی ہوتی ہے محبت کی نظر
اک اشارے مین تری آنکھین پشیمان ہوگئین

مار ڈالا ہے ہمین اوستاد کی اخلاق نے
حسرتین دلکی شفیق اب چاک دامان ہوگئین

صرف آنسو ہو چکے خونبار آنکھین ہوگئین
و وہی دنکے رونے سے بیکار آنکھین ہوگئین

قتل پر میرے تری تیار آنکھین ہوگئین
تیر نظرین بن گئین سوفار آنکھین ہوگئین

ہجر مین بیفائدہ رونے سے یہ حاصل ہوا
سبکی نظرونمین ذلیل و خوار آنکھین ہوگئین

دشمنونے بھی شکایت کا نہین موقع ملا
کچھ مروت آگئی جب چار آنکھین ہوگئین

ایک دیکھا تھا حسین پھر دوسرا دیکھا نہین
تجربہ کچھ ہوگیا ہشیار آنکھین ہوگئین

مثل موسیٰ عشق ہمین آجائی یا پھر جان جائے
اب ہماری طالب دیدار آنکھین ہوگئین

اونکو صدمہ تھا یہ اونکی حال پر روتی رہین
دل جگر کے ساتھ مین بیمار آنکھین ہوگئین

اسقدر مشق تصور کی ہے اونکی دید مین
اب تو مثل روزن دیوار آنکھین ہوگئین

ہجر مین اک روز مجھسے ملکے وہ کہنے لگے
اسقدر جاگے ہو تم گلنار آنکھین ہوگئین

دیکھکر اوسکو فقط دلسے کہا اور چپ ہین
راز الفت کی امانت دار آنکھین ہوگئین

ہجر مین یہ کون آکر کہہ گیا ہے خواب مین
رونے والے کیا تجھے دشوار آنکھین ہوگئین

یہ قفس مین حال دیکھا ہمنے وقت واپسین
بلبلونکی جانب گلزار آنکھین ہوگئین

آئینہ پیری مین جب دیکھا نظر نیچی رہی
اب ہماری شکل سے بیزار آنکھین ہوگئین

حال پر میرے یہ روتی ہی رہی ہین عمر بھر
اوسکی فرقت مین مری غمخوار آنکھین ہوگئین

بعد مدت کے اودھر آنا ہوا ہے اے شفیق
میکدہ کو دیکھکر سرشار آنکھین ہوگئین

خون بھی نام کو جلاد مرے دلمین نہین
اب تڑپنے کی بھی طاقت تری بسمل نہین

آئینہ دیکھکے خاموش ہوا کیون ایسا
جو صفت تجھ مین ہے وہ تیری مقابل مین نہین

میری نظرونمین ہین دنیا کی حسینان جہان
کونسی ہے وہ ادا جو مرے قاتل مین نہین

آکے مقتل مین یہ ظالم نے کہا غصہ سے
جو کرے آہ و فغان وہ تری گھایل مین نہین

کہتے ہے یہ موت سے کل مر گیا مرنے والا
اب کسی بات کا ارمان مرے دلمین نہین

راہ الفت میں مصیبت ہو ہوئی دیوانے
پہلی منزل میں ہو جو ہے دوسری منزل میں نہیں

آخری وقت ہی منہ قبلہ کی جانب کر لے
ہوش اتنا بھی مسیحا ترے غافل میں نہیں

ناصحا مجھکو زمانہ کی نہ حالت دکھلا
کونسی بات ہی جو ہجر کی مشکل میں نہیں

آج رخسار کا تل کیون ہی مٹایا جاتا
آپ ہی کہئے کہ وصّا مہ کامل میں نہیں

حکم ہو گر تو چھری اپنے گلے پر پھیرین
ہمسا جانباز کوئی آپکی محفل میں نہیں

در زندان کو نہ توڑا نہ گیا زندان کو
گو کہ دیوانہ ترا قید سلاسل میں نہیں

جو کہ متصف ہین وہ کہتے ہین کہ یکتا ہی شفیق
جو صفت اسمین ہی وہ دوسری جاہل میں نہین

ضبط مری مدد کر بیٹھا ہون بزم یار مین
کہتا ہی مجھسے درد دل اوٹھونگا مین ہزار مین

زندگی ایسی چیز تھی پھرتے تھے ہر دیار مین
مرنیکے بعد قید مین رہنا پڑا مزار مین

آتش غم کا کچھ اثر دلمین ہماری رہ گیا
مرنیکے بعد یہ ہوا آگ لگی مزار مین

میرا ٹھکانا ہی کہان مین بھی ہون ایسا دل جلا
مینے جب آہ گرم کی آگ لگی دیار مین

اپنے ہی گھر مین مین رہا جانب در نظر ہی
عمر یونہین گذر گئی تیرے ہی انتظار مین

اقربا ہی کے دشت مین اتنا نشان پائینگے
تار مرے لباس کے لپٹے ہین نوک خار مین

جسکو ملایا خاک مین دل فقط اوسکا نام تھا
وہ ہی لہو کی بوند تھی بس مری جسم زار مین

مجھکو نہ تم برا کہو یار وخدا کرو
مین تو اوسیکا نام لون دل بھی ہو اختیار مین

سبکو کریگا قتل وہ غیر بلائے جاتے ہین
وہ بھی ہین انتظار مین مین بھی ہون انتظار مین

چھینٹ کسی پہ گر پڑی کہکے اک اف وہ ہٹ گیا
آتش غم شریک ہی میری لہو کی دھار مین

میرا یہ دل ہی ناصحا اسکا تڑپنا کام ہے
اپنی زبان کو دیکھ تو وہ بھی ہی اختیار مین

قیس کو اوسنے خط دیا اتنا پتہ بتا دیا
اوسکا شفیق نام ہی رہتا ہی کوہسار مین

قیامت ہے کہ وہ ناقص ہمارا دل سمجھتے ہین
اوسے گھایل نہین کرتے جسے بسمل سمجھتے ہین

یہ کہکے میری پاؤن اوٹھی کوئی قاتل کو سمجھسے
ہم ایسی راہ کو اب آخری منزل سمجھتے ہین

غرض یہ تھی کہ وہ نازک ہین اونکو کچھ نہ زحمت ہو
تری سب تیزیان ہم خنجر قاتل سمجھتے ہین

وہ مجھسے لیکے خود اپنے کلیجے سے لگاتے ہین
خوشی یہ ہے وہ میرے دلکو اپنا دل سمجھتے ہین

عجب دیوانے اونکے ہین چلے جاتے ہین صحرا کو
نہ یہ راحت سمجھتے ہین نہ یہ مشکل سمجھتے ہین

نہ اپنی شکل دکھلائی کسیکو ہم ہوئے رسوا
جناب دل بہت ہم آپکو عاقل سمجھتے ہین

کہا یہ قیس نے مشق تصور بڑھ گئی ایسی
ہم اپنے غور کو خود صاحب محمل سمجھتے ہین

یہ کہکے بزم مین میری طرف سے پھیر لین آنکھین
نہین ہم دیکھتے اوسکو جسے بیدل سمجھتے ہین

جو وہ سمجھے کہین پھر حد سے تو اپنی گذر جائے
بتائین کیا تجھے جو کچھ ترے مائل سمجھتے ہین

اری ساقی نہ ساغر کو نہ مے کو پھینکنا گر کر
ترے میخوار اسکو اپنی آب و گل سمجھتے ہین

کہین بھی وہ رہین لیکن مرینگے تیری ہی در پر
تڑپنے کا ٹھکانا سب تری بسمل سمجھتے ہین

بتائین کیا تجھے ناصح ہم اوسکا نام کیونکر لین
جو مالک جان کا ہی ہم اوسیکا دل سمجھتے ہین

ابھی گوشہ نشینی ہی چلے جائینگے صحرا کو
ہم اپنے پاؤن کو ہر دم سر منزل سمجھتے ہین

وہ کہتے ہین کہ دیوانہ کی باتین ہین بہت اچھی
ہمین الفت ہے اوسکو رونق محفل سمجھتے ہین

تھکے وہ راہ الفت مین کہ اب تو اٹھ نہین سکتے
ہمارے پاؤن بھی کیا دور کی منزل سمجھتے ہین

ابھی جلاد کم سن ہے بنایا گر کوئی تو وہ
لگائے جاتے ہین ناوک اوسکو دل سمجھتے ہین

سیاہی دیکھنے مین ہے وگرنہ ایسا روشن ہے
ترے رخسار کے تل کو مہ کامل سمجھتے ہین

برا ہو یا بھلا ہو دلمین جو ہے دیکھ لینا تو
ہم اپنے دلکو تیری نذر کے قابل سمجھتے ہین

طلب کرتے ہی اوسکو دل دیا اور جان بھی دیدی
اوسے مشکل بہت ہے جو اسی مشکل سمجھتے ہین

شفیق ایسا جہان کی گردشون نے تفرقہ ڈالا
جہان دو دوست مل بیٹھے اوسے محفل سمجھتے ہین

ہو کے بے بس ناتوانی سے رہا گلزار مین
موئے تن ایک ایک الجھا ہی مرا ہر خار مین

حشر آیا زلزلے پیدا ہوئے کہسار مین
طول اتنا چاہیے ہے انتظار یار مین

جب شباب آیا تو دنیا کے کرشمے آگئے
شوخیان پیدا ہوئین کیا کیا مزاج یار مین

دوستو نکو تھا وصیت کا مری اتنا خیال
پھینکدی میت اوٹھا کر کوچۂ دلدار مین

جی مین آتا ہی کہ بے سمجھے لگا لون مین گلے
ایسی دلکش آب ہی قاتل تری تلوار مین

شوق ہی اوسکو دل عاشق ہو قبضہ مین کرون
زلف کی صورت سے بل پڑنے لگے تلوار مین

خوش نصیبی اوس زمین کی حشر تک یارب رہی
جو ہوئی ہی صرف میرے یار کی رفتار مین

سیکڑون بیسے سینخ نکلے یہ کہونگا مین ضرور
آج مینے فرق دیکھا خوبی رفتار مین

عشق سے اور حسن سے رونق زمانہ بھر کی تھی
بک گئی یوسف تو خاک اوڑنے لگی بازار مین

تیر تو جلاد نے کھینچا مگر غش آگیا
خون جب تازہ نظر آیا لب سوفار مین

دو گھڑی کے واسطے تم آنکر بیٹھو اگر
مدتون خوشبو رہی گی بستر بیمار مین

اسکو کہتے ہین اثر مینے لیا نام بہار
جب ہی کچھ سبزی نظر آتی ہی سوکھے خار مین

دل یہ کہتا ہی رہائی حشر تک ممکن نہین
ایسے کچھ پھندے پڑی ہین گیسوئے خمدار مین

قتل کرتا تھا مجھے جلاد مفتون ہو گیا
اپنی ہی صورت نظر آئی اوسی تلوار مین

سامنے غیرونکے لڑتا ہی ذرا اتنا سمجھ
راز کھلتا ہی اری ناداں یونہین تکرار مین

یاد رکھنا غیر کے کہنے مین تم آئے اگر
ایکدن یہ بیچ لین گی مصر کی بازار مین

قصۂ الفت کا دوہرانا نہین اچھا شفیق
دردیل ہاوٹھا تو پھر رونا پڑیگا چار مین

دشمن بھی غمگسار بنے ہین زمانے مین
بجلی تڑپ رہی ہی مرے آشیانے مین

بلبل نہ ایک طور سے گذری زمانے مین
تو آج ہی قفس مین تو کل آشیانے مین

بلبل یہ کہہ رہی ہی بھر دن کیون لٹانے مین
مجھسے چہل پہل ہی مرے آشیانے مین

شہرت ہے لطف خندۂ گل کی زمانے مین | بلبل نے دی ہے برق گرا آشیانے مین
ایسا خزان کا دور ہوا ہے زمانے مین | بلبل کا ایک پر بھی نہین آشیانے مین
نادار میری طرح ہے بلبل زمانے مین | جز خار و خس کچھ اور نہین آشیانے مین
دل کہہ رہا ہے خوشۂ انگور دیکھکر | مے مثل خم بھری ہے ہر اک دانے دانے مین
جوڑا ہے تیر اگر تو کمان ایکدم نہ کھینچ | دل تھام لون کہ فرق نہ آئے نشانے مین
اک لفظ کن سے دونو جہان خلق کر دیے | کیا دخل ہو سکیگا ترے کارخانے مین
سننے کو لوگ آنے لگے ہر مذاق کے | دنیا کی ساری باتین ہین میرے فسانے مین
سجدہ کیا ہے گبر و مسلمان نے بارہا | کیا طلسم ہے یہ ترے آستانے مین
دم توڑین کیون نہ رشک سے دیوانے آپکے | جب تار زلف ٹوٹ کے رہ جائے شانے مین
ہے تازہ بات بعد مرے خوش ہے ساری خلق | مرنکی آج عید ہوئی ہے زمانے مین
سب رشک مہر حسن چھپایا کرین مگر | پھیلی ہوئی ہے روشنی انکی زمانے مین
اے دوستو وہان نہ سنانا او بھولین ضرور | جس جا وفا کا ذکر ہے میرے فسانے مین
عیار تیری بات کو ہم کیا سمجھ سکین | پوشیدہ سو فریب ہین اک اک بہانے مین
اپنے سرونکو پھوڑ کے دیوانے مر گئے | دھبے لہو کے باقی رہے قید خانے مین
یہ قیس مجھسے خواب مین کہتا ہے آنکر | پابند ہو کے بیٹھ رہا قید خانے مین

کوئی رئیس بھی نہ رہا قدردان شفیق
خالق نے ہمکو خلق کیا کس زمانے مین

کبھی جاتی ہے جان عاشق دلگیر چٹکی مین | یہ ہے اعجاز یا ظالم نے رکھا تیر چٹکی مین
کلی گل کی جو کھلائی ہوئی ظالم نے مل ڈالی | ہمارے دلکی پوری بن گئی تصویر چٹکی مین
لکھا جو کچھ ہے تو نے وہ پڑھا جاتا نہین مجھسے | قلم کیسا تھا اوسدم کاتب تقدیر چٹکی مین
چھیڑا نا زخم سوزان سے ہی بہانہ مسیحا کو | چھپا کر لایا ہے چھلا سا آتشگیر چٹکی مین

دکھاؤن تجھکو گر تیرے ستارے جھلملا ئینگے
کہ ہین افشان کے ذرے دوپٹے کی چنٹ چنٹ پر چٹکی مین

تڑپتا صید افگن لے کے اوسے چھوڑا ہے صحرا مین
اوٹھا کر لایا ہے ظالم پر تیر چٹکی مین

نہ کچھ منہ سے کہا اوٹھون تو اوٹھنے بھی نہین دیتا
مرا دامن دبائی ہے وہ خوش تدبیر چٹکی مین

گذاری وصل کی شب پڑھ کے افسون واہ ری قسمت
جو تھا کاغذ کا پرزہ اک دم تحریر چٹکی مین

گرفتار سلاسل کو لئے جاتا ہے وہ ظالم
نزاکت کے سبب تھمتی نہین زنجیر چٹکی مین

نکالا ہے تری سینہ سے پیکان صاف بھی کر لے
ہمارے خون کی ہو جائیگی توقیر چٹکی مین

ہمارے ذبح ہونیکے نئے سامان ہوتے ہین
وہ اک ناخن دبائے ہے دم تکبیر چٹکی مین

شفیق اچھا مین سمجھا خط کسی گلرو کو لکھتے ہو
جو اک خامہ گلابی ہے دم تحریر چٹکی مین

مسیحا یہ سمجھکر پہلے ہی ہشیار بیٹھے ہین
کہ کچھ جھوٹ سے بھی بیمار دشمن ہمارے بیٹھے ہین

سنی ہے آمد ساقی تو کیا سرشار بیٹھے ہین
کلیجے بزم مین تھامے ہوئے میخوار بیٹھے ہین

حمیت کہتی ہے پاس اپنے تصویر خیالی رکھ
اوٹھ اس محفل سے یان سب طالب دیدار بیٹھے ہین

زمانہ ہو گیا دیدہ پلک جھپکا نہین سکتے
عجب صورت سے تیری طالب دیدار بیٹھے ہین

ہمارے قتل کو ہے جنبش ابرو فقط کافی
غضب ہے آپ کیون کھینچے ہوئے تلوار بیٹھے ہین

قدم اوٹھتے نہین کوچے مین اوسکی دل ہلتا ہے
کسی سے سن لیا ہے آج وہ بیزار بیٹھے ہین

منائے کون اونکو کیا کرون طرفہ تردد ہے
یہان ہے نزع کا ہنگام وہ بیزار بیٹھے ہین

مسیحا کو جو دیکھا ایسی طاقت آگئی سب مین
سنبھل کر جان دینے کے لئے بیمار بیٹھے ہین

ہماری لاش کے ہمراہ مجمع ہے حسینون کا
تماشہ دیکھنے والے سر دیوار بیٹھے ہین

تری رحمت ہے یارب میکدے کے گوشہ گوشہ مین
وہان بوچھار جاتی ہے جہان میخوار بیٹھے ہین

چلو صحبت مین اونکی کچھ اشارے سے کہا اونسے
سنا ہے آج شغل مے سے وہ سرشار بیٹھے ہین

تری رحمت کو یارب بارہا ہمنے بھی دیکھا ہے
وہین پر ابر برسا ہے جہان میخوار بیٹھے ہین

نہ مین ہون اور نہ میرا دل کریگی جور وہ کسپر
وہ میری قبر پر آئے بھی تو بیکار بیٹھے ہین

پرکھتے ہین حسین سو دیکھو دزدیدہ نگاہونسے
دلونکے بیچنے والے سر بازار بیٹھے ہین

ہمین اب بزم مین بھی دیکھنا اونکا ہوا مشکل
عدو آگے سوا اونکی صورت دیوار بیٹھے ہین

جو میری غیبتین کرتے تھے اونسے روز آ آکر
اب اونکی بزم مین وہ ہی ذلیل و خوار بیٹھے ہین

کہان اُنکا سامنا اب جان بچنا سخت مشکل ہے
وہ میرے نام پر کھینچے ہوئے تلوار بیٹھے ہین

تری محفل کا اے ساقی یہ ہمکو قاعدہ بھایا
کہین بیہوش بیٹھے ہین کہین ہشیار بیٹھے ہین

لگائے تیر اوٹے سیدھے ظالم کیا قیامت ہے
ہمارے دل پہ اب سوفار پر سوفار بیٹھے ہین

لحد پر فاتحہ پڑھتے نہین گو سب نے سمجھایا
شفیق آئے ہین لیکن درپئے آزار بیٹھے ہین

گئے دریا پہ اپنا عکس ڈالا تمنے پانی مین
ادائین ہر طرح کی زیب ہین تمکو جوانی مین

پڑا جب تیر کیسا جوش تھا خون کی روانی مین
یہ وہ سمجھے کہ جسنے زخم کھایا ہو جوانی مین

اگر زاہد دیکھین اونکی بھی آنکھین کھب جائے
غضب کا رنگ ہے ساقی شراب ارغوانی مین

یہ اچھی بات ہے عالم مین دونو کی ہوئی شہرت
تمھاری بدزبانی مین ہماری بیزبانی مین

عجب ناواقف الفت ہین ایسی راہ چلتے ہین
پڑی افتاد کچھ ایسی کہ موت آئی جوانی مین

یہ کیسا جام تھا پیتے ہی جسکے مین ہوا غافل
دیا ساقی مجھے تونے ملا کر زہر پانی مین

کہی گور غریبان پر تزلزلمین ہوئین قبرین
قیامت کا اثر آیا مرے غم کی کہانی مین

ترا جانباز صادق یہ سمجھکر جان دیتا ہے
رہا جیتا تو فرق آئیگا عمر جاودانی مین

عجب انداز سے میرے گلے پر رک کی چلتا ہے
تری رفتار کا ہے طور خنجر کی روانی مین

نہ اپنی کہہ سکا نہ دوسرے کی سن سکا عاشق
نہین معلوم کیا آفت تھی مرگ ناگہانی مین

گئے جسجا حسینان جہانکے ساتھ پیتے تھے
مزہ تھا بادہ خواری کا ہماری نوجوانی مین

خدا ہی جانتا ہے جو مری دلپر گذرتی ہے
کہا سینے نہ کچھ منہ سے سزائے امتحانی مین

تصور مین ترے ابرو کے دلپر زخم کاری ہے | کہان یہ کاٹ ہے جلاد تیغ اصفہانی مین
شب غم اپنی آہ نارسا سے خوف ہے مجھکو | کہین یہ بھی نہ ملجائے بلائے آسمانی مین

شفیق احباب سے اپنے تعجب سے یہ کہتا ہے
کچھ ایسا حادثہ گذرا کہ مردہ ہین جوانی مین

جو خاص طور گردش چشم بتان کے ہین | انداز وہ جفا مین کہان آسمان کے ہین
یہ بلبلو نہ ظلم و ستم باغبان کے ہین | انبار ہین پرونکے تو ڈھیر استخوان کے ہین
ہم اپنا حال لکھنے کو دفتر کہان سے لائین | کچھ ہین ورق زمین کے کچھ آسمان کے ہین
دنیا و آخرت کی ہین واعظ کو سب خیال | تھوڑی یہان کے ذکر ہین تھوڑی وہان کے ہین
آئے لحد مین اب کوئی کھٹکا نہین رہا | دروازے خوب بند ہمارے مکان کے ہین
ہو مشق ضبط آہ ابھی سے تو خوب ہے | اب دن بہت قریب مری امتحان کے ہین
جسنے سنا وہ تھام کے دلکو تڑپ گیا | ٹکڑے اثر بھرے وہ مری داستان کے ہین
لاشے پہ میرے آکے وہ کہتے ہین ناز سے | یہ تو بتاؤ آج ارادے کہان کے ہین
اسمین شگون بد ہے نہ ای باغبان جلا | تنکے گرے ہوے جو مری آشیان کے ہین
اعضا تمام حشر مین دینگے مجھے جواب | کہنے کو سب عزیز مری جسم و جان کے ہین
چارہ گرو یہ دلپہ عنایت ہے غیر کی | ناسور سب پڑے ہوئے تیغ زبان کے ہین
جنکو قبور سمجھے ہوئے ہین جہانکے لوگ | یہ سب زمین پہ نقش قدم رفتگان کے ہین
چارہ گرون نے جاکے مسیحا کو دی خبر | حالات سب خراب ترے ناتوان کے ہین
اک نام غیر جسکے لفافہ پہ ہے رقم | اوس خط مین جملے چند مرے رازدان کے ہین

اردو کو لکھنؤ مین کیا صاف اے شفیق
شہرے جہان بھر مین تمھاری زبان کے ہین

جسکو دیکھا آج ہے کل وہ ازاری نہین | عشق سے بدتر کوئی دنیا مین بیماری نہین

جب ہمنے جان دی اوسکو سرا تمنے کہا
ناصح مشفق ہماری یہ تو غمخواری نہین

دلفر دشمنون نے تنگ آکے لکھا ہے اونکو خط
ایک مدت ہوگئی دلکی خریداری نہین

لیکے انگڑائی ابھی اوٹھے ہین فرش خواب سے
بات وہ سن لین کسی کی یہ بھی بیداری نہین

رک کے وہ ملتے ہین عاشق سے ادائین کیسی ہین
اور بھی معشوق ہین اوسمین یہ خودداری نہین

واہ ای قاتل لگایا ہاتھ چھپا جان کر
زخم دل ایسا ہی جس سے خون تک جاری نہین

سو چکے اہل قفس یہ سب کے سب یا یون ہین
چھوٹ جائین جس سے ہم ایسی گرفتاری نہین

دلکو چھوتی نہین مرے نادان نہ اتنا خوف کھا
یہ لہو کی بوند ہے آتش کی چنگاری نہین

چارہ گر یہ کہکے میرے پاس سے سب اوٹھ گئے
جس سے صحت ہو کبھی ایسی یہ بیماری نہین

ہاتھ مین مہندی لگا کر آئے سوم مین مری
اس زمانہ مین کہین دیکھی عزاداری نہین

مرگیا مین لاش پر میری وہ یہ کہنے لگے
کیا زمانہ ہے کہ عاشق مین وفاداری نہین

سر کٹے یا دل ہو زخمی مین لگاؤنگا گلے
تیغ قاتل تجھسے میری جان کچھ پیاری نہین

جا کے عاشق کو ذرا غسل و کفن دیجئے
راستے مین لاش ہے اور کوئی تیاری نہین

چارہ گر کہتے ہین یہ ناسور کیونکر ہو گیا
دیکھنے مین تو جگر کا زخم کچھ کاری نہین

ہاتھ سے اپنے گلے کو کاٹنا ہے کیا محال
قصد مرنے کا کیا پھر کوئی دشواری نہین

مر گیا قید سلاسل مین گرفتار بلا
حشر مین بھی ہو رہا ایسی گرفتاری نہین

بیچنے والون نے خنجر اپنے پہلو پر رکھے
سنکے وہ کہنے لگے دلکی خریداری نہین

دفن مین ہونے لگا وہ سنکے یہ کہنے لگے
منہ چھپا کے جانا یہ رسم وفاداری نہین

حشر مین تربت پہ میری آکے چپکے سے کہا
آج سے آرام کر ہنگام بیداری نہین

اس سے مہلت ہو تو ہم کچھ کام دنیا کا کرین
فلک کے ہاتھون ہمین دم بھر کی بیکاری نہین

جب اپنا ہو بھروسہ کیا گلا اوس سے شفیق
دوست نے دھوکا دیا یہ کوئی ہشیاری نہین

زمانہ میں ہمیں نا قدردان سر یاد کرتے ہیں
نہ کوئی سنتا نہیں گو لاکھ ہم فریاد کرتے ہیں

برا جب وقت آتا ہی خدا کو یاد کرتے ہیں
جو بڑھتے ہیں ستم تیرے ظلم ہم فریاد کرتے ہیں

کبھی اہل قفس جب آتش گل یاد کرتے ہیں
پر وبالمیں آگ لگ جاتی ہی یوں فریاد کرتے ہیں

ہزاروں ورد ہیں پڑھتے ہم ناشاد کرتے ہیں
چمک جب دلمیں ہوتی ہی تو پھر فریاد کرتے ہیں

مجھے ہاں اٹھایا قبر کو اللہ ری بہر جسمی
تمھیں سوجھی کسی پر اسطرح بیداد کرتے ہیں

مری میت اوٹھا کر وہ عجب انداز سے بولے
ہم ایسے ہیں کہ ایسے وقت میں امداد کرتے ہیں

ہمارے قتل کا جب وقت آیا ہو گیا ظاہر
سنا کرتے تھے بیدادی بہت جلاد کرتے ہیں

تمنا ہی یہ صیاد ونکو پھر جھپٹ کر یہ آوینگے
قفس میں جو تڑپتا ہی اوسے آزاد کرتے ہیں

قدم در سے نہ نکلا اور لاکھوں ہو گئی گھایل
ستم کی مشق گھر میں بیٹھکر جلاد کرتے ہیں

تصدق جان کرنی ہی ہمیں اس سحر بیتابی
کوئی دیکھ آئے جا کے کیا ستم ایجاد کرتے ہیں

تمھارے مرنیوالے جان ہی دیدیا کرتے ہیں
نئی دنیا تمھارے نام کی آباد کرتے ہیں

بہار آتے ہی سودائی یہ سب سینہ کہتے ہیں
اب اس کوچے سے اوٹھکر دشت کو آباد کرتے ہیں

تڑپنے سے ترے اچھا پھر اوس کوچہ میں جلتے ہیں
ترا ہم آخری کہنا دل ناشاد کرتے ہیں

زیادہ حسن ہو لوئی محبت صاف آتی ہی
کسی پر ظلم جب کرتے ہیں ہمکو یاد کرتے ہیں

اسیران قفس کہتے ہیں کیا صیاد ظالم ہیں
کہ جو ہیں ذبح کی قابل اونھیں آزاد کرتے ہیں

یہ کوشش ہی کہ تصویر خیالی اوکی کھنچ جائے
تصور اپنے دلمیں مانی و بہزاد کرتے ہیں

اثر یہ ہی کہ سننے والے سب دل تھام لیتے ہیں
ترے وحشی کا جبدم تذکرہ جلاد کرتے ہیں

سنا ہی روز آرایش ہوا کرتی ہی جب چھپکر
قیامت ہی ادائیں اور وہ ایجاد کرتے ہیں

لیا کرتے ہیں قتل از وقت جان عاشق شیدا
قضا سے کام کیا ہوگا جواب جلاد کرتے ہیں

گئے ہیں سیتو نیز لائی ہیں نزدیک سر تیشہ
علاج عشق شیریں حضرت فرہاد کرتے ہیں

گئے ہیں دل جگر دونوں ہمیں ہی بیخودی ایسی
کسیکو بھول جاتے ہیں کسیکو یاد کرتے ہیں

کہا اہلِ قفس نے چھوٹنا اور قید یکسان ہی
پر اونکے نوچنے کا قصد اب صیاد کرتے ہین

تمھین نے کر دیا خوگر ہمین اسکی شکایت کیا
جو تم فریاد سنتے ہو تو ہم فریاد کرتے ہین

عجب وحشی تمھارا ہی کہ اونکی پاس ہی ہر دم
سنا کرتا ہی جو کچھ مشورے فصاد کرتے ہین

دیا یہ حکم اسکی قبر بھی پامال کر ڈالو
نشان اوسکا نہین رکھتے جسے برباد کرتے ہین

ہے فخر قوم ہین حامد علیخان صاحب عزت
شفیق اونمین ترقی ہو جو کام ایجاد کرتے ہین

صحت ہوئی مریض کو پھر چارہ گر کہان
وہ واقعات رہتے ہین پیش نظر کہان

جو رات بڑھتی جاتی ہی دل مجھسے کہتا ہی
جو ہو شب فراق پھر اوسکی سحر کہان

الفت مین گھر سے مین رخ و گیسو کی بلا ہون
اب دیکھیے کہ ہوتی ہی شام و سحر کہان

کیا ظلم مجھپہ کرتا ہی غصہ کو اپنے روک
صیاد اب مین جاؤنگا بے بال و پر کہان

میرا عدم کا قصد ہی اور کوئے یار کا
لیجائیگا مجھے مرا درد جگر کہان

رستے مین موت آگئی سب راز کھل گیا
نامہ ہمارا لیکے گیا نامہ بر کہان

الفت کی راہ مین ہی نہین خوف جانکا
او جانے والے جاتا ہی اب تو ادھر کہان

غربت مین موت آئی مسافر کو ہی غضب
سب لے وس یہی پوچھتے ہین کہ ہی تیرا گھر کہان

کیا تفرقہ ہی عشق کے ہاتھون سے ای شفیق
دل کس جگہہ ہی اور ہمارا جگر کہان

ہے عجب طور کی وحشت ترے دیوانے مین
دل بہلتا ہی نہ بستی مین نہ ویرانے مین

آئے تربت پہ مری فاتحہ پڑھکر بولے
مرنے والے تجھے کیا مل گیا مر جانے مین

میری میت کو لئے پھرتے ہین وحشی ہر سو
کہتے ہین قبر بنے گی کہین ویرانے مین

نہ تو میکش نہ صراحی نہ پلانے والا
اک مرے مرنے سے خاک اوڑتی ہی میخانے مین

کوچۂ یار مین ایدل نہ مجھے لیجانا
جانکا خوف ہی کمبخت اودھر جانے مین

اب دل ہی جانتے ہیں مرا قصہ غم
کوئی گوشہ نہ بادشت کا ہے باقی
ساقیا ہین تری قربان مجھے بھی دینا
ساقیا تیرے دن تیری کرامت دیکھی
نامہ بر بھی مرا مرکے کہاں پھوچا ہے

لذت عشق بھری ہی مرے افسانے مین
سیر تو خوب ہوئی قیس کے ویرانے مین
سارے جنت کی سند ہی تری پیمانے مین
آئے ہین کبھی عزت تری سمجھانے مین
کھل گیا راز مرا اپنے مین بیگانے مین

دشمنو تمسے تو رہی خوب ہی ہشیار
دھوکے ہر روز اوٹھا یا کئے یار الے مین

یہ حال ہی مسیح ترے انتظار مین
دست جنون ذرا سی تو جنہ کا کام ہے
جسدم اوٹھائی آنکھ تو دل کر دیا فگار
دیوانہ سر کو سنگ کی کہتا ہے بار بار
ہو مجھسے بد سلوک کہ ظالم سلوک کر
بہزاد کھینچتی ہے تو تصویر کھینچ لے
کہتے ہین چارہ ساز کہ جینا محال ہے
سچ ہے کہ مجھسے راز محبت نہ چھپ سکا
پڑھنے کو آئے ہین دل سوز انکا فاتحہ

اب درد ہو رہا ہے دل بیقرار مین
تار نفس ملا ہی گریباں کے تار مین
ہی زور جیر کا نگہ شرمسار مین
گلنار تازہ پھول ہین اپنی بہار مین
مین بھی ہون دل بھی سب ہین ترے اختیار مین
اوٹھے ہین سو کے آنکھ بھری ہی خمار مین
ناسور پڑ گئے ہین دل داغدار مین
ہوتی ہی عشق ذکر ترا ہر دیار مین
مدت کی بعد آگ لگی پھر مزار مین

وہ بھی شفیق لیگئے دلکے خیال سے
جو بوند تھی لہو کی مرے جسم زار مین

آثار برے روز جزا دیکھ رہے ہین
معلوم ہوا موت کی دن آئے ہماری
مطلب نہ شکایت سے نہ شکوہ سے غرض ہے

وہ میری طرف پیش جدا دیکھ رہے ہین
ہم آپ کو بیکار خفا دیکھ رہے ہین
ہم اپنی ہی قسمت کا لکھا دیکھ رہے ہین

کہدینا بگولونسے نہ اب خاک اوڑائین
ہم یار کے نقش کف پا دیکھ رہے ہین
عشاق کی اب خیر نہین دلکو سنبھالین
وہ آئینہ مین ناز و ادا دیکھ رہے ہین
وہ آکے جنازے پہ مرے کہتے ہین ہنسکر
ہم آپکو پابند وفا دیکھ رہے ہین
منعم پہ عنایت ہو تری مالک و مختار
رحمت کو تری ہمسے گدا دیکھ رہے ہین
آنکھون نے جسے دیکھا وہ نقشہ اوتر آیا
ہم آئنہ دلکی جلا دیکھ رہے ہین
گذرا وہ زمانہ جو تھے احباب وفادار
اب دوستو نکو اہل دغا دیکھ رہے ہین

بچنا ہی شفیق آج تمھارا نہین ممکن
ہم درد جگر مین بھی سوا دیکھ رہے ہین

زاہد کے یونہین رہتا ہی ایمان بغل مین
سجدونکا نشان ماتھے پہ قرآن بغل مین
اے شیخ کسی بات کو ہمسے نہین کہنا
رندونکے رہا کرتا ہے ایمان بغل مین
زینت کا تمھین لطف مریجان جب آئے
بیٹھا ہو کوئی صاحب ارمان بغل مین
یون دلکو سنبھالے ہوئے اوس در سے ہم اوٹھے
سب اپنا چھپائے ہوئے سامان بغل مین
دل ہی نہین پہلو مین کہ امید ہو جس سے
بیٹھے گا کوئی کیا کسی ویران بغل مین
اغیار سے پہلو کبھی خالی نہین اونکا
ہر وقت اوٹھا کرتے ہین طوفان بغل مین
سب دلکا تمھین حال سنائین گے ہم اپنا
بیٹھو تو کبھی آکے مریجان بغل مین
تعلیم یہ رندونکو دیا کرتا ہے ساقی
بوتل تو رہی ہاتھ مین ایمان بغل مین
دل کہتا ہی اوسوقت ہمین لطف ملیگا
بیٹھے تو کوئی آنکے نادان بغل مین
رمضان مین کیا ہوتی ہی اسلام کی عزت
مسلم ہین دبائے ہوے قرآن بغل مین

نے دل ہی نہ معشوق شفیق آج یہ کیا ہی
عشرت کا نہین کوئی بھی سامان بغل مین

شب کو تو مرتبہ تصویر صنم دیکھتے ہین
کیا بتائین تمھین کس بات کو ہم دیکھتے ہین

لاغر ایسا مری باور نہ حسینوں کو ہوا
پوچھتا کیا ہے مسیحا کہ احبّا اوسکے
سچ تو یہ بات ہے ہوتا ہی بہت شرمندہ
میرے قاتل کا زمانے مین ہوا ایسا شہرہ
حضرت شیخ تعجب کی نظر کرتے ہین
شوق مرنیکا جنھین ہے وہ ترے دیوانی
زندگی بھر مجھے غیرونکا کیا شرمندہ
آئینکو تو نے کہا ہمکو یقین ہوتا ہے
حضرت شیخ کا کامل ہوا اسدرجہ خیال
پہلی ہی رات ہے فرقت کی بھلا روتے کیا
شام بھی ہو گئی بس ختم کرو آرائش

لیگئے میت مری ایک ایک قدم دیکھتے ہین
ترے بیمار کا اکھڑا ہوا دم دیکھتے ہین
غیر کی سمت کو ہم تم جو بہم دیکھتے ہین
آکے جلّاد بہت مشق ستم دیکھتے ہین
جب گنہگار پہ خالق کا کرم دیکھتے ہین
ماہ نو مین تری تلوار کا خم دیکھتے ہین
بعد مرنیکے مرا جاہ و حشم دیکھتے ہین
آج کی رات بھی ہم تیری قسم دیکھتے ہین
اپنے گھر بیٹھ کے وہ سیر ارم دیکھتے ہین
آزمانیکو تمھین دیدہ نم دیکھتے ہین
سنتے ہین رات کو آئنہ بھی کم دیکھتے ہین

سننکے وہ کہتے ہین فرقت مین جدا ہی شفیق
ہم تو ہر روز اسے کشتۂ غم دیکھتے ہین

کبھی فکر معیشت ہین کبھی گیسوئے پرفن مین
کوئی دنیا مین مجھکو قتل کر سکتا نہین قاتل
ترا انکا نام سنتے ہی یہ کہکر مر گئی بلبل
تیرا دیوانہ وقت دفن چپکے چپکے کہتا ہے
مری جلاد سے کہنا کہ ہے یادگار اوسکی
وہ آئے ہین خبر کچھ بھی نہین فرقت کی ماریکو
ترے دیوانے یہ آپسمین باتین کرتے جاتے ہین
کیا دریافت ظاہر ہو گیا سب راز پوشیدہ

ہماری زندگی کٹ جائیگی الجھن ہی الجھن مین
تری تلوار کے خط پڑ چکے ہین میری گردن مین
خدا محفوظ رکھے اب اوڑتی خاک گلشن مین
یہ کیون مٹّی کے ڈھیلے رکھدیے تختونکے روزن مین
اوسے رہنے دی بخیہ گر بھری جو خون سوزن مین
بڑا بیہوش ہے مصروف ہے فریاد و شیون مین
کرینگے عشق زلفونکا رہینگے قید آہن مین
زلیخا کی امید وصل تھی یوسف کے دامن مین

اثر فرقت کا بعد مرگ بھی آشکار ہا باقی
یقین ہی آتش غم سے لگے گی آگ مدفن مین

تجلی دیکھ لین جیتے رہین یا جاسے گذرین
وہ جائین طور پر ہم جا رہی ہین وحشت ایمن مین

ہماری خواب مین آیا ہی دل ہنس ہنس کے کہتا ہے
نہ گھبرانا ہمین آرام ہی گیسوئے پرفن مین

یہ جو آنکھون نی دیکھا ہی امانت ہی ادہین اوسکی
یہ رخنے بسقدر ہین اوسقدر ہین بار چلمن مین

مرے احباب سب آہستہ مجھکو غسل دیتے ہین
جو گذری ہیرہن سے وہ چھپی ہی خاک بے تن مین

اونھین رغبت ہی مجھسے غیر میری پاس آتی ہین
سبب سے اٹھی ہوتی ہی وہ صفائی وسعت دشمن مین

وہ سر کو رکھتی بازو پر یڑی غفلت سی سوتی ہین
مجھے یہ خوف ہی گیسو ادلجھ جائین جو شن مین

ہوئی مدت کہ شغل میکشی سے کر چکے توبہ
شفیق اب کیا ہمین اوٹھی گھٹا کہ نہ ساغر

چارہ گر مشکل جسے سمجھی ہین وہ مشکل کہان
کچھ کمی ہو درد مین ایسا ہمارا دل کہان

نامہ بر کہنا کہ سینے مین جگہ تھوڑی سی ہی
اب تڑپکر جائیگا میرا دل بسمل کہان

خون کے تو ارون نی بڑھکر کیا جلا دے
سر کسیکا کاٹ کر جاتا ہی تو قاتل کہان

ناز سے کہتا ہی ظالم چارہ گر سمجھے رہین
زندہ رہ سکتا ہی میری ہاتھ کا گھایل کہان

وائے ناکامی کہ ہمکو بحر غم مین موت آئی
ہم کہان پر رہ گئے اور دامن ساحل کہان

پاؤن کہتے ہین جو پھر دشت مین تکلیف تھی
حضرت دل وہ اوٹھائی آپنے مشکل کہان

شوق مرنیکا ہی جنکو تو چھپی لیتی ہین وہ
آجکل اہل عدم کی گرم ہی محفل کہان

موت کیا پردہ نشینونکی خلل انداز ہے
تفرقہ ایسا پڑا لیلے کہان محمل کہان

فیض صحبت ہی شفیق زار احباب کا
شعر کہنے کے سمجھنے کے ہو تم قابل کہان

انصاف تیرا دیکھا گلچین اس انجمن مین
کچھ پھول جائین باہر کچھ پھول ہون چمن مین

جاتے ہوئے عدم کو آئی خزان وطن مین
بلبل کی موت آئی اجڑی ہوے چمن مین

تلوار اوسکی مجھکو جانباز جان دیدین
تا فرق آنہ جاے ظالم کے بانکپن مین

ہے یادگار دیکھی رہنے دے اسکو ظالم
جو خون بھر گیا ہے سوفار کے دہن مین

راحت کا اور غم کا افسانہ ہو رہا ہے
کچھ اوسکی انجمن مین کچھ میری انجمن مین

آتا ہے جو عدم سے مین اوس سے پوچھتا ہون
اتنا پتا دو مجھکو ہے خیریت وطن مین

ہون مہروش کا عاشق ہے قبر مین تجلی
ہے صبح کی سفیدی گویا مری کفن مین

کاٹا گلے کو میرے تسمہ ہے ایک باقی
رکنا نہ تیغ قاتل فرق آگیا چلن مین

قاتل نے امتحان مین زخمی کیا ہے کتنا
یہ راز کھل نہ جائے پوشیدہ ہون کفن مین

جو کچھ ہے مجھکو کہنا شاید نہ کہہ سکے تو
رکھدون زبان اپنی قاصد ترے دہن مین

اللہ رے سوز فرقت اسکا کہان ٹھکانا
کرتے ہین آہ جتنی لگتی ہے آگ بن مین

عزت شفیق تیری احباب کر رہے ہین
باقی ہے قدر اتنی ہان شاعری کے فن مین

تذکرے ہوتے ہین یہ روز جفاکارون مین
جان اب نام کو باقی ہے دل افگارون مین

خود ہی آتے ہی نہین اور یہ دیجاتے ہین حکم
ملک الموت نہ آئے مری بیمارون مین

سب چلے جاتے ہین یہ کہتے ہوئے سوے ارم
تیری رحمت سے یہ قوت ہے گنہگارون مین

کاٹ تیغ نگہ یار کا سب سے ہے جدا
ایک تلوار ہے یہ سیکڑون تلوارون مین

بزم ساقی مین ہم اسطرح بسر کرتے ہین
مست مستون مین ہین ہشیار ہین ہشیارون مین

حضرت شیخ سے کہدے کوئی ہشیار رہین
تذکرے رات کو کچھ ہوتے ہین میخوارون مین

آج وہ رشک قمر بام پر آیا ہے ضرور
روشنی کم نظر آتی ہے مجھے تارون مین

بوے گل ساتھ صبا کے نہ نکلنے پائے
ایسی صورت ہو کوئی باغ کی دیوارون مین

پہونچین گردونپہ شہادت کی گواہی کیلئے
حشر کے روز بھی ہل چل ہے گنہگارون مین

سر مرا کاٹ کے دیکھا کیا قاتل بھی شفیق
سیر ایسی ہے مرے خون کے فوارون مین

آج جور و ظلم مجھپر مہربان کوئی نہین
زندگی بیکار ہی جب امتحان کوئی نہین

قتل گہہ مین مجھکو حسرت مہربان کوئی نہین
غیر جب آئے کہ باقی امتحان کوئی نہین

نبض میری دیکھ کے وہ حکم یہ دیتے گئے
اسکا دل بہلاؤ ایسا ناتوان کوئی نہین

راہ الفت مین لٹا کرتے ہین اکثر قافلے
ہی غضب اب تک معین کاروان کوئی نہین

وقت زینت آئنہ سے سنکے وہ کہنے لگے
جیسا تو ہی ایسا میرا رازدان کوئی نہین

سب طبا پوچھتے ہین میری بیماری کا حال
یہ مرض ایسا ہی جسکا رازدان کوئی نہین

کردیا صحرا نشین اے عشق تیرا ہو بھلا
اوس جگہہ پر موت آئی ہی جہان کوئی نہین

بات کرتے کرتے کیا معلوم تم کیا کہہ گئے
ہوگیا ظاہر کہ تمسا بدزبان کوئی نہین

سنکے وہ کہنے لگے عشاق بھی کیا چیز ہین
دل جگر گھائل ہین سینہ پر نشان کوئی نہین

اسکی حرکت سی تہ زلزلین دو عالم آگئے
اب جو دل تڑپا زمین و آسمان کوئی نہین

اوسپہ ہم شاکر ہین قسمت سی نہین کرتی گلا
اب شکایت تجھسے جور آسمان کوئی نہین

اتنی مدت قید مین گذری کہ سب بھولے ہین
مہربان کا ذکر کیا نامہربان کوئی نہین

زندگی بھر جو کسی نے کہدیا سنتے رہے
دل یہ کہتا ہی کہ ہمسا بیزبان کوئی نہین

ناصحا کیا پوچھتا ہی کیا بتاؤن نہین سمجھے
راز ہی ایسا ہی جسکا رازدان کوئی نہین

اقربا احباب وقت جانکنی سب اوٹھ گئے
اب خوشی سی آئین وہ اسوقت یان کوئی نہین

اوسکی خاموشی سے چارہ گر کو ظاہر ہو گیا
اب سوا مرنیکے عرض ناتوان کوئی نہین

سنتے سنتے ایک مدت ہوگئی سیکو شفیق
کیا کہین فریادرس پیر و جوان کوئی نہین

جو اہل دل ہین اونسے قصہ جا تا تا کہتے ہین
جگر تھامے ہین سب ہم عشق کا افسانہ کہتے ہین

یہان تم شوق سی پند و نصیحت کیلئے آنا
مگر واعظ سمجھ لینا اسے میخانہ کہتے ہین

یقین ہوتا نہین الفت کا ہرگز سارے عالم کو
ہوا جو عشق مین کامل وسی دیوانہ کہتے ہین

فلک کے جور سے اون لوگون نے صحرا نوردی کی
مصیبت یہ ہی احباب سی تکلیف ہوتی ہی
شکایت ہی فقط دلکی نہین ہی آپکا شکوہ
گل و بلبل سنا کرتے ہین اکثر کیسی حیرت سی
جہان پر بیٹھے تنہائی مین یہ اکثر اثر دیکھا
اوٹھائے میرے دلنے سو ستم پر اف نہ کی ہیہی

جو واقف بھی نہ تھے آشنا کسے ویرانہ کہتے ہین
کہا گر حال دل اونسے تو وہ افسانہ کہتے ہین
بلا کر آپ خود سن لین جو ہم افسانہ کہتے ہین
چمن مین جا کے جب ہم عشق کا افسانہ کہتے ہین
زمین ہلتی ہی جب ہم عشق کا افسانہ کہتے ہین
زمانے مین اسیکو ہمت مردانہ کہتے ہین

شفیق اب تو مزے مین خوب ہوتی ہی بسر اپنی
سنا کرتے ہین وہ ہم عشق کا افسانہ کہتے ہین

لگے خاک کیا اوسکا دل انجمن مین
خزان نے کیا آکے پامال ایسا
مجھے مر کے سب راز کہنا پڑیگا
جو دنیا مین آکر عدم کو سدھاری
کہا گل نے کسکا خیال اسکو آیا
الٰہی کہان جائین گا اور وحشی
جلا دل زبان سی کہا مینے آتش
مرے پاؤن جکڑی ہین ایسے کہ توبہ
ہزارون ہی سر تیغ قاتل نے کاٹے
عدم جائینگے سب ڈرانی ہین گلیان
وہ کہتے ہین خلوت مین مجھسے بتاؤ
پر سے بعد مرنیکے ناسور دل کے
شفیق آپ پھر لکھنؤ سے نہ جاتے

جو ہر وقت رہتا ہو رنج و محن مین
نہ گل ہین چمن مین نہ بلبل چمن مین
زبان رک رہی ہی ابھی سی دہن مین
وہی ہی جسے اچھے ہین چال اور چلن مین
کچھ افسردہ بیٹھی ہی بلبل چمن مین
مری آہ سے آگ لگتی ہے بن مین
اثر سے لگی آگ سارے بدن مین
جو چھوڑی تو مر جینگے چھالی رسن مین
مگر فرق آیا نہ کچھ بانکپن مین
سہم کر چھپایا ہی منہ کو کفن مین
لیا نام تمنے مرا انجمن مین
لہو کے نشان جا بجا ہین کفن مین
فراغت کی صورت جو ہوتی وطن مین

ردیف واو

بات وہ دل سے کہی جسمین کوئی راز نہو
پھر بھی ڈر ہے کہ کوئی گوش بر آواز نہو

آپ تشریف جو لائین تو عیان راز نہو
کوئی ہمراہ نہو یا اون کی آواز نہو

چارہ گر کہتے ہین تم حال تو کہتے ہی نہین
اوسکا انجام ہو کیا جسکا کچھ آغاز نہو

سنتا ہون یار کو دعوای مسیحائی ہے
غیر ممکن ہے کہ وہ صاحب اعجاز نہو

تو نے آنکو کہا وقت نہین مبتلا یا
موت تجھمین بھی کہین یار کا انداز نہو

ہوگیا قتل کوئی اور کسی کوچہ مین
سمجھے کچھ تو سہی آپکا جانباز نہو

مجھکو خاموش جو دیکھا تو وہ کہکر اوٹھے
کیا وہ محفل ہے جہان سوز ہو ساز نہو

آپکو دیر ہوئی آنے مین دل گھبرایا
دھیان آیا کہ طبیعت کہین ناساز نہو

ورنہ دل تو بھی اوٹھا وہ بھی اوٹھے پہلو سے
سمجھا دنیا مین کوئی تفرقہ پرداز نہو

قید سے چھوٹ کی مجبور رہین بیٹھ رہے
کیا کرین وہ کہ جنھین طاقت پرواز نہو

سب حسینان جہان کہتے ہین تجھکو اچھا
حق بجانب ہے ہر اک بات پہ کیون ناز نہو

کہہ گیا آپکا دیوانہ جو چلتے چلتے
سوچ لیجے کہین اوس باتمین کچھ راز نہو

بعد مدت کے قفس سے ہے نکلنا بیکار
موت اوسکی ہے جسے یاد بھی پرواز نہو

بزم محفل مین جو دیکھا تو وہ گھبرائے شفیق
سمجھے ظاہر کہین لوگون پہ کوئی راز نہو

امتحان کر لو ہمارا آزما کر دیکھ لو
ہاتھ مین اپنے ذرا خنجر اوٹھا کر دیکھ لو

عمر بھر کا راز سب ہستی یہ کہدے گا ابھی
میرے دلکو اپنے سینے سے لگا کر دیکھ لو

پورا جلادی کا فن تجھکو سکھائینگے ابھی
قتل ہم ہوجائین گے آنکھین ملا کر دیکھ لو

سب شہیدان وفا مین حشر آئیگا ابھی
اپنے ہاتھومین ذرا مہندی لگا کر دیکھ لو

وہ تھا تا عمر لاغر میری لاغری اوس سے سوا
قیس کی تصویر کو مجھسے ملا کر دیکھ لو

سامنے عیسیٰ ہوں لیکن یہ مجھکو خوف ہو
حشر ہو جائیگا تم مردہ جلا کر دیکھ لو

پھر تو تم گھبراؤگے اپنا کلیجہ تھام کر
اپنی محفل سے ذرا مجھکو اوٹھا کر دیکھ لو

نامہ بر خط دیکے کہنا اوسکی حالت ہی بری
گر نہ باور ہو تو کہنا آپ آکر دیکھ لو

غش نہ آجائے تمھین اے چارہ گر سنبھلے رہو
زخم دل میرا ذرا اچھا ہا ہنسا کر دیکھ لو

شوق جلادیکا اونکو ہے تو کہتا ہے شفیق
مین ابھی مرجاؤنگا تم مسکرا کر دیکھ لو

رفتہ رفتہ عرش پر پہونچی ہے شان لکھنؤ
ملتی جلتی ہے فرشتوں سے زبان لکھنؤ

یہ دعائیں کر رہی ہین ساکنان لکھنؤ
حشر تک یارب رہے نام و نشان لکھنؤ

اگلے شاعر لکھ چکے ہین اسکی بربادی کا حال
ہمسے بھی سن لیجئے تھوڑا سا بیان لکھنؤ

اپنے دلکو تھام لین سب جلتے اہل درد ہین
مین بیان کرنیکو ہوان کچھ داستان لکھنؤ

مصحفی و آتش و ناسخ کی کیا تعریف ہو
یہ تھے اپنے وقت مین معجز بیان لکھنؤ

گو مین جاہل ہوان مگر یہ بھی خدا کا فضل ہے
پوری پوری یاد ہے مجھکو زبان لکھنؤ

سننے والونکے نہ قابو مین رہین قلب و جگر
مین کہون جسدن اثر سے داستان لکھنؤ

بعد مرنیکے بھی ہونگے اس زمین مین دفن ہم
گر زمین لا لکھون دکھائی آسمان لکھنؤ

عاشق و معشوق کی صورت لپٹ جاتے ہین ہم
جب سفر مین مل گئے کچھ دوستان لکھنؤ

آپ اپنے حال پر روتا ہے ایسے درد سے
سننے والے سن نہین سکتے فغان لکھنؤ

شہر کی اب دوسری صورت نظر آنے لگی
کیا ترقی کر رہے ہین ساکنان لکھنؤ

اسقدر پیسا فلک نے اپنے ظلم و جور سے
جس سے سرمہ ہو گئے سب استخوان لکھنؤ

طبقۂ یونان کا نقشہ نظر آیا شفیق
چپ رہو بس اب نہ کہنا داستان لکھنؤ

حد سے فرقت مین گذر جاتی ہے مشکل راتکو
دن سے بھی زائد تڑپتا ہے مرا دل راتکو

دیکھے دھوکا لیگا دل نا واقفان عشق سے
منہ چھپاکر رات پھر نکلا ہے سائل رات کو

جان لیتا ہے مری مجھکو دکھانیکے لئے
کیسی آرایش کیا کرتا ہے قاتل رات کو

دوستو غسل و کفن مین ہو گیا دن بھی تمام
تا لحد جانا پڑا و ہمین منزل رات کو

دل جگر زخمی ہین دونون خوف سے جلاد کے
بات کر سکتا نہین گھایل سے گھایل رات کو

عاشق گیسو پہ کہکر اوسکا رخ دیکھا کیا
دنکو ہم دم لین کہین چلنا ہے منزل رات کو

چارہ گر کیا پوچھتا ہے میری بیماری کا حال
دن تو کٹ جاتا ہے پڑ جاتی ہے مشکل رات کو

دوستو قاتل سے کہنا آنا اب بیکار ہے
دن کو یون تڑپا ہوا جیسا ہو بسمل رات کو

گر مجوشی یار جو کرتا تھا مجھسے بزم مین
رشک سے کیا کیا جلی ہے شمع محفل رات کو

کہتی تھی لیلے کبھی مجنون کو نیند آتی نہین
دنکو جو تھکتا ہے وہ سوتا ہے غافل رات کو

صبح پہنا طوق آرایش ہوئے دست شام کو
دنکو ماہ تو ہے اور ماہ کامل رات کو

ہے یقین دریای غم سے بیڑا پار ہو
خواب مین آیا مرے دامان ساحل رات کو

اوسنے کہنا جو اوٹھاتا تھا تمہاری ظلم سب
حادثہ ایسا ہوا گذرا وہ حامل رات کو

سونے والے سو گئے مجھسے حقیقت پوچھئے
آسمان جو آفتین کرتا ہے نازل رات کو

سب دکھا باقی نشان ہے اس سے ظاہر سو گیا
ملنے آیا تھا کوئی بسمل سے بسمل رات کو

جب اثر پڑتا ہے تنہائیکا مجھ پر اے شفیق
یاد آتا ہے مجھے اکثر مرا اول رات کو

کیا اقرار آنیکا ہوئی ہے دیر دلبر کو
اوسی کے ذکر سے بہلا رہا ہون قلب مضطر کو

بہت کچھ فاصلہ ہے مینے خط بھیجا ہے دلبر کو
الٰہی توڑ جاتا زور بازوئے کبوتر کو

چھلکتا جام ساقی نے دیا ہے بزم مین مجھکو
مین ساغر کو سنبھالون یا سنبھالون قلب مضطر کو

تڑپ ہے اوسکی دلچسپی ہے مجھکو ہجر جانا نہین
لگائے رہتا ہون سینے سے اپنے قلب مضطر کو

یہان ہے جلوہ جانان وہان کچھ اور نقشہ ہے
ہمارا دل مبارک ہمکو آئینہ سکندر کو

ہوئی مدت کہ شغل مے کشی سے توبہ ہی کر لی
کنکھیوں سے تو اب بھی دیکھ ہی لیتا ہوں ساغر کو

تم اوٹھے جب مرے پہلو سے غش آنے لگا مجھکو
بتاؤں کیا تمھیں کیونکر سنبھالا قلب مضطر کو

تڑپنے سے سوا اسکے غش ماری ہوئی مجھپر
خیال یار نے آکر سنبھالا قلب مضطر کو

مجھے اے دوستو مردہ دلی نے مارا ہے
کہ پھر رونا ہو گئی ہیں رو رہا ہوں قلب مضطر کو

شرابخوار دیوانہ ہے کیا ساقی بتا مجھکو
لبوں تک ہاتھ جب پہونچا اولٹ لیتا ہوں ساغر کو

یہ اچھی بات ہے میرا اثر بتا بھی نہ ظاہر ہو
جو مر جاؤں اولٹ دینا شکن آلودہ بستر کو

شفیق اسطرح مرنا اونکا ندھا میرے نصیبوں میں
مرے پر بھی دیکھیں ترے بگڑی مقدر کو

بس اتنے یاد ہیں طوفان ہماری دیدۂ تر کو
جو دیکھے اتفاقاً شرم آجائے سمندر کو

کہیں کس سے شب فرقت جو کیسی غیر حالت تھی
تسلی ہمنے دیدی کر سنبھالا قلب مضطر کو

کیا غصہ میں اوسنے قتل مجھکو کچھ نہ وہ سمجھا
وفا یاد آئی تو سینہ سے لپٹا یا مری سر کو

ابھی قاتل مرا کمسن ہی میں ناواقف الفت
لگائے تیر وہ میں روکتا ہوں قلب مضطر کو

بہت کچھ اوسکی ہمنے خاک اوڑائی مجھکو الفت ہے
قیامت تک خدا آباد رکھنا کوئی دلبر کو

نظر جب اتفاقاً اچھی صورت آ گئی مجھکو
مرا دل دیر تک دیکھا کیا زلف معنبر کو

لگا یا ہاتھ اک ایسا کہ تسمہ تک نہیں باقی
دعائیں دے رہا ہوں زور بازوئے ستمگر کو

خدا وہ وقت لائے قتل گہہ میں میں پہنچ جاؤں
کہونگا حال میں اپنا گلے لپٹا کے خنجر کو

لئے جاتا تھا میرا خط اوسے اغیار نے دیکھا
جلا یا میرا نامہ ذبح کر ڈالا کبوتر کو

میں اوسکے در پہ بیٹھا تھا پڑی اوسکی نظر فوراً
مجھے اوٹھوا دیا دربان نے پھینکا میرے بستر کو

مری فرقت کی راتیں وصل کی راتوں سے بہتر ہیں
میں اپنے دل سے لپٹائے رہا تصویر دلبر کو

ابھی فصاد کمسن ہے جو دیکھا اوسنے دیوانہ
ذرا سو مرتبہ سوچا کھولا اوسنے نشتر کو

نکالا جا رہا ہے کوئی قیدی قید خانہ سے
نگاہ یاس سے دیکھا کیا دیوار کو در کو

عبث تحسین کو شششین کیا آب حیوان اوسکو ملجا
یہ کوئی بات ہے جو خضر ملجائین سکندر کو

جوانی عشق مین ہمنے ستائی سب یہ کہتے ہین
نہ دکھلائے خدا آنکھونسے مرجھائے گل تر کو

شفیق ابتک شب فرقت کی راتین یاد آتی ہین
چمک جب زر کی اوسنے جگا دینا بھری گھر کو

ذرا تم دل جگر کا حال دم بھر دیکھتے جاؤ
اولجھتا ہی یہان مضطر سے مضطر دیکھتے جاؤ

ٹہرنا مرنے والو وہ ابھی گھر سے نکلتے ہین
عدم جاتے ہو تو دنیا مین محشر دیکھتے جاؤ

ہوئی لغزش مجھے ساقی ذرا یہ سنکر کہا مجھسے
نگر جائے کہین ہاتھونسے ساغر دیکھتے جاؤ

جھجکتے ہو مری تم قتل پر کیون مین بتاتا ہون
نظر رکھو گلے پر اپنا خنجر دیکھتے جاؤ

کرو تم ابھی آرایش ہٹا کر سامنے اپنے
بتاتا جاؤ ہمین تم اپنے جوہر دیکھتے جاؤ

چلے جاتے ہو میری پاس سے سوتے گئی میری
ذرا اٹھو نقاب رخ اولٹ کر دیکھتے جاؤ

نظر نیچی کرو اے جانیوالو ہوش مین آؤ
دریانان یہ ہے اب بیر البستر دیکھتے جاؤ

یہ کہنا غیر سے اب اونکا کہنا میری ست ہے
مرے سر پر بھی مرا بگڑا مقدر دیکھتے جاؤ

ہر اک رہرو سے دیوانہ زبان حال سے بولا
ذرا گور غریبان کا بھی منظر دیکھتے جاؤ

وہ ہم زینت چھڑک کر سر پہ افشان مجھسے کہتے ہین
اندھیری راتین چمکین گے اختر دیکھتے جاؤ

ابھی نادان ہو تم شوق فصادی ابھی یون بہلا
رگ سودا کو دیکھو اپنا نشتر دیکھتے جاؤ

مبارک مرنے والون ہو تمھین اسطور کا مرنا
گلے کٹواؤ سب سو ستمگر دیکھتے جاؤ

مبارک ہو تمھین اے جانیوالون کوی جانا ہمین
چلو لیکن ہمارا کاسۂ سر دیکھتے جاؤ

کیا ہے قتل مقتلین ہزارون کو ہمین چھوڑے
پکارو نام لیکر سوئے محضر دیکھتے جاؤ

خدا را انداز کو کیا مشق ہی بخیہ گر سمجھو
پڑے ہین زخم سینے پر برابر دیکھتے جاؤ

مسیحا سے ہمارا دوستو سب حال کہہ دینا
جگر بھتا ہو ہمارا قلب مضطر دیکھتے جاؤ

مری احباب سب یہ راستے مین اونسے کہتے ہین
ادھر آئے ہو تم اوسکو بھی دم بھر دیکھتے جاؤ

شفیق اچھا تو ہے مرکر عدم آباد کو جانا
ذرا پھیر اک نظر سے کوئے دلبر دیکھتے جاؤ

ہم ڈھٹائی سے نہ کچھ میرے جگر سے پوچھو
زخم کس جا ہے لگا تیر نظر سے پوچھو

اسکے باعث سے تجلی رہی ہر محفل میں
رات کسطرح کٹی شمع سحر سے پوچھو

سر جنبیدہ ہوا اندام بھی سب کا رہوا
ضعف پیری کا ذرا میری کمر سے پوچھو

یہ تو گھایل ہوا اب وہ بھی تڑپتا ہے سنا
دلکا احوال ذرا میرے جگر سے پوچھو

اوسکے کوچے میں رہی مرکے پڑا نام کرا
ٹھوکریں کھائیں بہت کاسۂ سر سے پوچھو

دل جگر ہوگئے بیکار رہی جان حزین
اب جو منظور ہو وہ بانی شر سے پوچھو

عشق کا حال مری سارے زمانے پہ کھلا
کیسا رسوا ہوا ہر فرد بشر سے پوچھو

مجمع عام میں یوں دیکھنا بیکار ہے ہیں
کام کس کس کا کیا اپنی نظر سے پوچھو

پہلی منزل میں فقط آبلے تلووں میں پڑے
اور تکلیف جو ہے راہ سفر سے پوچھو

اوسکے اب طالب دیدار کو ہوتی ہے غشی
بام پر آئیگا کب رشک قمر سے پوچھو

سنکے بیتاب ہوئے کس لئے گھر سے نکلے
کہنا اوسنے مرے نالوں کے اثر سے پوچھو

دشمنوں جاکے ذرا دیکھو تو صورت اونکی
حال کیا ہے مرے منکی خبر سے پوچھو

راہ میں تھک گیا چلنے کی مگر ہمت ہے
میں بھی واں پہونچونگا دوری سفر سے پوچھو

رات دن دیکھتے تھے یہ بھی سفر میں مجھکو
جیسے تکلیف ہوئی شمس و قمر سے پوچھو

بیٹھا تیر مرے سینے پہ مارا ہے شفیق
خیر جانے دو نہ جلاد کے ڈر سے پوچھو

مل کے زرداروں سے خود آپ پشیمان کیوں ہو
ہو جو عسرت تو کسی بات کا ارمان کیوں ہو

تمکو وحشت تو نہیں بے سر و سامان کیوں ہو
پھر گلوں میری طرح چاک گریبان کیوں ہو

سنکے جلاد نے یہ کہکے نکالا فوراً
تیرے سینے میں جو ہے تیر کا پیکان کیوں ہو

میری بالین سے اوٹھی موت یہ کہکر شبِ ہجر
سچ تو ہے عالم عسرت بھی برا ہوتا ہے

موت نے دن ہی کو یہ کہکے کیا کام تمام
سر اوٹھاؤ ذرا کچھ بات کرو آنکھ ملاؤ

دوستون اوسنے یہ کہہ سنا کہ عاجز نہ کرو
قتل سے میرے خوشی چاہتے تمکو صاحب

کہکے صیاد سے بلبل نے چمن کو چھوڑا
پھر تو دیکھے کے وحشت مین نکیون پھرتا ہون میں

خوف تھا جس سے وہ دیوانہ نہین ہے تمہین
مجھسے تم پوچھا کرو روز کہ مین کیسا ہون

غیر کا قتل نہین اچھا ہے ظالم تھم جا
ساکن ملک عدم شعبدہ یہ ناقص ہے

تمنے دامان ہی تھکین آکے مری لاش اوٹھائی
تم سلامت رہو بس مر گیا مرنے والا

دوستون لاش مری چھوڑدو بالای زمین
کمسنی چیز ہے کیا دیکھئے وقت زینت

کہکے اوس شوخ نے یہ دست جنون باندھ لئے

وہ نہین آئے تو مشکل تری آسان کیون ہو
نہ کسی دوست نے پوچھا کہ پریشان کیون ہو

رات بھی تجھکو مریض شب ہجران کیون ہو
وصل کی صبح کو خاموش مریجان کیون ہو

دل مرا لے لیا اب جانکے خواہان کیون ہو
سر مرا کاٹ کے انگشت بدندان کیون ہو

اک مرے واسطے برباد گلستان کیون ہو
چکے پرزے نہ ہون وہ میرا گریبان کیون ہو

مر گیا رات کو بنداب در زندان کیون ہو
آئنہ دیکھکے تم آپ ہی حیران کیون ہو

مین ہی مرتا ہون تو پھر دوسرا بیجان کیون ہو
خواب مین آؤ کھلی آنکھ تو پنہان کیون ہو

شرم آتی ہے کسی غیر کا احسان کیون ہو
تھام لو دلکو مری لاش پہ گریان کیون ہو

وہ نہین آئے مرے دفن کا سامان کیون ہو
اپنی زلفون سے وہ کہتے ہین پریشان کیون ہو

پرزی پرزی مرے وحشی کا گریبان کیون ہو

سنکے قاتل نے کہا مرنے کی حسرت ہے شفیق
اتنی سی بات مین تم اتنے پریشان کیون ہو

حسین تجھسا ہے جب تو حسن کا قصہ بیان کیون ہو
کوئی کہدے تو تیر نازہ اوسکا رائگان کیون ہو

مرے یوسف کی ہوتے پھر کسی کی داستان کیون ہو
مین ہون جب قتلگہہ مین پھر کسیکا امتحان کیون ہو

وہ کہتے ہین اسی سے آئنہ بھی دیکھنا چھوڑا — جو سب کا رازدان ہے وہ ہمارا رازدان کیون ہو

نہ اوٹھا ہاتھ تیرا یہ شکایت ہے مجھے ظالم — ہوس مرنے کی ہے مجھکو یہ سر بار گران کیون ہو

کہا مینے کہ کچھ بولو تو اونکا ناز کہتا ہے — اشارے سے جو نکلے کام ممنون زبان کیون ہو

لحد پامال کرنے آئے ہین ہنس ہنس کی کہتے ہین — کرین برباد جسکو اسکا پھر نام و نشان کیون ہو

تعجب ہے مجھکو تمکو خالق نے بنایا ہے — مین اتنا بد زبان کیون ہون تم اتنے بدزبان کیون ہو

نہین معلوم مجھسے وصل کی شب کون کہتا ہے — سحر فرقت کی آئی ہے تم اتنے شادمان کیون ہو

وہ گھر مین آئے ہین میری شکایت ہجر کی کیسی — مناسب ہے خوشی کا ذکر غم کی داستان کیون ہو

جو دل قابو مین اونکے ہو تو پہلو چیر کر دیکھو — غرض یہ ہے کسیکا دوست میرا رازدان کیون ہو

بھرون نالہ تو آنکھو سے روان ہون خون کی آنسو — نہین بانگ جرس آخر روانہ کاروان کیون ہو

ہے اونکا قول ہم جائین یا عشاق مرجائین — کسی کی بھی لحد میرے قریب آستان کیون ہو

وہ کہدینگے مین جب حال شب فرقت سناؤنگا — ہماری روبرو گذرا ہوا قصہ بیان کیون ہو

یقین ہے مجھکو تم رفتار سے مردے جلاتے ہو — یہ حیرت ہے مسیحا ہو کے زیر آسمان کیون ہو

خزا مین چاہئے صحرا نوردی قول بلبل ہے — نہون جب گل ہی گلشن مین تو اپنا آشیان کیون ہو

وہ کہتے ہین یہ معنی ضبط کے ہین دم نکل جائے — مگر درد دل بیتاب یا تو سے عیان کیون ہو

نہ اوٹھے لاش کوچے سے بھی مرکر حکم دیدیجے — سمجھئے تو سہی برسون کی محنت رائگان کیون ہو

نہ پوچھو سوز عشق کی کیسی ترقی ہو — دل بیتاب جل جائے مگر ظاہر دھوان کیون ہو

یہ کہکر نقش پائے یار آنکھو سے لگاتا ہون — کہ اوسکے دو قدم چلنے کی زحمت رائگان کیون ہو

یہ حالت ہے تری سبکو تعجب ہے شفیق ایسا
ترے احباب کہتے ہین تم اتنے خوش بیان کیون ہو

نظر لڑتے ہی اوس کافر سے کھو یا دین و ایمان کو — بچانی جان مشکل ہو گئی گبر و مسلمان کو

تبسم کی نظر سے چھینا میرے دین و ایمان کو — خدا محفوظ رکھے ایسے کافر سے مسلمان کو

نگاہ غور سے دیکھا جو ہمنے روئے جانان کو
نظر بھر کر نہ پھر اوس دن سے دیکھا ماہ تابان کو

کہا یہ بلبلون نے قفس مین مدت ہوئی اتنی
کہان تھا آشیان بھولی ہین ہم اپنے گلستانکو

ہوا ہی قتل پہ مقتول کا ارمان بھی نکلا
گلے اپنے لگایا خوب ہی شمشیر براّن کو

قیامت تک سنینگی عاشق و معشوق دنیا کی
[illegible] ہو گئی کیا حضرت یوسف کی دامان کو

جو الجھا خار مین دیکھا تو آنکھون سے لگاتا ہی
تبرک قیس سمجھا ہی مرے تار گریبان کو

ابھی ہی ابتدا وحشت کی یہ شوق اسیری ہی
ترا دیوانہ جاکر چومتا ہی قفل زندان کو

ترے دیوانے ایسی مرتبہ دان شکل لیلی ہین
جھکے اپنے سر و شیر دیتے ہین گرد بیابان کو

اثر یہ نام کا ہی آگ لگ جاتی ہی عالم مین
کہیں ہون ہمنے سینے مین چھپایا آہ سوزان کو

ترے دیوانے کو جامہ دریکا شوق ایسا ہی
لگاتا ہی گریبان بخیہ گر سیتا ہے دامان کو

ترے دیوانہ کا صبر و تحمل پر رہا قبضہ
خود اپنی جان دیدی یون چھپایا راز پنہانکو

عیادت کو لئے آیا تو منہ کو پھیر کر بیٹھا
ارے نادان تسلی دیتے ہین دم بھر بھی مہمان کو

ملے جو راہ مین ایسا ہی منہ پھیر لیتے تھے
نہ کوئی دیکھ سکتا تھا رسے حال پریشان کو

رہی سب پھر حسینون ہی کی لٹی مرے دل سے
نہ نکلا کوئی بھی شاباش ہی ایک ایک ارمان کو

قدر انداز کیا مشتاق ہی رکھے خدا اوسکو
پڑا تیر نظر جب آنکھ چھیدا رگ جان کو

مری سینہ پہ مارا تیر جسمیرے کئے ٹکڑے
نگاہ غور سے رگ رگ مین دیکھا اپنے پیکانکو

کھنچا جب اوسکا نقشا دیکھ سکتا کون عالم مین
رکھا آنکھون کے پردے مین سدا تصویر جانانکو

قدم رنجہ وہ فرمائین مرا ایسا مقدر ہے
شفیق آنکھون سے سجاتا ہم شب وصلت کی سامانکو

جگر سے آتش غم یون عیان ہو
نفس کے ساتھ ہی پیدا دھوان ہو

تزلزل مین زمین و آسمان ہو
جو کچھ بھی گردش چشم بتان ہو

سنے گر باغبان دلچسپ قصہ
مرا احوال بلبل کی زبان ہو

کہا یہ غیر نے ہے بدشگونی
کہ اونکا نام اور آہ و فغان ہو

زبان سے نام یوسف میرے نکلا
کہین مجھسے نہ ظالم بدگمان ہو

جو راہ عشق مین ہی مرنیوالا
پھر اوسکے دلمین اندیشہ کہان ہو

جلا کر دو جہان کو خاک کردی
کبھی دل اسطرح گرم فغان ہو

مجھے یون کوسنے اور گالیان دین
غضب کہ تم بھی صاحب بدزبان ہو

خدا حافظ ہے اوسکی زندگی کا
کہ جسکا مہربان نامہربان ہو

کہا یہ دلنے لازم ہے خموشی
جو کوئی بھی کسیکا رازدان ہو

رہین مقتل مین قاتل وہ ادائین
کوئی بیجان ہو کوئی نیمجان ہو

کچھ ایسی ہو ترقی جوش گریہ
کہ ہر دم آنکھ سے دریا روان ہو

مناسب ہی تجھے اے ضبط الفت
نہ کچھ آثار چہرے سے عیان ہو

کبھی اف بھی نہ نکلے منہ سے قاتل
اگر ہر روز میرا امتحان ہو

مزا پھر میکشی کا مجھکو اوٹھے
صراحی کا دہن میری زبان ہو

ارے صیاد ہوگا حشر اوس دن
کہ تیرا ہاتھ میرا آشیان ہو

دعا بلبل یہ کرتی ہے الٰہی
کہ شاخ گل پہ میرا آشیان ہو

کہا بلبل نے اوسکا کیا ٹھکانا
چمن مین جسکا دشمن باغبان ہو

شفیق احباب جاتے ہین عدم کو
چلو تم بھی شریک کاروان ہو

جگر چھیدو ہمارا اپنا نقشا دیکھتے جاؤ
ذرا دل تھام کر ہاتھونکا رعشا دیکھتے جاؤ

عیادت کو اگر آئے ہو کیون منہ پھیر کر بیٹھو
نہ دیکھو دل ہمارا تیر اپنا دیکھتے جاؤ

ہماری خواب مین آئی ہو تم دم بھر ٹھہر جاؤ
ہماری کچھ شب فرقت کا نقشا دیکھتے جاؤ

ذرا انصاف سے کہہ دو نہ کیونکر مرمٹین عاشق
تم اپنا آپ ہی نقش کف پا دیکھتے جاؤ

مجھے چارہ گرو تکلیف ہی کچھ سانس لینے مین — سرک جائیگی نہ زخم دل سی پھاہا دیکھتے جاؤ

لگایا دلپہ تمنے اور جگر کو توڑ کر نکلا — خدنگ ناز کا تم اپنے پیلا دیکھتے جاؤ

عبث کہتے ہو مرتا کون ہی کہنے کی باتین ہین — جو تم دم لو ابھی میرا جنازا دیکھتے جاؤ

ابھی بخیہ گرو سوز محبت دلمین باقی ہی — نہ جل جائے کوئی زخمونکا ٹانکا دیکھتے جاؤ

رقیبو اوٹھتی ہی میت مری ٹھہرو چلی جانا — کسے کے دوش پر میرا جنازا دیکھتے جاؤ

ہمارا قتل ہی منظور یا غیرون کی دلداری — تم اپنی آپ آنکھونکا تماشا دیکھتے جاؤ

مسیحا دوستو رستی مین مل جائی تو کہدینا — شفیق زار مرتا ہی خدارا دیکھتے جاؤ

ردیف ہائے مختفی

مجھی مسکش نی پہلے کھینچی ہی تصویر میخانہ — مرے باعث سی دنیا مین ہوئی تعمیر میخانہ

مزیکی صحبتین تھین کیا جوانی یاد آتی ہی — پیا کرتے تھی ہم بنتے تھے وہ بھی پیر میخانہ

زبان پر نام آتی ہی حبابی آگئی — خدا محفوظ رکھے ہے بُری تاثیر میخانہ

نظر ہٹتی نہین ساغر سی ساقی کی عنایت ہی — بنائی ہی ہمارے جام پر تصویر میخانہ

دعائین دیتا ہی پیر مغان یہ می پرستونکو — خدا رکھے انہین کی دم سے ہی توقیر میخانہ

شعاعین جام سی نکلین جگر میخوار کا چھیدا — پڑے ہین دیکھے ہر گوشہ مین آکر تیر میخانہ

بہت بیخود تھا مین ہنسکر گرائی برق ساقی نی — سنبھلتا کیا یکایک پڑ گئی شمشیر میخانہ

نہ بگڑو ساقی و میخوار کی یہ چھیڑ ہے واعظ — رہی باتو نہین تم اور کھنچ گئی تصویر میخانہ

یہ جب آتے ہین کچھ افشانگی ذری سر گردان ہین — جھکی ہی حسینون کے سب تقدیر میخانہ

ہوا ہی آئنہ رخسار کا اتنا اثر پیدا — قدم رکھا انھین نے بڑھ گئی توقیر میخانہ

خدا سے زاہد و میخوار کو حصے ملے اچھے — ادہی جنت ہمین پوری ملی جاگیر میخانہ

ہوا ہی ہر کڑی پر نام ساقی کا مرے کندہ — اب اس سی خوبصورت کیا ہی زنجیر میخانہ

شفیق ایسا ترا ساقی جو عالم ہو دو عالم کا
سنا کرتے ہین خاصان خدا تقریر میخانہ

گئے تھے عرش پر تم مصطفا پوشیدہ پوشیدہ
رہا ہر دی ہی مین نور خدا پوشیدہ پوشیدہ

بروز حشر ہم بھی سب گنہگارونکے مجمع سے
تمھین دیکھین گے ہم خیرالورا پوشیدہ پوشیدہ

ضرورت ہی مجھے ہر شئی کی ورنہ پاس عزت ہی
مجھے دینا نصیری کی خدا پوشیدہ پوشیدہ

مدینے ہم نہ جیتے جی اگر پہونچے تو آنا ہو
ہماری روح جائے کبریا پوشیدہ پوشیدہ

مدینہ کی زمین پر موت آئے ہر مسلمان کو
کرین سب سجدۂ خالق ادا پوشیدہ پوشیدہ

مجھے صحت کی خواہش ہی تجھی سی شافی مطلق
ہوا ہی ورد میرا لا دوا پوشیدہ پوشیدہ

تمنا ہے مدینہ مین لپٹ کر تیرے قدموں سے
مجھے کہنا ہے اپنا مدعا پوشیدہ پوشیدہ

کسی نے بھی نہ دیکھا تم گئے عرش معلا پر
ہوئی معراج کیا صلی علی پوشیدہ پوشیدہ

گنہگارونکو شرم آئی کفن مین منہ چھپائی ہین
کہین گے یا محمد مصطفا پوشیدہ پوشیدہ

شفیق ایسا ترا خادم ہی گر تشریف تو لائے
رکھے آنکھون مین تیرے نقش پا پوشیدہ پوشیدہ

لیا دلکو نگاہ سرمہ سا پوشیدہ پوشیدہ
جگر مین میرے آئے ہر ادا پوشیدہ پوشیدہ

کھلا یہ بعد مرنیکے وہی تو جان تھی میری
مرے سینے مین بھی دوہری ہوا پوشیدہ پوشیدہ

کسی نے بھی نہ دیکھا جو کرم مجھپر تمھارا تھا
مجھے مارا ہے کیا ناز و ادا پوشیدہ پوشیدہ

مرا دل دیکھکر جلاد بولا فخر سے میرا
یونہین تڑپیگا پابند وفا پوشیدہ پوشیدہ

کھلائے سیکڑون گل پر نہ بلبل آنکھ سی دیکھے
چمن مین جائیگی باد صبا پوشیدہ پوشیدہ

کچھ ایسا راز تھا غیرونسے بھی اوسنے چھپایا ہی
رہے گی میری عرض مدعا پوشیدہ پوشیدہ

ہمارے آپکے راز و نیاز عشق مخفی ہین
وفا پوشیدہ پوشیدہ جفا پوشیدہ پوشیدہ

مسیحا بھی نہ آیا حال کس سی مین کہون اپنا
رہیگا یونہین درد لا دوا پوشیدہ پوشیدہ

شفیق ایسی ہی دزدیدہ نگاہیں کام کرتی ہیں
مرا دل لیگیا اک دلربا پوشیدہ پوشیدہ

داغ سوزاں اسطرح روشن ہی میرے دلکی ساتھ
جسطرح شب کو ستارے ہوں مہ کامل کی ساتھ

قتل گہ میں غیر کیوں بسمل ہوں مجھ بسمل کی ساتھ
یا الٰہی اور قاتل ہو مرے قاتل کے ساتھ

وہ جو اوٹھا بزم سے ہر سو اندھیرا چھا گیا
شمع بھی رخصت ہوئی اوس زینت محفل کی ساتھ

بحر غم کا جوش جبتک ہی جہاں میں ہم بھی ہیں
ہی جہاز عمر بھی اپنا اسی ساحل کی ساتھ

اوسکے عہد حسن میں عالم ہی مشتاق اجل
جس کسیکو دیکھئے پھرتا ہی وہ قاتل کی ساتھ

عاشق و معشوق کا ہوتا ہی آخر ایک حال
آپکی زلفیں بھی جلنبش میں ہیں میرے دلکی ساتھ

یار صادق ہی وہی جو کام آئے یار کے
آج شب کو تا سحر تڑپا کیا میں دل کی ساتھ

ایسا پر ارماں ہوں میں نظریں رہیں سبکی طرف
روح بھی تن سے مرے نکلی تو کس مشکل کی ساتھ

قیس کہتا تھا ہوا لے اونکو دکھلا یا مجھے
میری نظریں اوٹھ رہی تھیں پردہ محمل کے ساتھ

تیرا کوچہ کیا چھٹا بس جان ہی تن سے گئی
کاروان عمر بھی چھوٹا اوسی منزل کے ساتھ

تھی کشش اتنی زمین و آسمان ملنے لگے
برق بھی آکر تڑپتی تھی ترے بسمل کے ساتھ

لیچلو تھوڑی سی مے تا لوگ دیکھیں ای شفیق
میکدے سے دختر رز نکلی تو اک سایل کی ساتھ

عیادت کیلئے آتا ہی یار آہستہ آہستہ
نکلتا تن سے میری جان زار آہستہ آہستہ

کبھی کی آہ فرقت میں کبھی غش آگیا مجھکو
یوہیں رخصت ہوئی صبر و قرار آہستہ آہستہ

حسیں جب باغ میں آئے اوسے تھا شوق نظارہ
دبے پا آئی گلشن میں بہار آہستہ آہستہ

مرے پہلو میں اونکی آج تصویر خیالی ہی
تڑپتا تو دل امیدوار آہستہ آہستہ

بہت مے پی گیا ہی وہ سنبھلتا ہر قدم پر ہی
چلا ہی میکدہ سے بادہ خوار آہستہ آہستہ

جھکا یا سر کو اپنے اور بن بنکر قدم رکھے
مری خلوت میں آیا شرم سار آہستہ آہستہ

انھین تلووں سے سارا بیابان مجھکو طی کرنا
انھین تکلیف دینا نوک خار آہستہ آہستہ

تہ جب تک آئین وہ یہ بھی نہ اپنی جانتے گذری
مجھے تڑپاتا ہی یون انتظار آہستہ آہستہ

کسی نے بھی نہ دیکھا انکا بڑھنا دلکو حیرت ہی
کمر تک آگئے ہین گیسوئی یار آہستہ آہستہ

مرے ماتم مین وہ نازک مزاج آیا مناسب ہے
مجھے روئین تو میری غمگسار آہستہ آہستہ

ادسے بھی رحم مجھپر آگیا مین ایسا لاغر ہون
زمین قبر دیتی ہی فشار آہستہ آہستہ

کبھی گیسو بگڑ جاتے ہین کبھی گیسو سنورتی ہین
مرا دل لے رہے ہین ہوشیار آہستہ آہستہ

کبھی فرقت مین رویا گاہ رویا اپنی حالت پر
بندھا ہی یون مرے اشکونکا تار آہستہ آہستہ

بجھا ہی لی کبھی آنسو بہے سیکش کی آنکھونسے
اسی حالت سے اوتریگا خمار آہستہ آہستہ

رکھا ہی آئنہ ہوتی ہی آرایش پہ آرایش
جو زیبا ہی وہ ہوتا ہی سنگھار آہستہ آہستہ

کبھی الفت حسینون کی کبھی فرقت حسینونکی
بڑھیگا یوہین دلکا انتشار آہستہ آہستہ

پسینہ موت کا منہ پر کلیجا ہاتھ سے تھامی
گیا مقتل مین کوئی جان نثار آہستہ آہستہ

ہوا نے خاک اوڑائی رہروون نے اوسکو ٹھکرایا
یوہین مٹ جائیگا میرا مزار آہستہ آہستہ

شفیق اوس پر فلک کی گردشین ہر روز آتی ہین
یوہین اوجڑا کیا میرا مزار آہستہ آہستہ

اوٹھا سوز دل سے دھوان رفتہ رفتہ
توانا ہوا ناتوان رفتہ رفتہ

کھلی مجھپر اونکی زبان رفتہ رفتہ
سنائین مجھے گالیان رفتہ رفتہ

رکھا تنکا بلبل نے لالاکے اک اک
بنا ہی لیا آشیان رفتہ رفتہ

مرے اپنے گھر مین گئے پھر لحد تک
گئے ہم وہانسے کہان رفتہ رفتہ

جو دلمین ہوا ہر رگ و پے مین پہونچا
بڑھا یوہین درد نہان رفتہ رفتہ

جزہے تمھین لکھنؤ دہلی والون
بگڑتی ہی اردو زبان رفتہ رفتہ

اسے موت آئی تو وہ جان بلب ہی
مرینگے یوہین نسیم جان رفتہ رفتہ

کبھی ہنس کے دیکھا کبھی بات کر لی ہوئے مجھپہ وہ مہربان رفتہ رفتہ

فلک تک مری خاک مدت مین پہونچی زمین سے ملا آسمان رفتہ رفتہ

ابھی آتش عشق پہونچی ہے دل تک جلائیگی سب استخوان رفتہ رفتہ

سب اہل قفس روز دل تھامتے ہین سناتا ہون مین داستان رفتہ رفتہ

بہت مینے فرقت مین دلکو سنبھالا ہوا ہون مین گرم فغان رفتہ رفتہ

کہا روز آنے کو آئین گے اک دن کرینگے مجھے شادمان رفتہ رفتہ

شباب آتے ہی مجھکو دم بھر مین مارا اسی سے ہوئے ہم جوان رفتہ رفتہ

نہ اُف مینے کی زخم پر زخم ڈالے مرا ہو گیا امتحان رفتہ رفتہ

رکھے قیس نے سنگ ریزے اوٹھا کر بنائیگا کوہ گران رفتہ رفتہ

مین جی بھر کے دیکھون کبھی قتل گہہ مین ستم مجھپہ کر مہربان رفتہ رفتہ

شفیق ایسا کمزور ہی شاعر نہین
بڑھا ہے ترا نام و نشان رفتہ رفتہ

کیا وحشیون کی ہی تدبیر رفتہ رفتہ پیرون تک اونکے آئی زنجیر رفتہ رفتہ

خط مینے اونکو بھیجے آخر وہ آپ آئے سیدھی ہوئی ہے میری تقدیر رفتہ رفتہ

دل سے خیال جانان لیٹا ہے مدتون مین یون وصل کی ہوئی ہے تدبیر رفتہ رفتہ

قاتل ہے میرا نازک اوٹھی ہے مدتون مین آئی ہے میرے سر تک شمشیر رفتہ رفتہ

فرقت مین گرتے پڑتے کانون تک اونکے پہونچین آہون مین اب ہوئی ہے تاثیر رفتہ رفتہ

دیوانے کو یقین ہے قید کہن سے چھوٹے خود آپ گھس رہی ہے زنجیر رفتہ رفتہ

دیوانونکے اشارے کیا خوب پر اثر ہین ہنسنے لگی ہے اونکی تصویر رفتہ رفتہ

جب جان مینے دی ہے کچھ وہ بھی ہین مخاطب الفت کی مینے پائی جاگیر رفتہ رفتہ

کیا وحشیون کی باتین سنتے ہین روز وہ بھی آئی ہے کچھ مزے پر تقریر رفتہ رفتہ

تیر نظر لگایا تجلی گرائی ہنس کر
الفت کی مل رہی ہی تعذیر رفتہ رفتہ

سو بار تونے دیکھا ترچھی نظر سے مجھکو
دلبر لگائے ظالم کیا تیر رفتہ رفتہ

دیکھا تھا خواب شبکو اوٹھا سحر کو روتا
اب ہجر مین ملی گی تعبیر رفتہ رفتہ

تم ہو شفیق ایسے ہی قدر دان زمانہ
ہو جائیگی تمھاری توقیر رفتہ رفتہ

ردیف یائے تحتانی

ادنے یہ شان ہی ترے حسن وجمال کی
ناخن کٹے تو بن گئی صورت ہلال کی

جتنے بھرے تھے زخم تڑپنے سے کھل گئے
امید چارہ گر کو نہین اندمال کی

بلبل کی آہ گرم سے پورا قفس جلا
کڑیان پگھل کے رہ گئین لوہے کے جال کی

شاباش اوس مریض کو فرقت مین عمر بھر
نے لیکے نام تیرا طبیعت بحال کی

فرقت کی نا امیدیان کہتی ہین مر بھی جا
روکے ہوئے ہین مجھکو امیدین وصال کی

مردہ دلی نے کر دیا رسوا جہان مین
چھپتی نہین چھپائے سے صورت ملال کی

وہ بے خطا ہی چشم سے شاعر نے دی مثال
کیون صید یہ ہی نکال لو آنکھین غزال کی

آخر کو بحر غم نے اوسے بھی ڈبو دیا
جو ناؤ چل رہی تھی ہماری خیال کی

لکنت زبان کو ہوتی ہی کہنا محال ہی
ہوتی ہی جب شریف کو حاجت سوال کی

وہ دیکھنے کو آئے ہین صحت قریب ہی
اے زخم دل امید ہی اب اندمال کی

دیوانہ اب جو ہوش مین ہی اونسے ہی کلام
سب داستان سناؤ مجھے میرے حال کی

رکھتا تھا پاؤن قلب وجگر پر اسیطرح
جسطرح تونے قمری پامال کی

جلسے کیا ہی تمنے مرے دلکو پائمال
شہرت ہوئی ہی ساری حسینون مین چال کی

کہتا ہی چارہ ساز نہ آئیگا وہ مسیح
اس گفتگو نے اور طبیعت نڈھال کی

پایا نہین رئیس کوئی قدر دان شفیق
احباب مین تو قدر ہے تیرے کمال کی

مرکے مین برباد ہوا ہون رہ گئی ہی غربت مری
ایسی ہوا نی خاک اوڑائی گئی بھی گئی تربت مری

دونو ہین یکتائی جہان صورت تری سیرت مری
آگے بڑھکے نام کرینگے حسن ترا الفت مری

ہمت دلنے مجھسے کہا تو عشق مین سب سے آگے جا
قیس کا مینے نام سنا جب بڑھنی لگی وحشت مری

اسکی شکایت رہتی ہی سو بار ذلیل و خوار کیا
دلکا جب کہنا مانا پھر آبھی گئی شامت مری

درد دل نے مجھسے کہا مین اوسکو بھی سمجھا ہون
تو ایک چمک مین مرنے لگا کیا دیکھیگا شدت مری

وہ آکے بیٹھے پہلو مین کیا درد دل اکبار اٹھا
ای ضبط ترا ممنون ہون مین تو نے رکھلی عزت مری

خاموش ہی سارا گھر کا گھر آنکھون سے آنسو بہتے نہین
جینے کی اب امید نہین کیا نازک ہی حالت مری

وہ آئی بیٹھے اوٹھ بھی گئی جو مجھکو تھا کہنا بھول گیا
مین اونکا آگے بات کرون کیا یہ بھی ہی قدرت مری

تھا ایک تماشہ مقتل مین ان دونو نے کیا کام کیا
ظالم کا جتنا ظلم بڑھا بڑھتی ہی گئی ہمت مری

نظارہ کو جب آنکھ اوٹھی عاشق کو تاب ضبط کہان
جب اونکو دیکھا غش آیا نکلی نکوئی حسرت مری

قابو مین مرا دل ہی نہین رونا ہی شفق اسکا مجھکو
معشوق جب اچھا دیکھے لیکن غیر ہوئی حالت مری

جان مین اپنی یون دونگا اک مدت تک ہنگام رہے
انسان کچھ ایسا کام کرے دنیا مین جسسے نام رہے

وہ رہین جلتی جنکے اوپر عاشق مرتے ہین موت مرے
زور یہ ہین دنیا مین تیرا مرگ نہ ہنگام رہے

چھوڑ حسینو کی الفت اب تو بھی ہمارا کہنا مان
دل ہم تیری باعث سی عالم بھر مین بدنام رہے

جسوقت جناب شیخ آئے میخانہ درہم برہم تھا
میخوارونکے آگے اسپر بھی کچھ ٹوٹی پھوٹی جام رہے

الفت مین مجھکو ظالم کی کوئی بھی نہ ایسا دن آیا
جو مجھکو بھی آرام رہی دلکو بھی میری آرام رہے

یہ جلنے سے تو اچھا ہی گر موت بھی آئی یون میری
ہر دم کلمہ اوسکا ہی پڑھون اوسکا ہی زبان پر نام رہے

زلفو مین پھنسا ہی دل میرا مین اوسکو یہ سمجھاتا ہون
الفت کا میری نظرو مین آغاز رہے انجام رہے

مین اول سی آخر تک تو ان قیس کا قصہ سنتا ہون
آرام اونھین کو ملتا ہی خاموش جو زیر دام رہے

دن گذرا ہی امید یہ ہی اک بلبہم اوسکو دیکھ لیتے ہین
وہ رات بھی اپنی دن مین گئی جسکے ذریعہ شام رہے

پردہ نشینونکی الفت نے ایسا کیا مجبور ہمین
اور نہ اونکو دیکھ سکین ہم حسرت ہی پیغام رہی

کیا ملتا ہی تمہین اے ناصح دل دیکر لینا خوب نہین
جب دیدی ہی چکے ہم خود اوسکو کیون ہمکو دستی کام رہی

عشاق کی جانین اپنی دین سب اونکی ادائین کہتی ہین
جو مرتی ہین تو مرجائین دنیا مین لگا نام رہی

گر شہر مین مجھکو موت آئے مرنا بھی شفیق اچھا ہی
گر میرا جنازہ کاندھونپر یارونکی دو دو گام رہی

یہ تمسے کون کہہ سکتا ہی تم صورت دکھا دیجے
تمہاری مصلحت ہوتی تو تم پردہ اوٹھا دیتے

حیا نے اونکو روکا ورنہ دونون ہاتھ اوٹھے
جو انگڑائی وہ لیتے اور دیوانہ بنا دیتے

یکایک چار آنکھین ہو گئین اوٹھتے دم رخصت
قیامت اور ہو جاتی جو وہ کچھ مسکرا دیتے

مرے جب سامنے آکے بیٹھے پہلے وہ ادا کیا تھی
اونہی صورت سے پھر گردن جھکا کر مسکرا دیتے

کہا اوس شوخ نے سنکر مرے دیوانے ایسے ہین
عدم آباد گر جاتی تو وان کی خاک اوڑا دیتے

کہین کیا دوستو مردہ دلی نے مار ڈالا ہے
اگر قابو مین ہوتا دل تو روتونکو ہنسا دیتے

وہ آنسو گرم نکلے پڑ گئے رخسار پہ چھالے
اگر یہ دلمین رہتے آگ سینے مین لگا دیتے

یہی اچھا ہوا تلقین نہ زاہد نے پڑھی میری
جو وہ شانہ ہلاتے عشق کا قصہ سنا دیتے

یہ حسرت رہ گئی اے درد دل مارا مجھے تونے
مجھے آتا جو غش وہ اپنے دامن کی ہوا دیتے

ہمین ملتا نہ ملتا کچھ فقیر مست ہین ایسے
ہم اونکے در سے اوٹھتے اور کے در پہ صدا دیتے

شفیق اچھا تو ہے سب اہل محشر کی نظر پڑتی
قیامت مین وہ مل کر اور دیوانہ بنا دیتے

مرا برباد ہونا عشق مین یون کام آتا ہے
کسی کے نام کے ہمراہ میرا نام آتا ہے

ہوئی مدت کہ شغل مئےکشی سے توبہ ہی کر لی
جماہی آتی ہی اب بھی نظر جب جام آتا ہے

چلا ہون قتل گہ مین جان بھی کیسی بری شے ہی
سنبھل جاتا ہون لیکن غش مجھے ہر گام آتا ہے

دل بیتاب فرقت مین پڑا رہتا ہی مردہ سا
نہ مجھسے بات کرتا ہی نہ اونکے کام آتا ہے

ہوئیں جب چار آنکھیں پھر تو دل کسی نہیں رکتا
حسینوں کی اداؤں پر دل ناکام آتا ہے

ہوئی مرنیکو مدت پر شریک حال رہتا ہے
بہت فرقت میں یاد اب تو دل ناکام آتا ہے

بلا گردان ہوا کرتی ہے اے ساقی نظر میری
تری مہندی لگی ہاتھونمیں جب جام آتا ہے

مسیحا کو اکیلا دیکھکر بیمار کہتا ہے
سکون ہوتا ہے دلکو جب تمہارا نام آتا ہے

رسے جاتے ہیں سب ناسور اب بھی ہوتی ہے ایذا
ستاتا تھا زندگی میں مرکے کچھ آرام آتا ہے

مجھے حسرت ہے کیونکر زخم ڈالی ایسی قاتل نے
جھجکتا ہے وہ خود تلوار کا جب نام آتا ہے

خدا فرقت کو رکھے جو سبب جان بخشی جانان تھی
زبانی اب ادھیں کی موت کا پیغام آتا ہے

گذارا دن تو فرقت کا کسی صورت سے عاشق نے
ڈرا جاتا ہے دل اب شام کا ہنگام آتا ہے

مرا دل مجھکو پھیرا اور یہ کہنے لگے ہنسکر
برا بھی ہے کسی کا دل تو اوسکے کام آتا ہے

خدا رکھے تجھے تو روز میرے ساتھ رہتا ہے
خیال یار تو ہر وقت میرے کام آتا ہے

زمانہ ہوگیا لیکن تم اتنا یاد تو رکھنا
تمہاری بزم میں ابتک کوئی ناکام آتا ہے

جفائیں لکھی ہیں جلاد کی گور غریبان پر
کہو اے مرنے والوں مرکے بھی آرام آتا ہے

مرے احباب کہتے ہیں شفیق ایسا ہے دیوانہ
سحر ہونیکو کہتا ہے قریب شام آتا ہے

دل پہلے جلا تھا کہ ہوا خاک جگر بھی
معلوم ہوا شب کو لگی آگ ادھر بھی

عشاق سے دل بھی لئے لیتے ہیں جگر بھی
وہ جنبش لب ہے تری باتوں کا اثر بھی

اب دلکی تڑپ نے مجھے بیچین کیا ہے
تنگ آکے یہ کہتا ہوں کہ ظالم کہیں مر بھی

دلمیں جو پڑی زخم تو بیچین ہوا ہے
اب جان پہ کھیلے ہوئے حاضر ہے جگر بھی

وحشت نے مجھے دشت کی وہ راہ دکھائی
مرجاؤں تو پہونچے نہ مری اونکو خبر بھی

غفلت سے کوئی سوئی کوئی محو نظارہ
کیا لطف دکھا دیتی ہے وصلت کی سحر بھی

غفلت سے ستمگار کی سب مرگئے قیدی
بیکار ہیں دیواریں بھی زندان کا در بھی

وہ جاتے ہیں اور لاش ہے عاشق کی اکیلی — اللہ نہ دکھلائے کبھی ایسی سحر بھی

سب دیکھ کے کہتے ہیں مجھے دیکھنے والے — ہے قدر کے لائق ترے عاشق کی نظر بھی

اے چارہ گرو دلمیں مرے آگ لگی ہے — ساتھ آہوں کے اب لبسے نکلتے ہیں شرر بھی

ٹھکراتا ہے وہ لاش مری مجھکو خوشی ہے — جلاد کے کام آئے مرا کاسۂ سر بھی

اے چارہ گرو قلب و جگر جل گئے دونو — ہے آگ برابر لگی اودھر اور اودھر بھی

اسطرح سے مقتل کیطرف آتا ہے قاتل — تلوار کے مانند لچکتی ہے کمر بھی

الفت کے عطیہ سے بڑا نام ہے میرا — دلمیں جو دیا درد تو باتوں میں اثر بھی

دربان نے آزار جو پہونچائے ہیں مجھکو — دل کہتا ہے ہر بار گلہ یار سے کر بھی

وحشت نے مجھے دشت سے یہ کہکے نکالا — مرنا ہے اگر تجھکو تو اوس کوچہ میں مر بھی

احباب یہ کہتے ہیں مزاج اوسکا ملے کیا — جسنے دل گم گشتہ کی پائی ہو خبر بھی

اب بات بھی کرنا ہے تشفیق آپکو مشکل
معشوق کا بھی خوف ہے اغیار کا ڈر بھی

وہ کیا حسرت ہے اوسکی جو کہ صرف رہگذر ہوگی — اوسی کے دلسے پوچھو منتظر جسکی نظر ہوگی

شب فرقت کی حالت دیکھکر ہم جانسے گذرے — وہی جیتے رہیں گے جنکو امید سحر ہوگی

بس اے ناصح نصیحت کر چکا للہ جانے دے — رہونگا اوسطرح میں جسطرح میری بسر ہوگی

ہمارے خون ناحق کی شہادت غیر ممکن ہے — قیامت میں اکیلے ہونگے ہم دنیا اودھر ہوگی

وہ بیکس ہوں کسی صحرا میں میری موت آئیگی — مرے لاشے پہ بس میری مصیبت نوحہ گر ہوگی

فقط آنکھوں کو اوسکی غور کرکے دل یہ کہتا ہے — خیالی یہ اثر جسکا ہے وہ کیسی نظر ہوگی

شب غم کی درازی اپنی مجھکو ہو گئی ظاہر — ہے اوسکی شام دنیا میں قیامت میں سحر ہوگی

وہ رخصت ہو رہے ہیں دیکھکر احباب کہتے ہیں — نہ یہ گھر آئیں گے اسکے نہ پھر ایسی سحر ہوگی

سمجھ لیں غیر بھی اک روز ایسا آنیوالا ہے — وہاں ہم جائیں گے اور ہاتھ میں زنجیر در ہوگی

ہمین غسل و کفن دیکر احبا لے چلے گ
ہمارے دلمین ٹانکے دیکے اتنا یاد ہی کہنا
ابھی تو بچپنا قاتل کا ہی مرنے لگے عاشق
شب فرقت مین ہمتو ضبط کرکے جان دینگے
مجھے اسطرح الفت لیچلی گی کوئی جانا نہین
ابھی چارہ گرو تم سو رہو کچھ رات ہی باقی

ملین گے خاک مین ہم سب تو پھر اونکو خبر ہو گی
بڑہینگے زخم جب تکلیف تجھکو بیشتر ہو گی
قیامت آئے گی تلوار جب زیب کمر ہو گی
کرینگے آہ و نالہ جنکو امید سحر ہو گی
کہین رستہ بھلائیگی کہین یہ راہبر ہو گی
جگا دینگے تمھین جب شدت درد جگر ہو گی

یہ جتنی زندگی باقی ہی اوسکا ہی وہی مالک
شفیق اوسکا تفضل ہی تو عزت سی بسر ہو گی

چھپا نہین نقش قدم اونکا پا نہین سکتے
طبیب حال ہم اپنا سنا نہین سکتے
وہ روٹھ جائے تو منا بھی وسکا مشکل ہی
ہمارا مرگیا دل ضبط ہم سے کہتا ہے
ہمین نکالا ہی ساقی نے اپنی صحبت سے
جو غیر خاک بھی چھانین گی اوسکی کوچہ کی
برائے فاتحہ آئے ہین اس نزاکت سے
ہمین حیات بیچ کے جاتا ہون اوسکی کوچہ مین
شب وصال نہ برہم مزاج ہو اونکا
اگر طبیب بھی آئین تھام تھام کے
کلیجہ تھام کے چارہ گرون نے دل تھاما
تمھاری کوچہ مین اتنا زمانہ گذرا ہی
شفیق فکر کرو یا کہ منت دربان

آ گئے جو سوئے عدم پھر کے آ نہین سکتے
کہا نہ درد ہی دلمین دکھا نہین سکتے
کہ جسکے نقش قدم ہم اوٹھا نہین سکتے
تم اسکی لاش پر آنسو بہا نہین سکتے
کسی کی بزم مین اب جام پا نہین سکتے
کبھی وہ نقش قدم میرا پا نہین سکتے
چراغ گور ہمارا جلا نہین سکتے
رقیب یہ مری عادت چھڑا نہین سکتے
ہم اپنے ہجر کا قصہ سنا نہین سکتے
ہم اپنا زخم جگر تو دکھا نہین سکتے
ہمارے زخم کا پھاہا چھڑا نہین سکتے
یہاں سے اوٹھکے کہین اور جا نہین سکتے
کسی طریق سے پاس اونکے جا نہین سکتے

یہان جبتک رہا پہونچا عدم مین مرکے مشکل سے
خداوندا یہ کیسا سیر ہی منزل کو منزل سے

اندھیری رات مین جاتا ہی ناہموار منزل سے
کوئی لیستی بلندی زلف کی پوچھو مری دل سے

ہماری خاک کے ذرہ زمین مین لوٹتے ہی جا ہین
ہوا اب کیا اوڑا ایسکی زمین کو تیغ قاتل سے

رہا ہیکی خبر پائی ہی زندانین تلاطم سے
لپٹ کر روتی ہین دیوانے سب طوق و سلاسل سے

تلاطم بحر غم کا یون ڈرتا ہے مجھے یارب
جہان اوبھرا وہان مٹی گری دامان ساحل سے

مجھے فرقت مین جو ہی کیا ہی تکلیف ہوتی ہے
کہ رونیکی صدائین شب کو آتی ہین مری دل سے

ہماری خاک اوسکے در سے اوڑتی ہے مجبوری
ہزارون آندھیان اوٹھین زمین کی قاتل سے

دکھایا عاشقونکو بزم مین سوز و گداز اپنا
جلا کی رات بھر لیکن نہ اوٹھی شمع محفل سے

رکھا ہی آئینہ سو سو طرحسے مسکراتے ہین
ادائین سیکھتے ہین [illegible] اپنے مقابل سے

نہین معلوم کسدن ایک دیوانے کی موت آئی
نکالے جا رہے ہین [illegible] طوق و سلاسل سے

نہ پوچھو ہجر مین غیرونے جو تکلیف پائی ہے
جو اک تمہ بھی یاد آیا وہان اوٹھنے لگا دل سے

غضب کی عاشق و معشوق مین بھی چھیڑ ہوتی ہے
کوئی غشین زمین پر ہے کوئی ہنستا ہی محمل سے

ہوئی تھین عاشق و معشوقین کیا راز کی باتین
سحر کو غیر جا کر پوچھتے ہین شمع محفل سے

ہر اک کہتا ہی پہلے منہ تو ہو او شفیق اپنا
اسی صورت پہ تمکو عشق ہی زہرہ شمائل سے

نہین معلوم کیا تکلیف پہونچی تیر قاتل سے
الہی خیر ہو سب زخم لپٹے ہین مرے دل سے

نہ کھینچ اے چارہ گر تو ایسی بیدردی سے پیکانکو
ہزارون حسرتین لپٹی ہین دلکی تیر قاتل سے

مری افسردگی سے ان سبھون کی موت آئی ہے
قیامت تک نہ اب ارمان نکلینگے مری دل سے

لگایا وار تنہائی مین ظالم ہے ابھی نادان
تڑپنے سے جو ڈرتا ہی لپٹ جاتا ہے بسمل سے

تو اپنے حسن پر مغرور مین اس بات پر نازان
ترے گیسو نے سیکھی ہے پریشانی مری دل سے

نہین معلوم کیا حالت تھی اوسکی ابر باران مین
کہ بجلی رات کو ملکر گئی ہے تیری بسمل سے

مرونگا ہجر غم مین قبر بھی اوسکا بنے میری
کہ بعد از مرگ وابستہ رہون دامان قاتل سے

مری ناکامیونکا زور ہی ایسا معاذ اللہ
ہوا گر اتفاقا کام کوئی وہ بھی مشکل سے

کھلی ہی زلف اوسکی مجھکو پہچانیگا دل میرا
ابھی نکلا ہی گھبرایا ہوا تیار سلاسل سے

حمیت عاشق بیہوش کی جاتی رہی بالکل
دیا تھا پہلے دل اب مانگنے جاتا ہی سائل سے

دم زینت تمھارا بانکپن ظاہر ہوا مجھپر
جب آیا آئنہ اوچھے بہت اپنے مقابل سے

بچین عشاق کی جانین کسی صورت نہین ممکن
جہانکے قاتلون نے ظلم سیکھی میری قاتل سے

کہا مجنون نے صورت دیکھ کر سونلا گئی لیلی
ہوائی گرم کیون ملکر چلے صحرا مین محمل سے

مین اونکو دل جگر دیکر جو بھولا بیٹھکے وہ بولے
زمانیکو خدا محفوظ رکھے ایسی غافل سے

یہ اونکا بچپنا ہی چودھوین شب جاکے کوٹھی پہ
اڑائے جاتے ہین افشانکے ذرے ماہ کامل سے

کوئی معشوق ناقہ لیچلا ہی دشت سی اپنا
کسی کی حسرتین لپٹی چلی جاتی ہین محمل سے

مرے زخمونکے ٹانکے ٹوٹ جائین تم نہ چپ بیٹھو
یہ کسنے کہدیا ہی بات کم کرتے ہین گھایل سے

مین وہ ثابت قدم ہون الفتمین جو موت آئے
نہ اوٹھین گو مری نقش قدم تا حشر منزل سے

خدا کے سامنے جائیگا عاشق تیغ ابرو کا
نہین ممکن قیامت تک جدا ہو زخم گھایل سے

سبب طفلی کا یہ ہی ہاتھ بھی مارا تو اوچھا سا
بنے ہین نام کے قاتل ڈرے جاتے ہین بسمل سے

شفیق اچھا تو ہی مرنے پہ بھی پچھتیان ہونگی
عدم آباد کو رستہ گیا ہی کوئی قاتل سے

جفا پسند ہی وہ دل خیال کسکا ہے
تو ہی بتا مجھے اب غیر حال کسکا ہے

ذرا فراق مین اوسکی خبر تو لے آکر
لبونپہ دم ہے باامید وصال کسکا ہے

خود اپنی دیکھکے تصویر مجھسے کہتے ہین
تمھین بتاؤ کہ ایسا جمال کسکا ہے

طلب تو بھی نکیا تھا دیا رقیب کو جام
سمجھ تو لے ارے ساقی سوال کسکا ہے

ہٹا یا یون کہ شباہت نہین رہی باقی
کہے یہ کون کہ دل پائمال کسکا ہے

کہا فقیر نے ساقی سے کس تعجب سے
یہ تیرے ہاتھ مین جام سفال کسکا ہے

شفیق اور بھی عاشق ہین اتنا سمجھو تو
تمھارا حال جو ہے ایسا حال کسکا ہے

بن کے سائل اونکی کوچے مین صدا دینے لگے
جسنے کچھ احسان کیا اوسکو دعا دینے لگے

اب نہین امید جینے کی کچھ ایسا حال ہے
چارہ گر منہ پھیر کر مجھکو دوا دینے لگے

شرم آتی ہے نہ وہ پردہ نشین بدنام ہو
ہٹ کے واسطے دوسری در پر صدا دینے لگے

کہنا اوس گل سے کہ اوجڑے باغمین آئی بہار
زخم دل کھلنے لگے بوی وفا دینے لگے

دشمنونکے جور کا اندازہ کوئی کیا کرے
جب مجھے تکلیف خنجر آپکا دینے لگے

درد دل خلوت مین وٹھا ہے مری خوش قسمتی
وہ مجھے خود اپنے دامن کی ہوا دینے لگے

امتحانمین ضبط مینے کرلیا اف بھی نہ کی
خون دیکے زخم دل مجھکو صلا دینے لگے

کچھ خیال اسکا نہین عزت کسی کی جائیگی
غیر کے کہنے پہ وہ مجھکو سزا دینے لگے

کمسنی کیا چیز ہے مجھکو ہنسی آنے لگی
کوسنا بھولے تو وہ مجھکو دعا دینے لگے

مرنے والیکو جو دیکھا ڈر گئے یکبار سب
قتل گہ مین لوگ مجھکو راستا دینے لگے

ہوکے سب مدہوش اٹھ صدقہ ہوئی ہین چکور
چاند کا پرتو تمھارے نقش پا دینے لگے

وائے قسمت وصل کی شب اونسے باتونین کٹی
رات تھوڑی رہ گئی طائر صدا دینے لگے

قاسم کو کون آیا ہے نظر نیچی کئے
آج میری قبر کے تختے ہوا دینے لگے

اب زمانے سے ڈرو ایسی برائی ہے شفیق
دوست سمجھے تھے جنھین وہ بھی دغا دینے لگے

کوئی وحشی خوشامد کر رہا ہے اونکی دربانکی
دئے جاتا ہے اوسکو دھجیان اپنے گریبانکی

بٹھایا پاس مجھکو کیا حقیقت مجھ پریشانکی
قیامت تک رہے یارب حکومت اونکی دربانکی

یہ جوش عشق تھا اسمین زلیخا کی خطا کیا تھی
اوڑائین بیخودی مین دھجیان یوسف کے دامانکی

وہان مردی ہزارون ہین پچھ ہین ہین یہان کھونے
نہ دکھلائے خدا دشمن کو بھی تصویر زندان کی

مری مردہ دلی سے ایسا حیرت خیز منظر ہے
یہان دل ہے وہان میت ہے ہے ایک ایک ارمان کی

سر اوسکا اپنے زانو پر تبسم لب پہ ہوتے ہے
بڑا بیوقت آیا خاطرین ہوتی ہین مہمان کی

چلے ہی جاتے ہین دن رات جلوہ دیکھنے والے
لپک اب طور تک پہونچی ہے میری آہ سوزان کی

کشش ہوتی ہے جب مجھکو جنون مین ہوش آتا ہے
یہ ہین اکثر خبر ملتی ہے دل سے اونکی پیکان کی

ہماری آہ سوزان سے کہا یہ قیس نے ڈر کر
دہان اوٹھتا ہے ہر سو غبار سو یا رب بیابان کی

نگوڑے یہ نہین ہین قیس کی فریاد کی رو چین
ملی ہے خاک صحرا مین پریشان ہے پریشان کی

شفیق اوس بت کی کوچہ مین مرد ہو دیکھی کیا ہو
کسی کافر کے ہاتھون اوٹھیگی میت مسلمان کی

بڑھتے بڑھتے مین ہوا نزدیک قصر یار سے
میری پرچھائین لپٹتی ہے در و دیوار سے

خوف اس درجہ ہے اسکو عشق کے آزار سے
ہٹ کی بیٹھا ہے مسیحا بستر بیمار سے

جب اوٹھا ابر بہاری میکشون مین عید ہے
ہم بغل ہوتا ہے بادہ خوار بادہ خوار سے

اس نزاکت کے تصدق اس ادا کے مین نثار
منہ یہ زلفین ہین جھکی جاتی ہے گردن بار سے

قتل گہہ کو خود چلا ہون دل کی دھڑکن بڑھ گئی
مو نکا کچھ ڈر نہین ڈر ہے مزاج یار سے

باغ عالم کا تماشہ دیکھتا تھا ہر نفس
مجھکو فرصت ہی نہین تھی نظم کے گلزار سے

ہجر کی مینے شکایت کی تو وہ کہنے لگے
اب کوئی معشوق لانا مصر کی بازار سے

عاشق و معشوق دو نو خوش رہے یہ ذکر ہین
ہو گئین یہ دین باتین طالب دیدار سے

قتل بھی کرنا تمھین آتا نہین بیٹھے رہو
آپ کھینچی آپ ہی ڈرنے لگے تلوار سے

پیکے ساغر لڑکھڑاتا پھر سنبھل جاتا ہون مین
میکشی سیکھی ہے کیا ہشیار بادہ خوار سے

بادیہ گردی مین ہر تلوی کو یہ ایذا ہوئی
دل مرا ڈرتا ہے ابتک ذکر نوک خار سے

چھیڑ سے ہر روز کی تیرے مزا آیا مجھے
میری الفت بڑھ گئی ظالم تری تکرار سے

ہجر مین آیہ یہان کہتا ہے مجھسے رحم کر — جل نجاؤن کسیدن آہ آتشبار سے
قتل گہہ مین قاتل اپنی تیغ ست کہنے لگا — اب ٹہر جا حشر برپا ہے تری رفتار سے
رہنے والے دشت کے کہنے لگے یا دش بخیر — قیس یاد آیا بگولہ جب اوٹھا کہسار سے
داستان ناسور دل کی بھی کہین جلاد سن — تخلیہ مین بیٹھکر اکدن لب سوفار سے

مار ڈالا ہے زمین کی گردشون نے اے شفیق
ایکدن راحت نپائی چرخ کجرفتار سے

ہوکے کچھ زخمی تڑپتا ہے مرا دل اور بھی — ہاتھ اک پورا اسی پہلو پہ قاتل اور بھی
وحشت پیمائی کی حد ہوجائے بس رکنا نہین — ہان مرے جوش جنون دو چار منزل اور بھی
پاؤن میرے سوگئے یہ کہکے راہ عشق مین — مل ہی جائیگی اسے منزل سے منزل اور بھی
گھر سے آئے تا لحد وانسے گئے سوئے عدم — یہ ہمین جانا پڑی منزل پہ منزل اور بھی
عاشق ابروئے لیں تجھین بلائین دوسری — جب سے کچھ کھنچنے لگی شمشیر قاتل اور بھی
آئنہ کو دیکھکر کہتے ہین مجھکو سچ بتا — تونے دیکھا ہے کوئی میرا مقابل اور بھی
جا رہا جب ملنے کہ بحر غم سے ہوجاؤنگا پار — دور مجھسے ہوگیا دامان ساحل اور بھی
شمع جو غیرون نے کردی گرم جوشی بزم مین — شمع جل جلکر بنے گی حسن محفل اور بھی
ڈرگیا ہے شام ہجران کی بلائین دیکھکر — لپٹا جاتا ہے مرے پہلو سے اب دل اور بھی
سن یہ کہتا ہے ترقی کے عوض زحمت ملی — جتنا بڑھتا ہون مری بڑھتی ہے مشکل اور بھی
مانگا جو تجھسے وہی تونے دیا ہے اے خدا — جیسے بس بڑھنے لگا ہے دست سایل اور بھی

اے شفیق زار اتنا پوچھ لے احباب سے
تمنے دیکھا ہے جہان مین مجھسا جاہل اور بھی

بنتا نہ تیر اسکی ابروئے خمدار تھوڑی سی — گئین لاکھون ہی کی جانین کھنچی تلوار تھوڑی سی
شب وصلت جو بیٹھی گدگدایا وہ بہت بگڑا — ہنسی کی بات مین بھی ہوگئی تکرار تھوڑی سی

بہت شانہ نے سلجھایا ہی اسکو وقت آرائش
یہ جب سیدھی ہوئی ہی کاکل خمدار تھوڑلیسی

چمن مین یہ بہت اٹکھیلیونکی چال چلتی ہی
صبانے بھی اڑائی ہی تری رفتار تھوڑلیسی

لحد مین تا قیامت اسکو سینی سی لگاؤنگا
اگر مل جائے مجھکو خاک پائے یار تھوڑلیسی

ارے صیاد ہمسی دل جلونکو جیسی ہی نہ دے
قفس جلنے لگے گا گر کھلی منقار تھوڑلیسی

یہ مجھسے فکر کہتی ہی ستون کی چھوڑ دی الفت
جگہ دلمین مری رکھنا شفیق زار تھوڑلیسی

نالے مینے جو کئے ہجر کی بیدادونسے
آسمان کو ہوئی جنبش مری فریادونسے

یہ تو ظاہر ہی کہ ادنمین نہین صورت ایسی
تمھین سیرت مین بھی اچھے ہو پریزادونسے

سیکشی کی یہ ترقی ہوئی ہی عالم مین
بوئے مے آتی ہے زہاد کے سجادونسے

ہوگا تو باعث افتادگی طول امل
جنگلونمین یہ عیان مجھکو ہوا جادونسے

وہ بھی دل تھامے چلے آئین تو کچھ دور نہین
مینے گردونکو ہلایا انھین فریادونسے

جا تعجب کی نہین وان بھی اگر خاک اوڑے
عدم آباد ہوا ہے ترے بربادونسے

سطرئی گلشن عالم مین رہین بلبل و گل
جب یہ گلچین سی وہ محفوظ ہون صیادونسے

عشق مین قلب و جگر ہاتھ سی کھو بیٹھی شفیق
چلو اب جان بچاؤ ستم ایجادونسے

مجھے ظالم سنا فرقت کی ساری داستان میری
تو ہی اپنی زبان سی آپ کر حالت بیان میری

نہ دے تعذیر تو صیاد مجھکو میری نالونکی
جو پھر فریاد سنا کاٹ لینا تو زبان میری

مجھے تو ایک ساغر دیتا ہی سیری نہین ہوتی
بڑھی جاتی ہی اس سی پیاس کچھ پیر مغان میری

کبھو حلادسی کچھ فکر ہی میری بہار آئی
بنائے اوراتو گھس گئی ہین ہڈیان میری

مرا قصہ وہ ہی دلچسپ کچھ ایسی حکایت ہے
کلیجہ تھامے گے احباب سنکر داستان میری

کبھی مین گردش تقدیر سی اک جا نہین ٹھہرا
نہین معلوم ادسنے موت لکھی ہی کہان میری

دہوان ہر سوی تن سی بات کریمین نکلتا ہی
تپ فرقت سے ایسی پھک رہی ہین ہڈیان میری
مجھے باتون کی لذت ہو بھی تو سونگی لذت ہو
دہن تیرا مجھے ملجائی اور تجھکو زبان میری
گریبان گیر مجھسے پیرہن ہو ہو کی کہتا ہے
جنون کی جوشمین توڑی اوڑا دین دہجیان میری

شفیق زار یہ اوستاد کا کچھ فیض صحبت ہی
بنے مقراض جو رک کر چلی منہ مین زبان میری

تیر نظر جو گذرا دل زار توڑ کے
زخمون نے رکھ لئے لب سوفار توڑ کے
سنتا ہون رخنے بند ہوئی قصر یار کے
سیر اخیال جائیگا دیوار توڑ کے
فریاد کیسی سانس بھی لینا محال ہی
صیاد کیا ملا تجھے منقار توڑ کے
عاشق کے قتل کرنکو ابرو بھی کم نہین
یہ نیچے بنائے ہین تلوار توڑ کے
قاتل نے ہاتھ اوٹھا یا تھا کچھ دلمین سوچکر
جلدی سے اوسنے پھیکدی تلوار توڑ کے

ساقی نہین تو لطف نہین ای شفیق مست
بس تم بھی اوٹھو خانہ خمار توڑ کے

وہ ایک تیر نظر ظلم کا لگا بیٹھے
دل و جگر پہ عجب چوٹ ہم بھی کھا بیٹھے
تمھارے ہاتھو لئے دلمین ٹر اہی سناٹا
جگر مین تیر نظر ہین جدا جدا بیٹھے
شکایت اسکی نہین ہی کہ وقت ضایع ہوا
تمھاری بزم مین اغیار کل سوا بیٹھے
یہ رہنما ہین بڑی عشق راہ الفت کے
یہی تو سبکو بتاتے ہین راستا بیٹھے
گرا جو پاؤن پہ تعزیر مجھکو دیجئے آپ
غضب کرونگا اگر غیر ہاتھ اوٹھا بیٹھے
مرے مزار پہ آئے وفائین یاد آئین
سر اپنا پیٹ رہی ہین برہنہ پا بیٹھے

شفیق دیکھتی ہی شکل کیا ہو اسکو
کہ اپنے ہاتھو لئے اپنا جگر دبا بیٹھے

کوچے سے ترے قبر مقرر قریب ہے
اوسجا پڑا ہو مین کہ جہان گھر قریب ہے

ساقی کی بزم مین یہ تصور ہے ہر گھڑی
ہونٹون نے میرے اب لب ساغر قریب ہے

مژگان نگاہ کر کبھی رگ دل چھیدڈ لگا
فصاد دور بیٹھا ہے نشتر قریب ہے

اب حد سے کچھ زیادہ مرا شوق بڑھ گیا
مقتل مین سن لیا ہے ستمگر قریب ہے

میخوار دیکھنے لگے انداز میکشی
منہ سے جو اوسکے اب لب ساغر قریب ہے

اے قاصد تجھے جہان نے ملین سر ہزار ہا
یہ جانتا کہ کوچۂ دلبر قریب ہے

رحمت خدا کی بت مجھے یہ کہہ کے لے چلی
بڑھ اور چند گام کہ کوثر قریب ہے

یہ ضعف کہہ رہا ہے کہ سر پھوڑنا نہین
دیوانے تیرے ہاتھ سے پتھر قریب ہے

یہ ہے خوشی کہ دیکھ رہا ہون ہلال عید
میرے گلے سے آپکا خنجر قریب ہے

ممکن نہین کہ تیر نظر سے ملے پناہ
اب موت تیری ای دل مضطر قریب ہے

ظالم نے میرے سینہ کو شق کر کے یہ کہا
دیکھین جگر سے دل ترا کیونکر قریب ہے

تجھکو کیا ہے جوش تصور نے کامیاب
بستر سے میرے یار کا بستر قریب ہے

دکھلا کے زلف اوسنے مری دل سے یہ کہا
ظلمات اس جگہہ سے سکندر قریب ہے

دل کہہ رہا ہے نوک مژہ اونکی دیکھکر
چھیدیگا جو جگر کو وہ نشتر قریب ہے

مدت کے بعد کوچہ مین اوسکی خوشی ہوئی
جس دن یہ موت آئیگی وہ دن قریب ہے

اسوقت مین شفیق سے ہے حکم کچھ پڑھو
جب موت اوسکی حضرت محشر قریب ہے

ابھی کمسن ہے زمانہ کو نہ برباد کرے
اپنے عشاق کو پہچان کے بیداد کرے

کہدو اوس سے کوئی نازک ستم ایجاد کرے
ناتوانو نہ ذرا دیکھ کے بیداد کرے

سلسلہ عشق سے رکھتے نہو جسکو کوئی ورد
جسکو کچھ کام نہو نالہ و فریاد کرے

ہین اسیران کہن جتنے تڑپ کر مر جائین
اونکی ہر روز تسلی جو صیاد کرے

نامہ بر کہنا کہ تصویر یہ دیکھی سے مٹے
چاہئے اور اب آرائشین ایجاد کرے

موت کہتی ہے مری ایسی ہے سب سے ملت
مین پہونچ جاتی ہون کوئی نہ مجھے یاد کرے

اوس سے کہنا کہ تری مشق ستم کیون کم ہو
مین نہین ہون تو مری خاک کو برباد کرے

اوس حیادار کا دیوانہ ہون نکلی نہ کبھو
اے جنون لاکھ اگر کوششین فصاد کرے

قیس و فرہاد مرے واسطے کرتے تھی دعا
دل جو برباد ہے خالق اوسے آباد کرے

وصل قسمت مین نہین کوہ کنی ہے بیکار
جان دینے کے لیئے کوششین فرہاد کرے

المدد ضبط مرے قتل کا ہنگام آیا
ہو نہ ایسا کہ کہین مضحکہ جلاد کرے

دمبدم ظلم سے صیاد کے خوف آتا ہے
کہین ایسا نہ ہو پر کاٹ کے آزاد کرے

ضبط کرتا ہے تو سینہ مین اولجھتا ہے بہت
کوئی بتلائے کہ اب کیا دل ناشاد کرے

اوسکو بے دیکھے ہوئے کھنچ نہین سکتا نقشہ
کچھ دلون مشق تصور کی بھی بہزاد کرے

ہے خوشی مرکے بھی کھلائین تمھاری قیدی
بیڑیان کاٹنے کی فکر نہ حداد کرے

کچھ اسیران قفس شام سے افسردہ ہین
دل بہل جائے کوئی ذکر جو صیاد کرے

اپنے افکار پہ ہر وقت نظر رکھ شفیق
شاعری مین وہ کہین عمر نہ برباد کرے

وہ خوش ہین اس سے کہ اک یادگار راہ مین ہے
اسی سبب سے ہمارا مزار راہ مین ہے

نکالو گھر سے قدم آشنا دلین سونچو تو
شکستہ پا کوئی امیدوار راہ مین ہے

گئی چمن مین ہین گل کار یوننہی کھلتا ہے
جگہہ جگہہ پہ نشان بہار راہ مین ہے

چلے جو ہجر مین ہم کیسے طوفان تھی
وہ آندھیان تھین کہ اب تک غبار راہ مین ہے

ٹھہر کے قبر پہ احباب فاتحہ پڑھنا
سمجھ تو لو کہ کوئی سوگوار راہ مین ہے

کہین پہ چھوٹ گیا دل کہین پہ جان چھوٹی
کسیکا ایسا کوئی بیقرار راہ مین ہے

ہوا کے ہاتھو نسے اک روز یہ مٹیگا ضرور
جو کچھ خفیف نشان مزار راہ مین ہے

قضا ٹھہر کہ ذرا اوسکو دیکھلون مین بھی
سنا ہے وہ مرا غفلت شعار راہ مین ہے

زبان پر کلمہ لبیک تن پر جامہ احرام
الٰہی بخشدے ہمکو الٰہی بخشدے ہم کو
مقابل اس خوشی کے ہو نہیں سکتی خوشی کوئی
جو کچھ طاعت ہوئی ہم سے یہاں پھر پوچھنا کیا ہے

سفر و عاسر دیار زخم خستہ جگر پہنچے
ترے در پر بہ سے رحم و کرم کے منتظر پہنچے
نہ ہرگز اس سفر کو کوئی دنیا کا سفر پہنچے
مری مقبولیت کا بھی شرف اسکے اگر پہنچے

نہ لوچھو بادشہ اہل وطن کے جوش وحشت کو
پہنچنے کی ہماری جب وہاں انکو خبر پہنچے

یہ نظم بعد مراجعت سفر حرمین الشریفین لکھی گئی

رکھیا بس زبان پہ نام سفر
شکر خالق ہو کیا ادا ہم سے
یاد آتا ہے صبح و شام ہمیں
وہ تمنا کہاں وہ جوش کہاں
کہاں وہ دن مدینہ و مکہ
جلد کیجے سفر اسے مشتاقو

حیف ہے آج اختتام سفر
ہم ہوے فائز المرام سفر
آہ وہ لطف صبح و شام سفر
اب کہاں ہے وہ اہتمام سفر
نہ ہے ہمارے لئے مقام سفر
ہے اگر دل میں احترام سفر

بادشہ ہے دعا یہی حق سے
پھر دوبارہ ہو انتظام سفر

یہ نظم جلسہ فتح اڈریانوپل واقع موریپلین پبلس پارک مدراس منعقدہ ۲۱ جولائی ۱۹۱۳ء کیلئے
لکھی گئی اور پڑھی گئی

کیا شان حق ہے روم کی کایا پلٹ گئی
قابض ہوے ہیں ترک ادرنہ کے شہر پر
جلسہ اسی خوشی میں ہوا ہے یہ منعقد
بلقانیوں کی ہوگئی آپس میں جنگ خوب

اب ان کے دشمنوں کی جو قسمت پلٹ گئی
بلغاری فوج آہیں جو تھی ضخامت گھٹ گئی
دل سے ہمارے فکر تنزل کی گھٹ گئی
ضرب المثل ہے جوتیوں میں دال بٹ گئی

سنکے بیتاب ہوئے وہ مری در تک پہونچے
آہ کی زور سے نالہ ابھی اثر تک پہونچے

توش زد اوسکے ہوئی قلب و جگر تک پہونچے
نالے بڑھ بڑھ کے مرے حد اثر تک پہونچے

کمسنی ہے ابھی جلاد نہ بن او نادان
اتنے اونچے تو ہو تلوار کہ سر تک پہونچے

مرگیا مل چکا مٹی مین مگر شوق یہ ہے
خاک اوڑ اوڑ کی مری یار کی در تک پہونچے

غیر ہنس ہنس کے یہ کہتے ہین مری میت سے
غیر ممکن ہے تری اوسکو خبر تک پہونچے

دل جگر حسرت و ارمان کی بھی ٹکڑے کر دی
ہاتھ ایسا پڑی قاتل جو کمر تک پہونچے

ناتوان دل یہ ہے کو دور نہین زلف سے رخ
شام کو جو ہو روانہ تو سحر تک پہونچے

دلکا ہے قول کہ اب اسکا بھی بچنا ہے محال
بڑھتے بڑھتے مرے ناسور جگر تک پہونچے

ناتوانی مین بڑھی مشق تصور ایسی
بند کی آنکھ جہان یار کی در تک پہونچے

ناتوان مرنیکو نکلے ہین شہادتکا ہے شوق
لڑکھڑاتے ہوئے جلاد کی گھر تک پہونچے

ای شفیق اپنے کو مین رشک سکندر سمجھون
آئینہ دلکا اگر اونکی نظر تک پہونچے

چمک پیدا ہوئی ہر استخوان سے
یہ ابکی درد دل اوٹھا کہان سے

نہو جس سے امید مہربانی
زمین بہتر ہے ایسے آسمان سے

وہ بیکس ہون کہ میری قتل کے بعد
لہو برسا ہے اکثر آسمان سے

چھپایا لاکھ ہے چہرے سے ظاہر
مین عاجز ہوگیا درد نہان سے

خدا کے شان سے صحرا مین مرکر
چھپی ہے لاش گرد کاروان سے

تپ فرقت سے ایسا جل گیا دل
نکلتا ہے دہوان نوک زبان سے

ہم اپنے دلسے باتین کر رہے ہین
یہ حضرت آ گئے ناصح کہان سے

کوئی آئی بلائے ناگہانی
ستارے گر رہے ہین آسمان سے

بہت دربان کی باتین سن چکا ہون
نہ اوٹھی گا مرا بستر یہان سے

بس اب ناصح طبیعت اپنی روکو
نکل جائے نہ کچھ میری زبان سے

مبارک ہو تجھے صیاد رہنا
نکل جائیگی بلبل بوستان سے

اوسے بلبل نے آنکھوں سے اوٹھایا
گرا کوئی جو تنکا آشیان سے

ہوئی پھر زخم دلمین ٹیس پیدا
اذیت اوٹھ چکی مجھ ناتوان سے

ارے صیاد کیا تیری شکایت
سزا مجھکو ملی میری زبان سے

نہ پایا چین ہمنے زندگی بھر
شکایت ہے زمین و آسمان سے

یقین ہے ایکدن ہوگی جدائی
زمین لپٹی ہے اتنو آسمان سے

نہ پایا خوبی قسمت سے ساغر
شناسائی تو تھی پیر مغان سے

نکل گئی یہ کہکے میرے جسم سے روح
سبکدوشی ہوئی بار گران سے

جگر پر داغ کھائے سرخرو ہین
ڈرے جاتے تھے نام امتحان سے

جگر دل کردئے دونون ہی زخمی
ابھی تو تیر چھوٹا تھا کمان سے

شفیق زار آجائے قیامت
نہ اوٹھنا تم بھی اوسکے آستان سے

مین اپنے گھر پہ سنتا ہون باتین حضور کی
آتی ہے شب کو کانمین آواز دور کی

ساقی نے شبکو بزم مین لی تھین چٹکیان
میخوار کہہ رہے تھے کہانی سرور کی

غشمین پڑا ہے سانس بھی لینا محال ہے
حالت بہت بری ہے دل ناصبور کی

محفل مین شمع بجھ گئی اندھیر ہو گیا
عالم سیاہ کر گئی تصویر نور کی

ساقی کو دیکھ دیکھکے میخوار غش ہوئے
تصویر مین کھنچی ہین ادائین سرور کی

سو نقص مین دکھاؤنگا ایجان ہی خیال
زاہد مجھے دکھائے تو تصویر حور کی

آنکھوں مین میری آپسے اچھا نہین کوئی
یون دیکھنے کو دیکھ لی تصویر حور کی

آئینہ رکھکے سامنے تیور بدل بدل
ایجاد ہو رہی ہین ادائین غرور کی

صدقے مین اونکے سیکڑون آزاد ہوگئے
مقبول ہو رہی ہین دعائین طیور کی

آنکھون مین دم ہی عاشق شیدا تمام ہی
سب کہہ رہے ہین ایسے ضرورت حضور کی

دل میرا شاد شاد ہوا غم غلط ہوا
فرقت مین یاد آئین جو باتین حضور کی

ساقی کو دیکھ دیکھ کے میخوار غش ہوئے
تصویر مین کھنچی ہین ادائین سرو کی

پوچھو تشفیق دلسے اوسیکی یہ ماجرا
جس دن سے تو نے عمر کٹی ہی غیور کی

میری تسکین کو ملک کسی پیمانے سے
بوسے مے آج ہوا لائی ہی میخانے سے

خوف اسکا ہی کوئی قطرہ مر گر نہ پڑے
دل لیتا ہے چھلکتے ہوئے پیمانے سے

نام ساقی کا ہوا حوصلہ اوسکا نکلا
لاش میکش کی اوٹھائی گئی میخانے سے

آگئی موت مجھے اب لئے جاتے ہین لوگ
زندگی مین نہ گیا مین ترے کاشانے سے

اسکی آتی ہی صدا اور نہ اوسکی آواز
باتین کچھ راز کی ہین شمع سے پروانے سے

اپنے قدمون سے چھڑاتے نہین تیری وحشی
خاک لپٹی ہوئی آتی ہی جو ویرانے سے

کیون دلا ضد ہی باتین یہ جگر سے کیسی
راز کہتے ہین نہ اپنے سے نہ بیگانے سے

گر کے پائے جو شکست اسکا عجب کیا ساقی
آنکھ میکش کی لگی رہتی ہی پیمانے سے

حسرتین کہتی ہین بس مر کے نکلنا ہوگا
موت لیجائیگی اس دلکے سیہ خانے سے

غیر کہتے ہین مجھے اسکا جنون بہتر ہے
ہاتھ سے نکلے وہ بات تو کر لیتا ہی دیوانے سے

اے خدا ہو گئی کس کلمہ کی دلپر تاخیر
برہمن نکلا لرزتا ہوا بتخانے سے

باغ مین چلنے لگے تیر نگاہ میکش
مے ٹپکنے لگی انگور کے ہر دانے سے

دلکے سو ٹکڑے ہوئے جاتے ہین وقت رخصت
زلف اسطرح لپٹتی ہی تری شانے سے

حال سنتا نہین معشوق کبھی عاشق کا
حسن کو کام نہین عشق کے افسانے سے

قول یہ قیس کا تھا عشق کی سندی ہین فقط
ہمکو کچھ کام نہ کعبہ سے نہ بتخانے سے

میرے پاس آ کر کہے غیروں سے کہتے ہین شفیق
آج ازحد خوب ہی باتین ہوئین دیوانے سے

ہو گیا مجبور ہین آخر بہت بیری سے
حیلہ سازی سیکھی ہے اوسنے مری تقدیر سے

تھی بہت الفت کمان ابرو تمہین تیغ سے
دل جگر زخمی ہوئی دونو تمہارے تیر سے

حضرت دل زلف کے پھندے مین بس الجھے رہو
کوئی بھی نکلا ہے اس اوجھی ہوئی زنجیر سے

کہتا ہے دیوانہ یہ مجھسے نہ بڑھ جائے کہین
ناپتا ہے دشت اپنے پاؤنکی زنجیر سے

خار صحرا سٹ کنارے بیٹھ اپنی خیر مانگ
کیون اولجھتا ہے ہماری پاؤنکی زنجیر سے

آسمان گردش مین آیا تھرتھراتی ہے زمین
زلزلہ اوٹھتا ہے میرے نالۂ شبگیر سے

اب مری جوش جنون کی حد نہین باقی رہی
میر النقشہ بڑھ گیا ہے قیس کی تصویر سے

صید افگن ہے ترے اقبال سے آہی کشش
لپٹا جاتا ہے ترا نخچیر بھی نخچیر سے

کل نہین پڑتی کسی کروٹ کسی پہلو مجھے
دل جگر مین زخم ہین ابرو کمانکے تیر سے

صید افگن اب تڑپنے کا مزا جاتا رہا
درد بھی زخمی ہوا ادا مین تمہارے تیر سے

اب دل سوزان کی گرمی حد سے زائد بڑھ گئی
تیر سینے سے جو کھینچا بھی تو آتشگیر سے

چارہ گر اس خارجی تدبیر سے ہوتا ہے کیا
دل مرا جلتا ہے ضبط آہ کی تاثیر سے

دیکھئے مجنون کو اتراتا ہے کیسا دشت مین
کچھ علاقہ مل گیا ہے عشق کی جاگیر سے

قتل تو مجھکو کیا اسکو نہ دھو بہر خدا
روح لپٹی ہے مری قاتل تری شمشیر سے

کیسا مین دیوانہ ہون خود مجھکو آتی ہے ہنسی
پہروں باتین کرتا ہون جب یار کی تصویر سے

اب کہان جوش جوانی پیر ہین ہم دوستو
کیون ملاتے ہو مری تصویر کو تصویر سے

کھینچتا ہے ایسی بیدردی سے گر نرمی ذرا
دل مرا لپٹا ہے اوجھلا دیتی تیر سے

جا ہو یا بیجا ہو اوسمین ہے اثر اپنا صریر
سب کے سب ہنسنے لگے دیوانہ کی تقریر سے

خوش بیان خوش لہجہ خوش گفتار بھی اور شفیق
دم بخود سب ہو گئے جاہل تری تقریر سے

لبوں کا بوسہ لینا ہی بے باکانہ آتا ہی
تمھاری بزم مین دل کی طرح پیمانہ آتا ہی

لرزتا ہون خیال لغزش مستانہ آتا ہی
چھلکتا ہی جو میرے ہاتھ مین پیمانہ آتا ہی

بٹھایا غیر کو نا واقف الفت ذ محفل مین
اوٹھایا اونکو جنکو عشق کا افسانہ آتا ہی

اوتارا قبر مین مجھکو احبا یہ بھی واجب ہی
بلا لو اوسکو جسکو قصۂ جانانہ آتا ہی

ترے دیوانہ کی یاد تو نہ آتی ہی سینے مجھکو
ہر اک سی پوچھتا ہی قصۂ جانانہ آتا ہی

لحد تک مر کے پہونچا ہی اب آگے ٹر کے دیکھیگا
ارے غافل عدم آباد کا ویرانہ آتا ہی

یہ کہکر چھیڑتے ہین اوس شمع کی دیکھی صورت
خبر کچھ ہی قریب رخ ترے پروانہ آتا ہی

ہمارا دل بھی وہ ناعاقبت اندیش ہی صاحب
یہ جب کمبخت آتا ہی تو بیتابانہ آتا ہی

سنا ہی نام زندان اوسنے صحرا مین غضب آیا
غبار اوٹھا ہی آندھی کیطرح دیوانہ آتا ہی

شکستہ دل جو تیری بزم مین ہین واہ ساقی
اوتھین کے سامنے ٹوٹا ہوا پیمانہ آتا ہی

تمھین مین ڈھونڈھتا ہون اور گھڑی گھڑی حفیظ
نظر جسوقت مجھکو دور سے میخانہ آتا ہی

ہماری عمر گذری ہی اسی خواب پریشان مین
کبھی کعبہ کبھی ہمکو نظر بتخانہ آتا ہی

عجب انداز سے میری گلے پر رک کے چلتی ہی
تری تلوار کو بھی ناز معشوقانہ آتا ہی

بھلا ہو عشق تیرا دشت غربت مین مجھے مارا
نہ اپنا کوئی آتا ہی نہ یان بیگانہ آتا ہی

ہوا ہون پیرہا تھوں سے مگر دل تھام لیتا ہون
جوانی کا مجھے جب یاد کچھ افسانہ آتا ہی

روش گلشن مین ہر نقش کف پا کی یہ کہتی ہی
یہان رہ تو نکو کوئی صورت مستانہ آتا ہی

چلا جاتا ہی تو منزل بمنزل واہ ری ہمت
مسافر اب نہ گھبرانا مسافر خانہ آتا ہی

تردد کی جگہ ہی کہہ رہے ہین رند آپسمین
کوئی ہی بات جو زاہد سوی میخانہ آتا ہی

کسی نے خودکشی کر لی کوئی لاکھوں سے لڑتا ہی
تجھے ہر کام پورا ہمت مردانہ آتا ہی

شفیق اب اس غزل کو ختم کر دو کہتے ہین محشر
کرو اب فکر اسکی جلسۂ سالانہ آتا ہی

بت خدا ئیں تری ہو گئے خواہان کتنے
آج ہندو ہوئے جاتے ہیں مسلمان کتنے

منزل عشق میں کیوں بیٹھ رہوں نہیں تھک کر
طے کئے ہیں انھیں تلووں نے بیابان کتنے

موت نے لوٹ لیا ہائے غضب کچھ نہ رہا
جاتے ہیں ملک عدم بے سر و سامان کتنے

ہیں سگ یار بھی موجود ہما بھی موجود
ہڈیوں پر مری بیٹھے ہیں نگہبان کتنے

دیکھنے آئے تھے دربان سے خوش ہو کے کہا
میرے دیوانے نے توڑے در زندان کتنے

دشت کو جاتا ہوں پر دیکھ تو لے چارہ گر
میرے تلووں میں رہے خار مغیلان کتنے

قیس لکھتا تھا کہ کچھ اور بھی ہیں دشت نورد
او بھی خاروں میں نظر آتے ہیں داماں کتنے

ہنس کر وہ بولا کہ مرنے کی تمنا ہے اگر
اتنی سی بات میں ہیں آپ پریشان کتنے

کوئی بھی حد ہے ترے زور کی تھکتا ہی نہیں
تو نے اے دست جنوں پھاڑے گریبان کتنے

تیغ ابرو نگہ تیز غضب کی چتون
اک مری قتل کو موجود ہیں سامان کتنے

ہے یہ الفت کی کشش چارہ گرو دیکھو تو
ٹوٹ کر دل میں رہے ہیں مری پیکان کتنے

کہا بلبل نے کہ کچھ بس نہ چلا دیکھا کی
مٹ گئے سامنے آنکھوں کے گلستان کتنے

کہا لیلی نے یہ مجنوں سے کہیں سن لینا
کوچہ عشق میں مرتے ہیں پر ارمان کتنے

ہجر میں حسرت و ارمان بھی کام آئے مرے
دل کے بہلانے کو موجود ہیں مہمان کتنے

میرا سر شوق سے تم کاٹ لو یہ بھی سمجھو
بوسے تلوار کی لیتی ہے رگ جان کتنے

ید بیضا جسے سمجھے ہو تپ داغ تمنا
اس میں ہیں راز بھلا موسیٔ عمران کتنے

سن کے کہتا ہے مسیحا یہ نہیں کم ہوتے
مرتے جاتے ہیں مریض شب ہجران کتنے

اتفاقاً جو کوئی وادی غربت میں گیا
ملتے آتے ہیں پریشان سے پریشان کتنے

کیا شفیق جگر افگار کی ہے قبر یہی
کہتے ہیں آہ دبی حسرت و ارمان کتنے

کہا صیاد نے مر کر غریبان قفس چھوٹے
قفس بیکار ہیں اب سب نگہبان قفس چھوٹے

چمن آباد ہونگے سب اسیران قفس چھوٹے
یہ غل ہے بعد مدت کے پریشان قفس چھوٹے

اسیرون نے کہا صیاد سے یہ میرے باریمین
قفس مین خاک اوڑیگی یہ اگر یشان قفس چھوٹے

ارے صیاد تجھکو کیا کہین گر دیکھنے والے
اگر بے آب و دانہ آج مہمان قفس چھوٹے

رہا ہونیکے بعد آرام بلبل کو کہان آیا
بہت افسوس ہے اسکا کہ یاران قفس چھوٹے

رہا صیاد کرتا ہے مجھے تجھکو حیا آئی
مین چھوٹا جب کہ میرے ساتھ یاران قفس چھوٹے

تڑپتے تھے تماشا روز ہر ہمت نہین تاکر
قفس کی تیلیان توڑین تو مردان قفس چھوٹے

رہا ہوکر چلے چارون طرف سب چہچہے کرتے
خبر ہر سمت یہ پہونچی کہ مرغان قفس چھوٹے

کہا صیاد نے مجھسے تجھے ہے قید سے الفت
تری گر موت آجائے تو پھر جان قفس چھوٹے

رہائی پر ہمارے دیکھنے والے یہ کہتے ہین
ہوا کیا حادثہ [illegible] وگریبان قفس چھوٹے

تڑپنے پر مجھے صیاد نے سب سے جدا رکھا
قیامت آگئی مجھسے رفیقان قفس چھوٹے

رہا وہ ہوگئے رالو تنکو جنسے دل بہلتا تھا
اکیلے رہ گئے ہم سب اسیران قفس چھوٹے

تجھے شوق اسیری تھا ہوا خود قید تو آکر
کوئی اہل قفس چھوٹے نہ خواہان قفس چھوٹے

شفیق ایسی زمین مین شعر کہتے ہو نہ گھبرانا
گریبان قفس چھوٹے نہ دامان قفس چھوٹے

کیا فائدہ اے چارہ گر اس چارہ گری سے
مرتا ہون مسیحا کی فقط بیخبری سے

آنکھون مین دم آیا مرا درد جگر سے
حالت یہ ہوئی موت تری بیخبری سے

یون ہوتے ہین سب داغ جگر آہ سے تازے
گل جیسے ہون شاداب نسیم سحری سے

قاصد در جانانہ سوا تیرا پہونچنا
یہ اوج ہوا تجھکو مری نامہ بری سے

اغیار مین ہنس بول کے شب اونسے بسر کی
ہم مفت مین تڑپا کئے درد جگر سے

اے درد و غم و یاس بس اب چھوڑ دو مجھکو
الفت نہ کرو ملک عدم کی سفری سے

نظارے کی ہو تاب کسیکو نہین ممکن
موسی کو غش آیا ہے تری جلوہ گری سے

ناصح مجھے سمجھاؤ نہین جانتا ہون مین
کیون قیس کی عزت ہوئی آشفتہ سری سے

دیوانہ مرا نام ہے رسوائے جہان ہون
کیا فائدہ اے دست جنون جامہ دری سے

دل سینے کے باہر ترا آنا نہین اچھا
ہے گوشہ نشین نام ترا پردہ دری سے

پھر منہ نہ دکھائے کبھی اپنا مہ کامل
گر سامنا ہو جائے کسی رشک پری سے

احباب شفیق آج یہ کہنے لگے ہنسکر
اچھا تجھے سمجھا ہے تری بے ہنری سے

کب ہین ضبط آہ سوزان سے دہن مین آبلے
دلمین سینے مین جگر مین تن بدن مین آبلے

آہ سوزان کے دھوئین سے میری یہ نقشہ ہوا
دیکھ لیجے پڑ گئے چرخ کہن مین آبلے

دل جلا ایسا ہون شکوہ کردہین لیتا ہون جب
پھوٹ ہی جاتے ہین میرے پیرہن مین آبلے

ایسا بیکس ہون کہ بعد از مرگ مجھکو قبر مین
پھوٹ کر رویا کئے میرے کفن مین آبلے

ایک دم مین آئی اک دم مین گئی ملک عدم
ہمسے تو بہتر ہین کچھ چال اور چلن مین آبلے

پاؤن مین چھالے تھے لاکھون منزلون ہی سے چلا
جب مین پہونچا ہون تو پھوٹے ہین وطن مین آبلے

تیز ہے ایسی تپ الفت کہ جسکے پیتے ہی
اوسکی گرمی سے پڑے سارے دہن مین آبلے

پاؤن جسجا پر رکھا مینے وہ سبزہ جل گیا
آگ اب بڑھ کر لگائینگے چمن مین آبلے

وحشیون کے پاؤن یون جکڑے کہ چھالی پڑ گئے
پھوٹ کر اب تو چپکتے ہین رسن مین آبلے

دشت غربت مین مجھے موت آئی یہ افسوس ہے
میرے باعث سے پڑے رنج و محن مین آبلے

ضبط ہو سکتا نہین ہر دم ٹپکتے ہین بہت
فرق لائینگے ہمارے بانکپن مین آبلے

تھک کے مین بیٹھا ہون یون منزلمین اوٹھنا ہے محال
اب خوشی سے بھر لین اپنی انجمن مین آبلے

ابتدا سے تو شفیق زار ہے آتش بیان
اس سبب سے ہین ترے ہر موئے تن مین آبلے

نفس کہنے لگا کسدرجہ مشکل مین رہی
زندگی بھر ہم یون ہی منزل ہی منزل مین رہے

کوستے مجھکو حسین یون اپنی محفل مین رہی
وہ نہ نکلے عمر بھر جو آرزو دل مین رہی

چارہ سازو تسنے نہ اپنا دردِ دل کچھ بھی کہا
ہوش مرتے مرتے اتنے تیرے غافل مین رہی

وقت زینت جو کہا ہمنے وہ آرایش ہوئی
آئنہ کیطرح ہم اوسکے مقابل مین رہی

لیکے انگڑائی ترا دیوانہ یہ کہنے لگا
یہ بھی اک جھک تھی جو ہم قید سلاسل مین رہی

اب بہت مشق تصور کے سبب آرام ہے
اپنی جا بیٹھے رہی پر اوسکی محفل مین رہی

بات ایسی کیجئے جو غیر کو ظاہر ہو
یا مرے دلمین رہی یا آپکے دل مین رہی

گھر سے آئے تا لحد والسنے گئی سوئے عدم
بعد مرنیکے بھی ہم مشکل ہی مشکل مین رہی

حال مجنونکا سنا لیلے نے یہ روکر کہا
دھوپ مین صحرا نشین ہے کون محمل مین رہی

قتل گہہ مین آج پھر جلاد آئیگا ضرور
حکم آیا ہی ترقی رقصِ بسمل مین رہی

مانگتے ہی دل دیا مینے اوسے تعجیل سے
کم سے کم اتنا اثر تو دستِ سایل مین رہی

میرے مرنے سے بہت عبرت سبھونکو ہوئی
اب کوئی جانباز آکر کوئے قاتل مین رہی

بحرِ غم مین موت آئی دفن بھی ہونگی قریب
نقش وونکا نام بھی دامان ساحل مین رہی

آتشِ غم رازِ مخفی جسم ہے محبوب کا
دست موسی کیطرح وہ آبلہ دل مین رہی

ہے گناہونکا سبب پر یہ تعجب ہے شفیق
ایسا خالق اور کوئی آرزو دلمین رہی

خوب دنیا کا کارخانہ ہے
جیسے ہم ویسا ہی زمانہ ہے

وصل کی شب گذر گئی یون ہی
اونکا گیسو ہے اور شانہ ہے

دلکو تاکا جگر بھی چھید دیا
یہ بڑی مشق کا نشانہ ہے

کہا بلبل نے مین ہون گوشہ نشین
مین ہون اور میرا آشیانہ ہے

عمر بھر مجھکو اعتبار آیا
کیسا حیلہ ہے کیا بہانہ ہے

دلکو ارمان دیکھکر بولا
کیسا دلچسپ آستانہ ہے

میرے ہمت پہ پاسبان بھی ہین — کیسا سنسان قید خانہ ہے
جسکو کہتے ہین نوح کا طوفان — میرے گریہ کا اک نشانہ ہے

اب قناعت سے عمر کاٹ شفیق
شرفا کا یہی زمانہ ہے

چلا ہے دشت سے رٹ ہی زبانپر قید خانیکی — یہ دیوانہ ہے لیکن بات کہتا ہی ٹھکانیکی
خدا معلوم کس قیدی پہ کیسی حادثی گذری — بہت ویران ہوگئے ہین سندراہین قیدخانیکی
شبانہ روز چلتا ہون قدم اکدم نہین رکتا — مری تقدیر مین ہین گردشین ساری زمانیکی
رہی صحرا مین ہم پابند ہوکر ایک جا بیٹھے — رہی پیش نظر تصویر ہر دم قیدخانیکی
ہوا محشر بپا مین اپنی جا سے اوٹھ نہین سکتا — ابھی تک یاد ہی تکلیف مجھکو قیدخانیکی
ابھی انگڑائی لی تونے تو ہی بے انصافی کہدے — کسی بیکس کو ای ظالم ادا یہ بھی دکھانیکی
خوشی مین رنج سے زائد تڑپتا بڑھتا جاتا ہی — جذب باقی ہی میرے دلمین جیسے اونکے آنیکی
خوشی سے موت آئی ہی قدم زندان مین رکھتے ہین — محبت وحشت سی لائی ہی مجھکو قیدخانیکی
مسیحا سے کہا چارہ گرون نے آپ کیون آئے — نہین ہی سانس اسمین اب ضرورت کیا دکھانیکی
اثر اتنا ہی اونمین جو کوئی دیکھے وہ عاشق ہو — یہی ہین صورتین اچھی خدا کے کارخانیکی
مجھے ہی تجربہ اسکا مقدر کی برائی سے — ہین اچھے کام مین بدنامیان ساری زمانیکی
پھرے ہین عمر بھر نیرنگیان عالم کی دیکھی ہین — ہماری آنکھ مین تصویر ہی سارے زمانیکی
خوشی ہو یا کہ غم ہو اوسکو اپنے کام سے مطلب — ہوا کو بھی ہمیشہ سے ہی عادت خاک اوڑانیکی
شب وصلت بہت ہی مختصر کیونکر سے نکلین گے — بھری ہین دلمین میری حسرتین ساری زمانیکی
نظر جسوقت ڈالی دل جگر دونو گئے زخمی — یہ کیسی قاتلونکو مشق ہی ناوک لگانیکی
ہماری لاش پر ہنس ہنسکے وہ غیرون سے کہتے ہین — وہ مرتا ہی جسے عادت ہو صدمہ اوٹھانیکی
وہ میری گھر مین آنیکو ہین اونسے غیر کہتے ہین — ابھی سے ہو رہی ہین تیاریان مہمانکے جانیکی

ہوا سے کہتی ہی بلبل کہ آنکھ سینے او ٹھا لوگی
اسیر اگر کوئی آیا تو بلبل نے کہا اوس سے
بڑا تھا عاشق بیکس کا لاشہ اونکو جو دیں
بھلا ایسے کو قفس کا سمجھنا سخت مشکل ہے
وہ میرے پاس سے اوٹھکر اکیلے جا کے سوتے ہیں
وہان جاتے ہیں چھپ چھپ کے کبھی اونکو دیکھیں
ادھر تاکید ظالم کی نہ آنسو ایک بھی نکلے

گریے کی ایک بھی تھی جو میرے آشیانے کی
بتاؤ خیریت پہلے ہمارے آشنا نکی
حسین آئے ہوئے ہیں تیاریاں ہیت اوٹھانے کی
کوئی بھی بات ہو عادت نہیں تیری چڑھانے کی
اوٹھا ہوں میں مگر ہمت نہیں پڑتی جگانے کی
نہیں بھی پڑ گئی عادت تصور آزمانے کی
ادھر آنکھونکو عادت پڑ گئی دریا بہانے کی

شفیق اب چپ رہو تمنے مزاج اونکا بگاڑا ہی
تمھیں عادت ہی سننے کی اونھیں باتین سنانے کی

گھر سے اپنے نکلے جب قاتل گئے
جس جگہہ جا کر نہیں آتا کوئی
آیا بیماری میں عیسی کا خیال
اونکی در دیدہ نظر اوٹھنے لگی
دلکی عادت سے کہیں ٹھہرے نہیں
دل خدنگ ناز نے چھیدے نہیں
راہ فانی میں جو ہیں رکھا قدم
دیکھ کے جلاد کی تیغ ادا
ای مسیحا آج ضبط آہ سے
دیکھنے والونکے ہوش اوڑ گئے

مرنے والے راستے میں مل گئے
اوس ٹھکانے آپکے بسمل گئے
ضعف میں ہم سیکڑون منزل گئے
ہے یقین پھر عاشقونکے دل گئے
تا ورجانان یون ہی بسمل گئے
کیا خطا اوسکی نشانے ہل گئے
جانے والے خاک میں سب مل گئے
قتل گہہ سے سیکڑون گھایل گئے
دل جگر کے زخم سارے کھل گئے
جس ٹھکانے آپکے بسمل گئے

یہ تمھاری کیسی حالت ہی شفیق
آکے سب احباب تمسے مل گئے

گر پڑے جب تھک کے ہمسے ناتوان دیکھا کئے
ہو گئی جب آڑ گرد کاروان دیکھا کئے

موت کے ہاتھوں سے ایسی بیبسی عالم مین ہی
[illegible] ان پڑ گئے اور نوبران دیکھا کئے

کوئی جانا مین یوہین کی زندگی ہمنے بسر
جابجا [illegible] کی تربت کے نشان دیکھا کئے

کچھ تعلق دلکو تھا ایسا خدنگ ناز سے
عمر بھر ہم اپنے سینے کے نشان دیکھا کئے

ہجر کی تکلیف کچھ دن اور سہنی تھی اونھین
مرگئے اچھے بھلے ہم نیم جان دیکھا کئے

ہجر مین جو حال تھا میرا وہ اوسنے پوچھے
جھکو عبرت سے زمین و آسمان دیکھا کئے

کس دلیری سے کیا ہی کام اپنے قتل کا
سب تری ارمان دلکو نوجوان دیکھا کئے

خوف سے صیاد کے گلشن سے ہم باہر رہے
راتکو آکے اپنا آشیان دیکھا کئے

جو نڈر تھے وہ رہے گلشن مین کس آرام سے
ہم ٹھکانا ہی برائے آشیان دیکھا کئے

عشق کی صحرا مین ہر وحشی کا ہم تھین راہبر
قیس بھی میرے ہی قدمونکا نشان دیکھا کئے

دل ہوا گھایل جگر پہ ہاتھ ہم رکھتے رہے
تیر کس جا پر پڑا اور ہم کہان دیکھا کئے

اونکی نظروں مین سمائین آسمانکے جور کیا
عمر بھر جو گردش چشم بتان دیکھا کئے

چارہ گر کہتے تھے اس سے ناامیدی ہو گئی
دیر تک وہ آج نبض ناتوان دیکھا کئے

بزم خوبان مین ہمین تو دیکھتا تھا بار بار
ہم بھی چھپ چھپ کی تجھے او بدگمان دیکھا کئے

کیا جوانی چیز تھی جسمین کہ نے خوف و خطر
کام کرتے تھے وہی جسمین زیان دیکھا کئے

ساکن گور غریبان کچھ نہین معلوم ہی
جو مٹی قبرین ہین ہم اونکے نشان دیکھا کئے

تیری وقت جان کنی کچھ ایسی حالت تھی شفیق
مہربان کا ذکر کیا نامہربان دیکھا کئے

نہ آیا جسے چین وہ دل یہی ہے
جو اک عمر تڑپا وہ بسمل یہی ہے

اشارہ کیا اوسنے دل تھامکے بولا
مجھے جسنے مارا وہ قاتل یہی ہے

ابھی آئینہ مین جسے دیکھا تونے
اگر ہے تو تیرا مقابل یہی ہے

اذیت میں فرقت کی دل کہہ رہا ہے
نہ آسان کبھی ہو وہ مشکل یہی ہے

اسے کیوں اڑایا خدنگ نظر نے
میں کہتا رہا حسرت دل یہی ہے

اوسے چھیڑ شکوہ بروز قیامت
کہو لگا میں چپکے سے قاتل یہی ہے

تری تیغ ابرو کی ہے برق بسمل
جو تا حشر تڑپے وہ گھایل یہی ہے

بہت بن کے چلتا ہے مقتل میں ظالم
ادا اوسکی کہتی ہے قاتل یہی ہے

جنازہ مرا دیکھکر بولے سب سے
مری تیغ ابرو کا گھایل یہی ہے

شفیق اتنی ہو شاعری میں بھی قوت
اٹھیں اونگلیاں تجھپہ جاہل یہی ہے

ہجر کی شب ہی مختصر نہ ہوئی
لاکھ تڑپے مگر سحر نہ ہوئی

سہے ہمنے ہی پر بگاڑ قاتل سے
اتنی سی بات درگذر نہ ہوئی

کیا صفائی ہے تجھ میں تیر نظر
چھد گیا دل مجھے خبر نہ ہوئی

وہ جو آتے مریض بچ جاتا
ایسی تدبیر چارہ گر نہ ہوئی

ایسا ناداں ہوں میں فرقت میں
آہ بھی لایق اثر نہ ہوئی

نخل الفت بھی بے مراد رہا
کبھی شاخ اسکی باروَر نہ ہوئی

نوک مژگاں ہے بیچ سینے کے
خیر ہے یہ ادھر ادھر نہ ہوئی

در قاتل پہ مجھکو پہونچاتی
موت بھی میری راہبر نہ ہوئی

چارہ گر چپ ہیں مرگیا بیمار
کوئی تجویز کارگر نہ ہوئی

دل جگر اسطرح ہوئی گھایل
ایک کی ایک کو خبر نہ ہوئی

شب وصلت کو طول ہو جاتا
کوئی ایسی کبھی سحر نہ ہوئی

عشق میں ایکدن مرے ہاتھوں
تمکو راحت دل و جگر نہ ہوئی

شب وصلت لڑائیکے ہاتھوں
اپنی تو خیر سے سحر نہ ہوئی

آئے بھی ہاں تو بل ہین ابر و پر
مر گیا گھٹ کے آپکا وحشی
قبر ایسی زمین پہ ہے میری

ہے ہمسے سید ھی کبھی نظر نہ ہوئی
اکدن قید مین بسر نہ ہوئی
جو جسے ہیں انکی رہ گدر نہ ہوئی

مر کے اپنا شفیق صدمہ ہے
قبر اوسکی قریب در نہ ہوئی

ناراض سنکے وہ بت بے پیر ہو نہ جائے
بیمار ہو گئین دشت مین اوٹھتا نہین قدم
خلوتمین مین ہون وہ ہین مگر یہ خیال ہے
کہتے ہین چارہ گر سے تڑپنے نہ دو اسے
ممکن نہین کہ بات کرے بزم مین کوئی
لکھتا ہون واقعات مگر یہ خیال ہے
اسواسطے برا نہین کہتا نصیب کو
دست جنون سدا مرے دلکا خیال رکھ
مقتل مین مجھکو کھیکے لئے جاتا ہے یہ شوق

اولٹی ہمارے نالونکی تاثیر ہو نہ جائے
یہ ضعف میرے پاؤنکی زنجیر ہو نہ جائے
دشمن مرا کہین فلک پیر ہو نہ جائے
اسکے جگر کے پار کہین تیر ہو نہ جائے
جب تک کہ ختم یار کی تقریر ہو نہ جائے
ظالم کا ایک ظلم بھی تحریر ہو نہ جائے
ناراض مجھسے کاتب تقدیر ہو نہ جائے
ڈرتا ہون چاک یار کی تقصیر ہو نہ جائے
جلدی چلو کہ قتل مین تاخیر ہو نہ جائے

دیوانہ ہے شفیق مگر یہ خیال ہے
اس بیخودی مین یار کی تقصیر ہو نہ جائے

خون ناحق کے اثر سے اپنا تو مدہوش ہے
ہین کہین آنکھین نہین معلوم وہ بیہوش ہے
غمزدہ سب دیکھ لین تہذیب اسکا نام ہے
کہتے ہین دیوانے مر جائین گر زندان ضرور
کہنا یہ قاصد جو وہ پوچھین مری وحشت کا حال

کیا خیال آیا ہے ظالم جواب خاموش ہے
ناامیدی ہے کسیکا منتظر خاموش ہے
بیکسو نکو روتی ہے شبنم مگر خاموش ہے
جائین صحرا مین کہ اوسکی جنونکا جوش ہے
جسقدر غافل ہے تو اوتنا ہی وہ مدہوش ہے

ہاتھ میں زنجیر ہے پاؤں میں دوہری بیڑیاں
خود بخود ہنستا ہے کیا دیوانگی کا جوش ہے

خوف کیا عصیاں کا مجھکو تیری رحمت ہی نہ بس
جانتا ہوں میں کہ تو عالم کا پردہ پوش ہے

دوستو اوس سے شکایت ظلم کی کیا فائدہ
شرم سے میت پہ میری آپ وہ خاموش ہے

حشر تک مجھکو سلایا ہے بڑے آرام سے
اے لحد جا امن کی مجھکو ترا آغوش ہے

کونسا میخوار اوسکی بزم میں آج آ گیا
رند سب محفل میں خوش ہیں ذکر نوشا نوش ہے

ہم سے سنتا بعد مرنے کے نہ دیکھے اور کو
اس سبب سے قبر میں عاشق ترا روپوش ہے

اوس سے جو کہتا ہوں چپکے سے سنا کرتی ہے زلف
راز دار عشق ہے یہ بھی قریب گوش ہے

وقت گلگشت چمن دیکھیں تماشائی ذرا
کسکا ہے دست حنائی اور ہمارا دوش ہے

میرے مرنے کی اوداسی نے کیا اتنا اثر
بزم سب سنسان ہے شمع سحر خاموش ہے

باغ عالم میں حسینوں کی دورنگی خوب ہے
وضع میں سادہ کوئی کوئی مرصع پوش ہے

ہے کشش الفت کی گر اغیار دیکھیں ضرور
پھر وہی ہم ہیں وہی دلبر وہی آغوش ہے

آ کے میت پر مری وہ ناز سے کہنے لگے
سانس بھی لیتا نہیں اسدرجہ یہ بیہوش ہے

غیر سے کہنا کہ یہ بھی وقت آکر دیکھ لے
اب جنازہ ہے کسیکا اور کسیکا دوش ہے

یہ نبی اللہ تیرا مرتبہ سمجھا شفیق
عرش اعلے پر گئی ایسی تری پاپوش ہے

شادی و غمسے جئیں گے اور مرتے جائینگے
زندگی کے دن بہر صورت گذرتے جائینگے

ناامیدی دلکے سب ارمان مرتے جائینگے
حادثے ایسے ہی آنکھوں سے گذرتے جائینگے

وقت زینت اونسے کہتی ہے ادا سنبھلے رہو
عاشقوں کے دل میں سب نقشے اوترتے جائینگے

زخم اتنے ہوں کہ ہمسا کوئی بھی زخمی نہو
حشر تک ہم آپ ہی کا نام کرتے جائینگے

سرگذشت عمر پوری حشر میں کہنا پڑی
دل اگر ٹھہرا تو ہم بھی یاد کرتے جائینگے

پوری مشتاقی ہمارے دلپہ کی ناوک فگن
نقص ہے اتنا لہو میں تیر بھرتے جائینگے

منتظر میخوار اوسکے بزم مین بیٹھے رہین
کرکے زینت بھیجئے نہ اونکو رات بھر چھیڑین حضور
دیکھئے ناواقفان عشق کا ہے امتحان
آتش فرقت کی گر حدت بڑھیگی دلمین اور
اونکی خوشبو کی ہے بیکار کا غصہ مگر
ہین محافظ ساتھ لیکن ہمسے دیوانونکو کیا
قیس بھی فرہاد بھی صحرا مین دونون مل گئے
جسقدر تو فکر کرتا جائیگا اے چارہ گر

آئیگا ساقی سبو ونکے جام بھرتے جائینگے
ہے اگر بگڑے تو نکلیں گے [illegible] بھرتے جائینگے
تھا مگر دل سامنے قاتل کے ڈرتے جائینگے
آبلے پوشیدہ ہین [illegible] بھرتے جائینگے
تو نگاڑے جائینگے [illegible] جائینگے
جائینگے [illegible] کرتے جائینگے
کہلیگا دل اپنے [illegible] کرتے جائینگے
زخم جو سینے [illegible] ہین دلبر [illegible] جائینگے

دیکھکر حالت تری احباب کہتے ہین عشق
سنتے ہم آئے تھے اب افسوس کرتے جائینگے

بگڑے ہین وہ دل زخمی کی قضا آئی ہے
شعلہ رو عشق ہے تیرا یہ صدا آئی ہے
آپکی یہ بھی کرامت ہے کہ وقت زینت
مرنے جینے کا نہین لطف رہا فرقت مین
یہ تشفی اونھین صحت کے لئے کافی ہے
طرفہ عاشق ہین کہ قبضے مین ہے ہستی و عدم
دن تو فرقتکا گذر جاتا ہے ہر صورت سے
قبر پامال مری کرتے ہین یہ کہہ کہکر
شغل مے چھوڑ دیا ہمنے زمانہ گذرا
نبض دیکھی نہ کبھی حال کسیکا پوچھا
رات وہ ہجر کے کاٹے سے نہین کٹتی تھی

نالے کرتے ہین کہ اف اف کی صدا آتی ہے
دیکھے ہر زخم سے جب گرم ہوا آتی ہے
ہاتھ باندھے ہوے ایک ایک ادا آتی ہے
نہ تو یار آتا ہے مجھ تک نہ قضا آتی ہے
ہنسکے کہتے ہین مریضو نسے دوا آتی ہے
روز ہم جیتے ہین اور روز قضا آتی ہے
رات آتی ہے کہ اک سر پہ بلا آتی ہے
اسکی مٹی سے مجھے بوئے وفا آتی ہے
اسکو برسات مین بیکار گھٹا آتی ہے
اچھے عیسٰے ہین مریضونسے حیا آتی ہے
جب مجھے یاد تری زلف رسا آتی ہے

ذکر کرتا ہے جو محشر کا فقط اے واعظ
یاد اوس زلف کی شور اٹھے ہین کشش اتنی ہے
شب تاریک مین جسنا دکھا سچا ہے محال
اوسکی تربت بھی بڑی ہے جو نہین بسنے کے لئے
پاپ ... ہین رحمت خدا کی ہمپر

اور کچھ بات بھی اے مرد خدا آتی ہے
ہمسے ملنے کے لئے زلف رسا آتی ہے
عشق گیسو مین عجب سر پہ بلا آتی ہے
فرد عصیان کی مرے پیش خدا آتی ہے
کیسی میخانے پہ گھر گھر کے گھٹا آتی ہے

زرا کاٹنا مشکل ہوا کہتا ہے شفیق
ہم تو سنتے تھے بہت تمکو جفا آتی ہے

جاتے ہین مست وان دل مضطر لئے ہوئے
پہلو قرار کا دل مضطر لئے ہوئے
مشعلین جسنے دیکھا وہ بے موت مر گیا
وہ منہ تمام آپ سے اب لگتے تو خوب ہے
غیر دلنے کری یہ کہے اب آکے دیکھ لین
اوٹھتا ہے میرے پاس سے ہنستا ہوا ابھی
کوچہ مین اوسکے مرنیکی امید ہو گئی
مدت کے بعد اوٹھے ہین کوچے سے یار کے
سنتا ہے ہم اب نہ آئینگے کوچہ مین یار کے
فرقت مین اپنی جان سے ہم ہاتھ دھو چکے
باقی رہے نشان یہ منظور ہے اونھین
سبکو دکھانے جاتے ہین شمشیر خونچکان
دیوانیکا یہ حال ہے دم کا شمار ہے
کوئی اسیر مر گیا جاتا ہے سوئے باغ

اوس بزم مین چلے ہین یہ ساغر لئے ہوئے
آتا ہے کوئی ہاتھ مین خنجر لئے ہوئے
خنجر ہے اس ادا سے ستمگر لئے ہوئے
جاتا ہون اپنے قتل کا محضر لئے ہوئے
وہ ساتھ ہین مجھے سر محشر لئے ہوئے
دل میرا اپنے ہاتھ مین دلبر لئے ہوئے
برسون ہوئی ہین مجھکو وہان گھر لئے ہوئے
بوسیدہ اپنا تھوڑا سا بستر لئے ہوئے
غم تو یہ ہے کہ جاتے ہین بستر لئے ہوئے
وہ خواب مین بھی آئے تو خنجر لئے ہوئے
آئے ہین میری قبر کا پتھر لئے ہوئے
آتے ہین قتل گہ سے کئی سر لئے ہوئے
فصاد چپکے بیٹھے ہین نشتر لئے ہوئے
صیاد اپنے ہاتھ مین کچھ پر لئے ہوئے

دربان نے اوٹھایا ہے کوچے سے یار کے
جاتے ہین اپنے وہ خیمہ بستر لئے ہوئے

ہے بیکسی حسینون جاتے ہین سوئے باغ
سب اپنے اپنے ہاتھ مین ساغر لئے ہوئے

کہتے ہین اس مہینے مین کتنے ہوئے ہین قتل
اغیار پاس بیٹھے ہین دفتر لئے ہوئے

لاغر جو مجھکو دیکھا تو کہتے ہین وہ شفیق
یہ بوجھ اپنے سر کا ہے کیونکر لئے ہوئے

گر دل بیتاب تجھپر تیر چلتے جائینگے
رفتہ رفتہ سب یون ہی ارمان نکلتے جائینگے

کہنا اے قاصد مسیحا سے کہ اتنا سوچئے
ہونگے وہ اچھے کہ جنکے دل بہلتے جائینگے

جس جگہ جانا ہی ہمکو مر کے پہونچینگے وہان
ہر زمانیکی طرح کروٹ بدلتے جائینگے

دل ہوا گھایل مگر اس بانکا صدمہ بھی ہے
آتش فرقت سے تیرے تیر جلتے جائینگے

کہتا ہے اپنے مریضون سے مسیحا آن کر
تم تو اچھے ہو گئے وہ بھی سنبھلتے جائینگے

ہو تماشائی کہ عاشق اونکو اس ہی کام کیا
دل اسین گو جس سی ایسی راہ چلتے جائینگے

ظلم سے صیاد سب یہ قید مین مر جائینگے
گر اسیران قفس کے دل بہلتے جائینگے

وہ ابھی نام خدا کمسن ہین کیا بچپن ہین
بات کرنے مین بھی وہ مجھسے ٹہلتے جائینگے

درد دل کہتا ہی مجھسے اونکو آنے دیجئے
آئینگے ہنستے کف افسوس ملتے جائینگے

ہر در و دیوار زندان کی ہی تصویر یار
ایسی صورت ہی تو دیوانے بہلتے جائینگے

بزم عالم کی یہی حالت رہیگی حشر تک
شمعین جلتی جائینگی پروانے جلتے جائینگے

دیکھکر حالت زمانہ مین عزیزون کی شفیق
جو بہت بیہوش ہین وہ بھی سنبھلتے جائینگے

یہ سنکے مرنیکا اب اضطراب رہتا ہی
کہین جہان مین کسیکا شباب رہتا ہے

کبھی جو صورت تصویر وہ کھنچے مجھسے
یہ سچ ہی پھر مرا نقشا خراب رہتا ہے

کبھی یہ زلفین اوسکی کبھی یہ فکر مین ہی
کہان کہان دل خانہ خراب رہتا ہے

یہان ایلدا ن بھی نہ دیکھون جو ناہجا اوسکو
دل و جگر کو بہت اضطراب رہتا ہے

خدنگ ناز کی بے التفاتیون سے حضور
ہمیشہ آبلۂ دل پر آب رہتا ہے

یہ کیا غیرون نے ساقی کو آکے گھیر لیا
او بعضون کے دور مین جام شراب رہتا ہے

یہین حسن کے دروازہ پر اسنا اترائین
سمجھ تو لین کہ بہت کم شباب رہتا ہے

سنا ہے سر کے لیے یون حیات ملتی ہے
اگہ حقیقی و پید و سوال و جواب رہتا ہے

شفیق شاعری کو اپنی مغتنم سمجھو
کہ زندگی کا بہت کچھ عذاب رہتا ہے

ٹھوکرین کھاتا ہے عادی کوچۂ دلبر کا ہے
ہو گیا غارت مجھے افسوس اپنے دل کا ہے

راستہ مشکل سنا ہے عشق کی منزل کا ہے
آسرا اللہ کا یا کچھ سہارا دل کا ہے

سرخ ہے ایسا کہ شہرہ ناوک قاتل کا ہے
مجھکو بھی الفت ہے اسمین خون میرے دل کا ہے

زخم سب بہتے ہین کچھ ایسا تسلسل دل کا ہے
سارے عالم کی زمین پر خون ترے بسمل کا ہے

بحر غم مین پھنس گیا ہون کس سے پوچھون کون ہے
راستہ سیدھا کہان تک دامن ساحل کا ہے

زخم کھا کر ہر طرف پھرتا ہے اتراتا ہوا
تیری بدنامی ہے گر نقشہ یہی گھایل کا ہے

شرم سے گردن جھکائے ہاتھ پھیلائے ہوئے
مانگتا ہے دل کہ کیا نقشہ مرے سائل کا ہے

زلزلہ عالم مین آئیگا رہے اتنا خیال
اب تڑپنے کا ارادہ آپکے بسمل کا ہے

جان دینا مجھکو آسان قتل کرنا اونکو سہل
جیسا دل میرا ہے ویسا دل مرے قاتل کا ہے

ہمنے صورت بھی نہ دیکھی وہ رہے اونکے قریب
سچ تو یہ ہے کیا مقدر پردۂ محمل کا ہے

قتل گہہ مین تو ذرا جلاد جاکر دیکھ تو
جان خود دیدے ارادہ یہ ترے گھایل کا ہے

دو ٹھکانے ہین حسینونکا جہان مجمع رہا
دل ہمارا یا مرقع آپکی محفل کا ہے

وہ مقابل ہین تو کیا پھرتا ہے گھبرایا ہوا
آج تو کچھ اور ہی نقشہ مہ کامل کا ہے

آپ جب جا پر کھڑے ہین وانسے ہٹ جاتے ہین حضور
وہ تڑپنے کا ٹھکانا آپکے بسمل کا ہے

وحشیون کی قید مین بھی خوب دلچسپی ہی
ہر در و دیوار پر نقشہ تری محفل کا ہی

اوسکے عہد حسن مین عالم ہی مشتاق اجل
جس کسیکو دیکھیے گھایل مری قاتل کا ہی

دست و پا گلنار قاتل کے ہین مجھکو عید ہی
کچھ تو ہی رنگ حنا کچھ خون میری دل کا ہی

دیکھ لینا حضرت موسیٰ ہزارون راز ہین
وہ یہ سینا نہین چھالا ہماری دل کا ہی

رات کو عشاق سوئے ہین کفن پہنے ہوئے
صبح ہوتے ہی ارادہ عشق کی منزل کا ہی

ہینز نامہ اوسکو بھیجا سنکر وہ بولا شفیق
پڑھ نہین سکتا کوئی خط کسی جاہل کا ہی

آنکھ سے آنکھ ملا دیجیے حیرت کیا ہی
پھینیے دلکو مرے چشم مروت کیا ہی

کبھی غصے سے کبھی ہنسکے مرا دل چھینا
الحذر اے ستم ایجاد انکی عادت کیا ہی

مر گیا غیر کوئی روئے ہو اوسکے غم مین
آئنہ لیکے ذرا دیکھو تو صورت کیا ہی

اوسکی تصویر خیالی ہی مرے پیش نظر
وصل کی رات ہی میری شب فرقت کیا ہی

اپنے جو مرتا ہی یہ اوسکو سمجھتے ہین برا
کیسے منصف ہین حسین انکی عدالت کیا ہی

کبھی چھینا کبھی پھیرا کبھی پامال کیا
دیجیے دل مرا ابکار کی حجت کیا ہی

مجھسے جب پہلے پہل آنکھ لڑی تھی تمسے
اوسی انداز سے پوچھو مری حسرت کیا ہی

یہ کوئی بھی نہین سمجھو کہ شفیق اچھا ہی
شان معبود ہی سب یہ مری حقیقت کیا ہی

اُف کہیکے غش مین ہو مہ تابان ابھی ابھی
دکھلاؤن گر اوسے دل سوزان ابھی ابھی

قاتل سے اپنے دل کی تمنا اگر کہون
ہوگا تو میری جان کا خواہان ابھی ابھی

خلوت مین ایسی بات کہونگا مین شوخ سے
ہوگا وہ اپنے دلمین پشیمان ابھی ابھی

وہ بت جو اپنے رخ سے اولٹ دے کہین نقاب
آئین گے در پہ گبر و مسلمان ابھی ابھی

سفاک سنکے کہتا ہی زینت اگر کرون
ہوجاے تیرے قتل کا سامان ابھی ابھی

تا صبح نیند بھی تو نہین آئی تو رہ کے مجھے
دیکھا ہے مینے خواب پریشان ابھی ابھی

قاتل سے اپنے دل کی تمنا اگر کہون
ہوگا وہ میری جان کا خواہان ابھی ابھی

کہتا ہے کوئی وقت دعا میرے کان مین
ہوتی ہین مشکلین تری آسان ابھی ابھی

دست جنون کا خوف سے لپٹا ہے یون گلے
قاتل بنا ہے میرا گریبان ابھی ابھی

اٹھو تو کچھ ہی یہ حبیب ... راہین ہا ہم شفیق
کیون ہو گئی وہ زلف پریشان ابھی ابھی

غور کی کیا فکر خالی جائیگی
ساتھ تصویر خیالی جائیگی

آئے ہین جانباز سب در پر ترے
تیغ اب کسدن سنبھالی جائیگی

پھر بلایا مجھکو بزم غیر مین
بات پھر کوئی نکالی جائیگی

بوسہ ہر دشنام پر گر ہم بھی لین
جب تمھارے منہ سے گالی جائیگی

تجھ مین سے بھی اے زمین کوے یار
قبر کی تھوڑی سی خالی جائیگی

کہتا ہے اوسنے مرا شوق وصال
کب تمھاری خورد سالی جائیگی

ہجر کی شب کہتا ہے گھٹ گھٹ کے دل
کسطرح یہ رات کالی جائیگی

چھوٹنے گر سونے سے مستی کی دھڑی
پھر ابھی اوٹھکر جمالی جائیگی

خون تیرے پاؤن سے گر چھوٹے نہین
جب دلونکی پائمالی جائیگی

ناامیدی سے مجھے موت آئیگی
گر نگاہ لطف خالی جائیگی

ظلم کی فہرست رہنے دیجیے
آپسے روز جزا لی جائیگی

تم اوٹھے بیمار غم کے پاس سے
اوسکے چہرہ کی بحالی جائیگی

امتحان لینے مرا پھر آئے ہین
پھر کوئی حسرت نکالی جائیگی

یاد رکھ جس دن قیامت آئیگی
تیرے چلنے کی ادا لی جائیگی

گل کا بوسہ لے رہی ہے بے ادب
باغ سے بلبل نکالی جائیگی

کہتے ہین میخوار مفلس ہائے ہائے — یہ گھٹا تو یون ہی خالی جائیگی
دید گل کو خوف سے صیاد کے — ہچکیان بلبل ڈالی ڈالی جائیگی
نزع مین وہ آئے مشکل ہے مجھے — کسطرح سے موت ٹالی جائیگی
کہتے ہین میخوار سر کو پھوڑ کر — کب الٰہی خشک سالی جائیگی
اپنا دل ہم آج دیکھین گے ضرور — سینے سے برچھی نکالی جائیگی

جا کے خلوت مین سنبھلنا اے شفیق
تیرے دلکی آج تھالی جائیگی

لیجائین خواستگار دل بیقرار کے — تیار کیمیا کرین یارے کو مار کے
دیوانگان زلف دن آئے بہار کے — زنجیر دی رہی ہے صدائین پکار کے
جیسے جلی ہے آپکے شیدا کی قبر پر — آنسو کبھی تھمی نہین شمع مزار کے
روشن جو اپنے دست حنائی سے وہ کرین — آنسو بھی سرخ ہون مری شمع مزار کے
ہمنے لحد مین آکے بڑی سختیان سہین — کچھ آسمانسے کم نہین تختے مزار کے
یہ قبر مین لٹا کے حسد مجھسے دوستو — روزن بھی بند کرتے ہو میرے مزار کے
برچھی ہوا اٹھا سرمے کا دنبالہ قلب کو — دیوانہ کر دیا ہے مجھے گیسو سنوار کے
کہنا ہے تخلیہ مین کسی سے جو حال دل — احباب ہٹ گئے ہین لحد مین اوتار کے

کیونکر نہ شاعری تری مقبول ہو شفیق
سکے جہان مین چلتے ہین میری دیار کے

بگڑ بگڑ کے بت شرمسار کہتا ہے — تو مجھسے وصل کو کیون بار بار کہتا ہے
کبھی خزان تو کبھی وہ بہار کہتا ہے — وہ رنگیان چمن روزگار کہتا ہے
پلائے جا مجھے ساقی تو پوچھتا کیا ہے — زبان سے بس بھی کبھی بادہ خوار کہتا ہے
گیا ہے شیخ بھی بھٹی پہ فصل ابر مین — پیونگا مین بھی مئے خوشگوار کہتا ہے

گئے ہین شیخ بھی کعبتی پہ اونکی شامت ہی
بسر کی کون سی صورت وہ ہر زبان ہی تو
خدا نے چاہا تو اوس جا پہ جا کے دم لینگے
نسیب نخل تمنا ہی ان حسینون کا
صبا کا جھونکا نہین ہی خزان سمجھ جاو
نہے تو سمجھا ہے کیا واعظا بتا تو سہی
لحد غریب کی ہے آ کے فاتحہ پڑہ لو

پیو پیو یہ ہر اک بادہ خوار کہتا ہے
مین ایک کہتا ہون تو دس ہزار کہتا ہے
جہان ہمارا دل بیقرار کہتا ہے
خزانکا در بھی فصل بہار کہتا ہے
گلو نے آ کے پیام بہار کہتا ہے
ہر اک بات کو تو بار بار کہتا ہے
سلجھو نے میرا یہ سنگ مزار کہتا ہے

نہ یار ہجر مین آئے تو موت آ جائے
یہ ہی شفیق دل بیقرار کہتا ہے

پیش نظر ہے سیر ہر اک جلوہ گاہ کی
صیاد نے اسیرونکی حالت تباہ کی
سنکر صدا بتون نے بھی حالت تباہ کی
سنو ٹے سی بات کرتا ہی پہچانتا ہو مین
لے لیکے نام یار کا دیوانہ مین ہوا
عصیان تمام ساتھ گئی بعد مرگ بھی
کانو نپہ ہاتھ سینے رکھے کہہ کے الحذر
مردہ ہوا جو دل تو جگر رو کے کہتا ہی
کوچے مین اوسکے آنکھو نپہ بردیسی تر گئے
کھدونگا اوس سی حشر مین سنتی ہی تیرا نام
کوچے مین اوسکی جا نہ سکے گھر نہ آسکے
خط دیکے اوسکی بزم مین کچھ نکتہ چین بھی

کچھ حد نہین جہان مین ہماری نگاہ کی
اوسکی زبان کاٹ لی جس جس نے آہ کی
کس ناتوان نے ایسی زبردست آہ کی
چتون ہی اور ہوتی ہی بدلی نگاہ کی
ذکر وفا نے کیا مری حالت تباہ کی
بے شبہ کوئی حد نہین اپنے گناہ کی
پرسش ہوئی جو حشر مین میری گناہ کی
میت اوٹھی گی ساتھ تری خیر خواہ کی
اوڑا اوڑ کے میرے منہ پہ پڑی گرد راہ کی
حالت خراب ہو گئی میرے گواہ کی
سنتے تھے آج دیکھ لی افتاد راہ کی
قاصد خبر بھی لیا سفید و سیاہ کی

ہر سمت ہر مقام پہ آتا ہے تو نظر — ای ہمنے سیر خوب تری جلوہ گاہ کی

اوڑتی ہے تیری خاک بگولوں مین ای شفیق
کمبخت تونے مرکے بھی حالت تباہ کی

زندگی بھر مبتلائے غم رہے — کیا وہ ایسا تھی کہ جسمین ہم رہے
جسکے باعث سے ہزار دن غم رہے — اوسکو سینے مین چھپائے ہم رہے
جو کسی کے وقت مدد مین کام آئین — آدمی ایسے جہان مین کم رہے
کیا وہ قصہ بھانہ اب تک جی ہوا — مجھسے وے لیسے مشوری یا ہم رہے
مین گیا جب غیر نے کی ایسی بات — کچھ مزاج یار ہی برہم رہے
ہے یقین اوسکو بھی رحم آجائیگا — گر انھین قدمونپہ گردن خم رہے
ہم فقیروں کو چھکا یا ساقیا — میکدے کی خیر تیرا دم رہے
ابتدائے درد مین دیکھین اونھین — پھر نہین معلوم کیا عالم رہے
موت فرقت مین بھی تو آتی نہین — کس ٹھکانے پاؤن تیرے جم رہے
مرگیا دل ناصحا اتنا سمجھ — کچھ دنون تو آنکھ میری نم رہے
شہر خوبان مین مری گر موت آئے — پھر حسینونمین مرا ماتم رہے
میرے سوم مین وہ آکر کہہ گئے — کم سے کم چالیس دن ماتم رہے
ہے یقین سینے مین شق ہو جائیگا — ایکدم مین کسکا کسکا غم رہے
وقت زینت نام یوسف سن لیا — آئنہ دیکھا کئے برہم رہے
دل یہ کہتا ہے کہ تو مرجائیگا — ایک لحظہ بھی اگر برہم رہے

ہے یقین تیری لحد پر ای شفیق
دھوپ دنکو راتکو شبنم رہے

ہمیشہ سے میری یونہی چشم نم ہے — ہم اپنا نہین غم تو غیرونکا غم ہے

مرا ابتدا ہی سے ہونٹوں پہ دم ہے
چمک ہو رہی ہے ابھی درد کم ہے

سمجھکر یہی اوس جگہہ مین مٹا ہون
وہ پھر آئیگا جسکا نقش قدم ہے

طبیبون نے آکر لیا نام اونکا
نہ اب درد دل ہی نہ اب رنج و غم ہے

اگر وہ نہ آئے تو مین جان دونگا
کسی کی زبان ہی کسی کی قسم ہے

بیان اوٹھکے کر خواب جو تو نے دیکھا
ارے سونے والے بہت رات کم ہے

اطبا مجھے دیکھکر کہہ رہے ہین
بچیگا یہ کیونکر محبت کا غم ہے

پریشان جو دیکھا تو بولے وہ ہنسکر
شفیق اب تجھے کسکا رنج و الم ہے

کیا خوب عدل اوسکے خدنگ نظر مین ہے
جتنا کہ زخم دل مین ہے اوتنا جگر مین ہے

مینے سنا کہ غیر گئے اوسکے در پہ آج
یہ سچ ہوا تو موت مری اس خبر مین ہے

مین ڈر رہا ہون غیر کو اسکی خبر نہو
یہ راز جو حضور کی سیدھی نظر مین ہے

قاتل کی ان اداؤن نے بیچین کر دیا
قبضہ پہ ہاتھ اور سروہی کمر مین ہے

اک عمر گذری اک سحر ہوا دوسرا چلا
اللہ اتنا فاصلہ قلب و جگر مین ہے

پہلو سے میرے لپٹا ہے دل کہکی الامان
سناٹا کیسا ہجر کی شام و سحر مین ہے

مرقد کا بھی نشان نہین وہ خاک اوڑگئی
پتھر فقط پڑا ہوا اک رہ گذر مین ہے

واعظ کو سنکے کہنے لگے رند ہٹ چلو
تقریر سب بھری ہوئی اسکی اثر مین ہے

صحبت مین اونکی غیر نظر آئے چار سو
کس سے کہین کہ درد ہماری جگر مین ہے

زندان مین سر کو پھوڑکے دیوانہ مرگیا
خون جابجا بھرا ہوا دیوار و در مین ہے

مجھسے بلائین سب یہ شب ہجر کہتی ہین
بس تیرا خاتمہ بھی اسی رات بھر مین ہے

بلبل سے گل یہ کہنے لگے بوستان سے جا
وحشت بھری ہوئی تری ایک ایک پر مین ہے

مرنے سے تیری دوست یہ کہتے ہین اے شفیق
دنیا اوداس ہوگئی گو لاش گھر مین ہے

دیکھے دھوکا عمر فانی جائیگی | پیری آئیگی جوانی جائیگی
پیری مین لکنت زبان کرنے لگی | اب ہماری خوش بیانی جائیگی
داغ دل سے وہم آتا ہے مجھے | قبر تک جسکی نشانی جائیگی
وصل کی شب مین اوٹھین گر نیند آئی | رائگان میری کہانی جائیگی
گم شدہ دلکا پتہ مل جائیگا | کچھ دنون تک خاک چھانی جائیگی
ہم صلاح خیر تو دیتے تمھین | کیون ہماری بات مانی جائیگی
زخم دل رہنے دو اے چارہ گرو | قبر تک اوسکی نشانی جائیگی
دل ضعیفی مین بھی کوئی چوٹ کھا | جب تری عادت پرانی جائیگی
وہ خدنگ ناز آیا موت ہٹ | ساتھ میرے تو بھی سانی جائیگی
کاٹ لی صیاد تو نے گر زبان | بلبلونکی نغمہ خوانی جائیگی
پھر چمن مین آگئی فصل خزان | سبزہ کو پوشاک دھانی جائیگی
مثل موسی غش تمھین آجائے گر | جب تمھاری لن ترانی جائیگی
آمد پیری سنے گی جس گھڑی | پیشوائی کو جوانی جائیگی
پھر بلایا مجھکو بزم غیر مین | بات کوئی دلمین ٹھانی جائیگی
سوچ تو ادبار جیدن آگیا | مہربان کی مہربانی جائیگی
کہتے ہین شوق شہادت ہی جنھین | سر کٹے گا سرگرانی جائیگی
وسکے کہتے مین اگر مین آگیا | مفت مین پیری جوانی جائیگی
ہم عدم پہونچین گے اوٹھتے بیٹھتے | ساتھ اپنے ناتوانی جائیگی
سنتا ہون اس سخت جان کی قتل کو | آج تیغ اصفہانی جائیگی
آگیے گر غیر کے کہنے سے مین تم | سب ہماری جانفشانی جائیگی
مثل مجنون کون ہے صحرا نورد | کس سے یون خاک چھانی جائیگی

کہتے ہیں صورت کو میری دیکھکر
کب بلائے ناگہانی جائیگی

چھپ گئے اوس سے اونکے در پہ ہم گرکے
پاسبانکی پاسبانی جائیگی

مرگئے فرقت مین تم گر اے شفیق
اوسکے درکی پاسبانی جائیگی

جناب شیخ جو پینے کی جستجو کرتے
طلب ہر اک سے خم وساغر وسبو کرتے

ہم اوسنے ملنے کی فرقتمین آرزو کرتے
اسیر جلنیکی ہوتی تو جستجو کرتے

جو جانتے وہ مسیحا جلائیگا ہم کو
عوض مین جینے کے مرنیکی آرزو کرتے

فلک پہ جاتے جو رفعت پسند سودائی
وہان بھی خاک اوڑانیکی جستجو کرتے

تمھارے در پہ ہم آئے ہین حسرت سائلیا
جواب ملتا تو کچھ اور جستجو کرتے

جو وقت نزع کوئی اپنے سامنے ہوتا
نگاہ یاس نہ ہر بار چار سو کرتے

وہ ہمسے پھر نہ بگڑتا کبھی جو مل جاتا
ہم آپ اپنے مقدر سے گفتگو کرتے

جنون کی حد سے گذرتا جو تیرا سودائی
جناب قیس بہت اوسکی آبرو کرتے

ابھی تو تابہ کمر ہین جو حد سے بڑھ جاتے
قیامت آپکے گیسوئے مشکبو کرتے

جو دیکھ پاتے کہین اور تیرا نقش قدم
تلاش پھر تری دیوانے کو بکو کرتے

جو جانتے کہ گذر ہے تیری جانب سے
ہم اپنے پیرہن دلکی شست وشو کرتے

کہین تو کوچۂ زلف رسا مین ملجاتا
جو دل کی آپکے دیوانے جستجو کرتے

تم اونکی بزم سے گر ساتھ میرے اوٹھ آتے
مین دیکھتا کہ وہان میرا کیا عدو کرتے

نقاب اونکی جو ملجاتی بخیونکے لئے
بگڑتے زخم تو پیدا گلون کی بو کرتے

تمھارے ساتھ وہ آتا ہماری محفل مین
بتائین کیا تمھین کیا خاطر عدو کرتے

حضور کے در دولت پہ ہوگی گلکاری
مین خوش تھا صرف اگر یون مرا لہو کرتے

بخیہ گرنے کہا دیکھتے ہی دل میرا
جو ہوتی کچھ بھی جگہ اسمین ہم رفو کرتے

یقین ہے کہ اثر اوسمین کچھ تو ہو جاتا — جو عشق آہ مری طرح خوش گلو کرتے

شفیق پھر تو نہ کرتے نصیحتیں ناصح
جو اونکے دلمیں کوئی وار جنگجو کرتے

عزیز چھوٹے دیار چھوٹا نکالا گھر سے عتاب کرکے — جلایا ہو الفت کا جسنے مجھکو مٹایا خانہ خراب کرکے

ہوا شہادتگہ میں جو سایل کیا ہے لاکھوں نے جسکو گھایل — بھلا جہاں میں ہے پیر اقاتل لیا ہے جسنے انتخاب کرکے

ہے تو بھی محفل میں شیخ آئیں پھر اپنا فتوی ہمیں سناتا — مزہ محبت کا خود بھی پائیں کسی سے الفت خطاب کرکے

عدم کو دنیا سے جانیوالے عزیز اقارب سے چھٹنے والے — برا اثر ڈالا مرنیوالے ہماری آنکھیں پرآب کرکے

کوئی جو ملنے کو دوست آیا غضب کا فقرہ زبان پہ لایا — خود آپ رویا مجھے رلایا گذشتہ ذکر شباب کرکے

ذرا ٹھہر تو بھی قلب مضطر کہ کھلنے ہی کو ہے راز دلبر — میں حال اپنا بروز محشر بتا رہا ہوں حساب کرکے

کسی کی فرقت میں یون تڑپنا ہمارے سینے سے یون نکلنا — نہ مانا دل نے کسیکا کہنا برا کیا اضطراب کرکے

چھپا اپنی الفت جتانیوالی تمہیں تو ہے مجھ پہ مرنیوالے — کہا یہ کیا تو نے ہنسنے والی دہن کو زیر نقاب کرکے

ہمیں ہیں دوزخ میں جلنے والے اسیر الفت کی مانیوالے — جہاں میں جلتے ہیں جانے والے ہمیشہ کار ثواب کرکے

برا سمجھتا ہے وہ کرم کو ہمیں بھی دیکھا ہے اس ستم کو — اوٹھایا صحبت سے اوسنے ہمکو ہمارے اوپر عتاب کرکے

کچھ اوسنے دیکھا تھا شبکو ایسا سحر کو اوٹھا تھا چاند بنا — ابھی ابھی تو کسیکا شیدا ہوا ہے چپ فکر خواب کرکے

کسی کو دلبر کرنگا قابو یہ ہے مگر دینکا ایک پہلو — جو ہمسے پوچھو تو اونکا گیسو سنور گیا پیچ و تاب کرکے

ہمیں جلاتا ہے خو تمہاری کبھی تو نوبت ہے ہی تمہاری — یہ ساتھ غیروں کے بادہ خواری ہمارا دلکو کباب کرکے

کسیکو شیرین بنایا تو نے کسیکو لیلےٰ بنایا تو نے — فلک بتا تو مٹایا تو نے کسے کے انتخاب کرکے

جہاں میں جسکی بھی خوب عزت اوسیکو دیتا ہے آخر تو ذلت — فلک تجھے تو ہوئی مسرت جہاں میں یہ انقلاب کرکے

نہ کچھ بھی سمجھے اوٹھائی دولت یہ سب جو اونکی تھی کرامت
غضب ہے تمنے مٹائی عزت شفیق شغل شراب کرکے

ہماری درد کے اوسوقت وہ بھی ارزان ہوتی — جو اونکے خال بھی ایسے نصیب دشمنان ہوتی

ہماری ہی جان جاتی ساتھ ولے ہیجان ہوتی
ابھی کمسن ہین وہ نام خدا سے گر جوان ہوتی
ترے جو دل مین آیا بے تکلف سبکو کہتی ہے
وہ کیا جانے کہ ہم سے یار سے کیا عہد و پیمان ہین
وہ کہتے ہین کہ زخم دل کے سب جھوٹے بہانے ہین
بہت مقتل مین صحیح تھا جو کیا حیا آئی
ہمارے حوصلے دل کے نہ نکلنے دیتی صحرا مین
بہت صحرا مین ڈھونڈھا کچھ پتا اوسکا نہین پایا
یہ اچھا ہی کہ سب چھوٹے ہوا کچھ راز بھی مخفی
شکایت کیا کسی کی ہو جو اپنی موت آجاتی
احبا نے ہمین غسل و کفن مین ایسا اولجھایا
عدم کے جانے والو کیا کہین ہم ضعف کی حالت
سبب قلت کا یہ ہی مانگنے کی خو رہی باقی
بہت ناراض ہوتے ہین نالۂ بے اختیاری سے

جو شب کو دوست دل کے ساتھ سرگرم فغان ہوتی
کوئی بتلائے اونکے دیکھنے والے کہان ہوتی
دہن مین چھپ نہ جاتی گر تری کم گو زبان ہوتی
نہ سمجھاتے کبھی ناصح جو میرے راز دان ہوتی
جو تم گھایل کبھی ہوتے تو سینہ پر نشان ہوتی
جو ہوتا تخلیہ مرنے کے میرے امتحان ہوتی
اگر وہ خون مین ملکر شریک استخوان ہوتی
جو ہمکو قیس ملتا ہجر کے قصے بیان ہوتی
یہ چھالے دل کے بڑھ جاتے تو ممکن تھا عیان ہوتی
نہ ہم ہوتے نہ غم ہوتا نہ جور آسمان ہوتی
اگر دو تین منزل اور جاتے ہم کہان ہوتی
جو طاقت کچھ بھی ہوتی ہم شریک کاروان ہوتی
نہ اتنی مے کبھی دیتی سبو ہم پیر مغان ہوتی
اگر ہوتے تو یہ بھی صورت راز نہان ہوتی

شفیق زار عسرت چیز کیا ہی کیسی بیماری
تفضل اوسکا ہو جاتا تو پیری مین جوان ہوتی

تلاش دلربا مین پاؤن باہر گھر سے رکھا ہی
ملے اشجار کو خلعت یہ شان حق ہویدا ہی
کسی صورت سے ہو معشوق تک عاشق پہونچا ہی
کلیم اللہ سے کہدو ہزارون راز ہین اسمین
یقین ہی زلزلہ عالم مین آتا گر تڑپ جاتا

ہوئے ہین اوسپہ عاشق ہم جسے دیکھا نہ بھالا ہے
بہار آئی ہی گلشن مین ہرا ایک ایک پتا ہی
ہمارا رہنما ایجان ترا نقش کف پا ہی
ید بیضا جسے سمجھے ہین میرے دلکا چھالا ہی
بڑی مشکل سے ہم نے ہجر مین دلکو سنبھالا ہی

گئی جان اپنی سانس آتی نہیں ہے ناٹھ پیچ ہے ہم
نہ کوئی آنے والا ہی نہ کوئی جانے والا ہی

زیادہ سانس اگر آتی ہی تو تعجب ہوتی ہو
ترقو ہی بہت نازک ہماری دلکا چھالا ہی

یہ بلبل صاف کہتی ہی قفس میں ہی جس کیا ہو
ارے صیاد میں نے ہوش گلشن میں سنبھالا ہی

میں ایسا ناتوان ہون ضعف سے عشق کھا کر گر پڑا
خیال وصل جانان نے مجھے اکثر سنبھالا ہی

نشان عشاق نے دیکھا جہان سے پہنچ کر دھوا
خیا ظالم یہ گورستان ترا نقش کف پا ہی

بھرے جب زخم دل ہاتھوں سے دو تو پھر انکو دا دے
جنون عشق نے یہ مشغلہ اچھا نکالا ہی

قدر انداز تو بیدرد دیوانوں کا کام لیتا ہی
جگر بھی ساتھ نکلا تو نے جب ناوک نکالا ہی

بھلا ہو عشق تیرا دشت غربت میں سب سے ملا
نہ کوئی سننے والا ہی نہ کوئی رونے والا ہی

کمر کے عشق نے پہونچا کے تا مرقد لیا مجھے
چلے جاؤ عدم آباد کا سیدھا یہ رستا ہی

جنھیں میں عشق تازہ ہی دیکھنے میں الفت
طریق عشق میں ہم نے بہت کچھ دیکھا بھالا ہی

نہ اب عاجز کرو بس ذکر حسن و عشق جانے دو
نہ وہ عالم تمھارا ہی نہ اب وہ دل ہمارا ہی

فشار قبر سے ہم سلسلہ شفیق نے زار کیا مطلب
لحد میں دوستوں نے یا علی کہکر اوتارا ہی

مانا کہ شوخی انکی نظر میں بھری ہوئی
الفت ہی میرے قلب و جگر میں بھری ہوئی

گو دیکھنے میں نخل محبت برا نہیں
تلخی ہی لیکن اسکے ثمر میں بھری ہوئی

دیکھی ہیں تیرے عارض تابان کبھی ضرور
جو روشنی ہی شمس و قمر میں بھری ہوئی

اُف اُف تپ فراق نے بے چین کر دیا
اک آگ سی ہی قلب و جگر میں بھری ہوئی

الفت کی چوٹ کھا کے کھلے شاید اور زخم
سانس آ رہی ہی خون جگر میں بھری ہوئی

بیدرد گو ہی تھام لیا سنگ دل جگر
ہی یہ ہماری آہ اثر میں بھری ہوئی

پھر اوٹھ سکا نہ خندہ دندان نما سے درد
ایسی چمک ہی زخم جگر میں بھری ہوئی

احباب بعد مرگ مجھے روئے دیکھکر
حسرت تھی ایسی قلب و جگر میں بھری ہوئی

تھا دوستو نکو خوف نہ یہ حشر تک رسی ایسی لگی تھی روئی زخم جگر مین بھری ہوئی

بولے وہ مجھسے شعر نہ پڑہ ای شفیق زار
ساری غزل ہی تیری اثر مین بھری ہوئی

جب زلف سیہ تیری بے پیر نظر آئی دیوانے کو جوش آیا زنجیر نظر آئی
اونکو تو نہین دیکھا تصویر نظر آئی گو خواب نہین دیکھا تعبیر نظر آئی
تلوار کوئی دیدے خود اپنا گلا کاٹون اوس چشم مین سرمے کی تحریر نظر آئی
بوسہ نہ دیا تمنے خنجر کیطرف دیکھا بگڑی ہوئی کیا میری تقدیر نظر آئی
کس شوق مین دل تڑپا گردن کی رگین پھڑکین جب ہاتھ مین قاتل کے شمشیر نظر آئی
پھیرے ہوئے آنکھ اوٹھی ہم یار کی محفل سے غیرونکی سو اسبدم توقیر نظر آئی
ظالم کو نہ ہوئی اپنے اوسوقت پشیمانی حالت مری جب اونکو تغییر نظر آئی
اوس بت کو جہان دیکھا حیرت ہوئی عالم کو اللہ کی قدرت کی تصویر نظر آئی
تلوار نگاہین تھین ابرو کو کمان پایا جو تیری مژہ دیکھی اک تیر نظر آئی

وہ وقت شفیق آئے احباب کہین مجھسے
کر شکر خدا قسمت شبگیر نظر آئی

سب قید یونکو گھر سے جینے سے یاس ہی دیوانہ ایک مرگیا زندان اوداس ہی
اے دل سمجھ لے تیر قضا اونکے پاس ہی آتی سی زندگی یہ بہت بیحواس ہی
مدت ہوئی کہ خاک مین اوسکو ملا دیا اب مجھسے پوچھتے ہین کہ دل تیرے پاس ہی
ٹانکے جگر مین دینا تھا دلمین لگادئیے اوبخیہ گر سنبھل ذرا کیون بیحواس ہی
دیوانہ ایک ایک سے کہتا ہی دشت مین فرہاد و قیس مرگئے صحرا اوداس ہی
بولے ملا زمون سے رہے یادگار یہ جسکو کیا ہے قتل یہ اوسکا لباس ہی
دیوانہ روز کہتا ہے اے نامہ بر بتا میرا جواب خط بھی کوئی تیرے پاس ہی

سنسان رات کیسی ہی ہر سو اندھیرا ہی
اللہ کیا مری شب فرقت اداس ہی

کفنا یا مجھکو دوستون نے وہ بھی الٹی
ہنس ہنس کے کہہ رہے ہین یہ کیسا لباس ہی

مجھکو اثر نے عشق کی بیکار کر دیا
ہین بھی اداس ہون مرا دل بھی اداس ہی

جب وہ نہ مجھکو قتل کریگا وہ نہ آئیگی
کیا موت کو مری مرے قاتل کا پاس ہی

ارمان آج مر گئے اندھیرا ہو گیا
یہ دلکا غمکدہ مرا کیسا اداس ہی

فرہاد و قیس ہجر مین کچھ دن جئے مگر
مجھکو شب فراق مین جینیکی یاس ہی

دشمن کا کیا ذکر کوئی دوست بھی نہین
اللہ کس قدر مری میت اداس ہی

فرہاد و قیس سے بھی سوا اسکا نام ہے
سب کہتے ہین شفیق مجھے عشق راس ہی

کسی سبب سے کوئی جی نہ شاد ہوتا ہی
ہنسی کی بات مین اونکو ملال ہوتا ہی

سبب سے غیر کے اونکو ملال ہوتا ہی
وہ ہنس رہے ہین مجھے اشتعال ہوتا ہی

کہا تھا غیر سے مرنیکو ہم مری بیلے
کہا کسی سے کسیکو خیال ہوتا ہی

اک آہ گرم سے بلبل کی جلکے خاک ہوا
قفس مین سنتے تھے یوہی کا حال ہوتا ہی

وہ مجھسے ہوتے ہین ناراض غیر ہنستے ہین
اب اونکی بزم مین دوہرا ملال ہوتا ہی

نمک چھڑکتے ہین ہنس ہنس کی مجھسے کہتے ہین
تمھارا زخم جگر اندمال ہوتا ہی

یہ کہکے اوٹھ گئے سب رند بزم واعظ کی
یہان جب آؤ حرام حلال ہوتا ہی

حسین جو ہین تو نزاکت بھی بڑھ گئی ایسی
اب اونکو بار ہمارا خیال ہوتا ہی

ہم ایسے ہجر کے مارے وہین پہونچتے ہین
جہان نہ نام کو ذکر وصال ہوتا ہی

وہ مجھسے کہتے ہین ناخن تراش کر اپنا
یہ آسمان پہ جاکر ہلال ہوتا ہی

اثر مریض کا چارہ گرو نہ اتنا سے
وہ مر رہا ہے ادھر غیر حال ہوتا ہی

اوٹھا مسیح مرے اقربا سے یہ کہکر
جگر کے گھاؤ کا بھرنا محال ہوتا ہی

تمھارے عطر سے ملتا ہے کچھ نہ کچھ مجھکو
بلند جب یہ دست سوال ہوتا ہے

شفیق موت کے دن ہین ترقیاں کن
گیا جو وقت اب اوسکا خیال ہوتا ہے

سمجھے تھے ستمگر چھوٹا رنج و محن سے چھوٹے
اب ایسے مر رہے ہین اہل وطن سے چھوٹے

تھا ستا رہا ہو گلشن جسمین خزان آئی
کچھ ایسا ہی جانتا ہے جیسے چمن سے چھوٹے

احباب کے تھے جلسے تھے لطف کیسے کیسے
دنیا سے گویا چھوٹے اوس انجمن سے چھوٹے

جو گھر مین تھی مصیبت ہم جانتے تھے راحت
قسمت سے ہے شکایت پھر بھی وطن سے چھوٹے

پیری نے جب ستایا رخصت ہوئی وہ مجھسے
ایک ایک کرکے دندان میرے دہن سے چھوٹے

صیاد کہہ رہا ہے کیسے تھے میرے قیدی
جب مر گئے پھڑک کر تب ہی کہن سے چھوٹے

کہتے ہین دوست اسکو لپٹا ہوا ہو دلسے
مر کر خیال شیرین کیا کوہکن سے چھوٹے

ہاتھون نے ہمنے اپنے گلو کو کاٹا
ہم جیسے قید ہستی کیا بانکپن سے چھوٹے

تھا قتل تجھپہ جوانکا تو لید خون سو اٹھی
فوارے کیا لہو کے میرے کفن سے چھوٹے

دلسے ہمارے زلفین بل کھا کے کہہ رہی ہین
ممکن نہین ہے قیدی ایسی رسن سے چھوٹے

غربت مین موت آئی صحرائے پر خطر مین
کسطرح میرا مردہ زاغ و زغن سے چھوٹے

ای میرے تیر افگن جب مشق کا مزا ہے
فوارہ میرے خونکا ہر موئے تن سے چھوٹے

صیاد کی خوشی ہے ہم رہ گئے قفس مین
جن جنکو چھوٹنا تھا سو سو جتن سے چھوٹے

کیسے زمین پہ گر کے وہ خاک مین ملے ہین
جو ٹوٹ کر ستارے چرخ کہن سے چھوٹے

جب لکھنؤ کو چھوڑا چھوٹا شفیق دل بھی
چھوڑا غزل کا کہنا جب اہل فن سے چھوٹے

لالی ہر سانس مین ہنگام سحر کیسی ہے
آج حالت تری ای زخم جگر کیسی ہے

آنکھ سے آنکھ لڑی تیر پڑا سینے پر
کوئی دیکھے مرے قاتل کی نظر کیسی ہے

تیغ ابرو کا کیا وار تو تمنے اچھا | سینے پہ آنکھ مین رکھی وہ سپر کیسی ہے
آفتین لاکھ ہوئین آنکھ نہ جھپکی میری | دیکھنا ہے شب فرقت کی سحر کیسی ہے
تیر دلپر نہ پڑا ہوگیا بسمل کیسا | ارے جلاد تری سیدھی نظر کیسی ہے
وصل کی شب مین جگاتا ہون اونھین یہ کہکر | چاندنی دیکھنا یہ وقت سحر کیسی ہے
مین عدم جاتا ہون روتے ہین احبا میرے | بدشگونی یہ مری وقت سفر کیسی ہے
ضبط کرتا ہون تو چہرے سے عیان ہوتا ہے | اف چمک آج تری درد جگر کیسی ہے
ضبط اب آہ مین کرتا ہون مجھے رہ سکتی نہین | یہ بتادے مجھے امید اثر کیسی ہے
سنکے دل تھام لیا ہوگئی گھر سے وہ باہر نکلے | دشمنون کیون مری مرنیکی خبر کیسی ہے
قاصد آیا ہے نہ ہو جاؤن کہین شادی مرگ | جلد مین دیکھ لون اس خط مین خبر کیسی ہے
الفت اوس شوخ کی بستی ہے سر آفتین | خوف آتا ہی نہین اسکو نڈر کیسی ہے
سب حسینان جہان پیش نظر مین میرے | ایک تصویر یہ پر دیکھے ادھر کیسی ہے
فاتحہ کے لئے کون آیا ہے یارب ایسا | آج تربت پہ مری بوے اگر کیسی ہے

ساکن ملک عدم پوچھتے ہین مجھسے شفیق
اب بتاؤ کہ وہان قدر ہنر کیسی ہے

یہ حکم ہو سب ساتھ ہون وہ شخص جدھر جائے | نا واقف الفت ہے یہ کچھ کھا کے نہ مرجائے
دل سامنے آنکھونکے جو دم توڑکے مرجائے | پھر کسکی عیادت کے لئے درد جگر جائے
سب طالب دیدار رہین دلکو سنبھالے | وہ بام پہ آتا ہے ذرا اور سنور جائے
پھر منہ کے چھپانیکا مزا تجھکو دکھاؤن | ظالم مرے دلمین تری تصویر اوتر جائے
دیوانہ جو زندان سے نیا آیا ہے شبکو | کہتے ہین خبر میری اوسے شام و سحر جائے
فرمایا کہ یہ آپ ہی بیمار پڑا ہے | کیا اوسکی ہو تدبیر جو خود آپ ہی مرجائے
فرہاد نے تیشہ کو اوٹھایا ہے یہ کہکر | دنیا مین اگر آئے تو کچھ کام بھی کر جائے

یہ پرسش اعمال مین تعجیل فرشتو
سب حال مرا سنا ذرا دل تو ٹھہر جائے

دنیا کے اٹھانے دیا مجھکو جواب آج
اب آپکا یہ صاحب آزار کدھر جائے

کیسی شب وصلت ہی کئی جائین جو باتین
خوش ہون اونھین قصونمین اگر عمر گذر جائے

جلاد بجز میرے نہو دوسرا گھایل
مین ساتھ ہون جس سمت ترا تیر نظر جائے

اے دوستو تم جاؤ نہ بہلے گا مرا دل
ممکن نہین باتونمین شب ہجر گذر جائے

گردن پہ مری پھیر کے خنجر کو ہٹا لے
ظالم ترے ہاتھونمین کہین خون نہ بھر جائے

دیوانے سدا دشت مین سوتے ہین یہ کہکر
ایسا نہو سونے مین کہین لطف سحر جائے

آیا ہے کوئی بام پہ زینت کئے پوری
دل تھام کے اوس سمت سراغ دلبشر جائے

کمسن ابھی جلاد ہے کیا قتل کریگا
تلوار کھنچنے سے کہین آپ نہ ڈر جائے

آئے نہ عیادت کو یہ اچھی ہی مسیحائی
پھر خوف ہے یہ بھی کہین بیمار نہ مر جائے

اب دیکھتا ہی مجھکو تبسم کی نظر سے
یہ ہجر کی آفت نہ کہین غیر کے سر جائے

بیمار کراہا تو ڈھکا سر کو یہ کہکر
کانونمین مرے یہ کہین آواز نہ بھر جائے

دولت بھی جوانی بھی شفیق آپنے کھو لی
اب سوچ مین بیٹھے ہین کہ یہ وقت گذر جائے

مدت ہوئی فرقت کو کیا وصل کو ہم سے کہتے
ملجاتے جو وہ ہمسکو کچھ رنج و الم کہتے

وہ بات اگر منہ سے کچھ اپنے صنم کہتے
سو مرتبہ سنتے وہ سو مرتبہ ہم کہتے

یہ جھوٹ ہی غیرونسے ہم قصۂ غم کہتے
اوس وقت بگڑنا تھا اگر آپ سے ہم کہتے

گر قیس ہمین ملتا دونو نکا بہلتا دل
کچھ قصۂ غم سنتے کچھ قصۂ غم کہتے

ہمنے جو اونھین دیکھا کچھ ہوش نہ باقی تھا
کس بات کو ہم سنتے کس بات کو ہم کہتے

اک وار مین ہو جاتے گر قلب و جگر گھایل
ہم بھی ترے ابرو کو شمشیر دو دم کہتے

اے دل تری حالت کو سنتے نہین وہ بالکل
گر کچھ بھی اثر لیتے سو مرتبہ ہم کہتے

اے دل نہ بگڑ اتنا ہی عقل تری کیسی
وہ ملنے کو آئے تھے ہم قصۂ غم کہتے

گذرے ہین جو دنیا سی امید تھی یہ اوسنے
وہ خواب ہی مین آکے کچھ حال عدم کہتے

اے دوستو یہ کہنا دم بھر کے لئے آتے
فرصت جو نہ تھی تمکو ہم حال بھی کم کہتے

وہ وقت اخیر آئے غفلت تھی ہمین زاہد
کیا اونکی زبانین تھین کیا دیدۂ نم کہتے

اوٹھتے جو وہ پہلو سی اوسوقت تو آجاتی
اے موت تجھی ہم ہی پھر تیز قدم کہتے

لکھا ہی مجھے خط مین باعث نہ آنے کا
ہم تمکو اگر سنتے تم قصۂ غم کہتے

گر ایک اشارے سی اغیار کو موت آتی
وہ بھی ترے ابرو مین تلوار کا خم کہتے

وہ ظلم جو کرتے تھے ہم اوسکو کرم سمجھے
وہ ہمسے بگڑ جاتا گر ہم بھی ستم کہتے

اوٹھے جو وہ صحبت سے روکا نہ اونہین ہارو
یہ کام تمہارا تھا کس طرح سے ہم کہتے

ارمان شفیق اتنا بس دل مین رہا باقی
وہ قصۂ غم سنتے ہم قصۂ غم کہتے

دہان زخم پر باتین کیا کرتے ہین مرہم سے
ہماری زندگی بس ہی خدنگ ناز کے دم سے

کہا بلبل نے ہمکو رشک آتا ہی ہمین کس سے
یہ گل کچھ رات کو باتین کیا کرتے ہین شبنم سے

اک آہ سرد سے سب دل جگر کی زخم آئے ہین
یہ سب شاداب گلشن ہی ہماری چشم پرنم سے

خدا کیواسطے اے درد پہلو سی نہ اوٹھ جانا
مزا ہی زندگی کا دلکو میری تیری ہی دم سے

قدر انداز تو کیا جانے دل مین تیر کا نقشہ ہی
لگانا تیر سینے پر ٹھکانا پوچھکر ہم سے

مثال ابر باران خون کی بوندین ٹپکتی ہین
کسی کی تیغ بران سی کسیکی چشم پرنم سے

تصدق مین اوسی کے بن گیا یاقوت رمانی
بہت گلنار پتھر ہوگئے فرہاد کے دم سے

شفیق اہل محلہ سب تری آگے کہتے ہین
ہماری نیند اوڑتی ہی تری راتونکے ماتم سے

نزع مین آنا ہوا وجہ مباہات مجھے
حشر تک یاد رہیگی یہ ملاقات مجھے

اب مرے سامنے آئے کہ نہین ہوش حواس
یاد آتی ہی نہین کہنی تھی جو بات مجھے

جلسے احباب کے باغون مین رہا کرتے تھے
یاد آتی ہے بہت اگلی وہ برسات مجھے

مجھسے اور آپسے کچھ لطف کی باتین ہوتین
زندگی بھر نہ کوئی ایسی ملی رات مجھے

ہاتھ پہلو پہ ہے اک پل مین ہے تیز چھری
دل بیتاب کی کرنا ہے مدارات مجھے

پوچھئے دل سے مرے شعر کی کیسی ہے زمین
خاک جب چھانی تو ملنے لگے ذرات مجھے

گر اجازت مجھے ہو گی تو سفر ہو ونگا
آپکے ملنے کے معلوم ہین اوقات مجھے

مدتین گذرین کہ تائب ہوا میخاری سے
آج بھڑکاتا ہے پھر پیر خرابات مجھے

میرے احباب کی یہ مجھپہ عنایت ہے شفیق
وہ ہمیشہ ہی کہا کرتے ہین خوش ذات مجھے

ہم اوسکی در سے مایوس و اشکبار آئے
امیدوار گئے تھے امیدوار آئے

پکارتے ہین خزائین تمھارے دیوانے
الٰہی انکو اجل آئے یا بہار آئے

یہ لوگ گور غریبان مین سوئے ہین کیسے
جواب کچھ نہین سو بار ہم پکار آئے

خزاں کے دور مین اشکون نے تر کیا صحرا
یہ چاہتا ہون کسی طور سے بہار آئے

ادائین کہتی ہین یہ بھی اونھین سکھا دینگے
کسی سے بات کرین وہ کسیکو پیار آئے

خدنگ ناز جو لپٹے تو سینے اونے کہا
کہا سینے آپ مرے دل کے دوستدار آئے

جہان مین انکو تغافل شعار کہتے ہین
جو مٹ گیا تو مرا ڈھونڈھنے مزار آئے

سب اونکے دیکھنے والے کلیجہ تھامتے ہین
یہ کس لباس سے سوتم مین سوگوار آئے

کسی کی عشق مین صحرا نشین بیخود ہین
انھین خبر بھی نہو زیر پا چنار آئے

خزائین کہتے ہین دیوانے بیقرار سے
گھٹا نہ آئے کسی سمت سے غبار آئے

یہ چارہ گرنے کہا اب یقین کامل ہے
جگر سے تیر جو نکلے لہو کی دھار آئے

سنا ہے مر گیا اس سے ہمین بھی یاد آیا
کہین پہ ہم دل گم گشتہ کو پکار آئے

تمام عمر نہ پورا ہوا کوئی وعدہ
اب اونکی باتکا کسطرح اعتبار آئے

مشق نقش میں ... کا سبب یہ ہوا
سیاہی نکلے کاغذ پہ اک بوجھ تھا اوتارا گئے

آنکھ سے آنکھ لڑے تیر نظر پار بڑھے
خون دل پینے کو میرا لب سوفار بڑھے

جان نثاران محبت یہ دعا کرتے ہیں
ہم بھی جیتے رہیں اور حسن کی سرکار بڑھے

تیرے دیوانیکی عزت ہمیں مجنونسی ہے کم
دیکھنا وحشی کریں دشت میں اور خار بڑھے

مجھکو دیکھا جو تڑپتے تو اوٹھے گھبرا کر
ترتے دیکھا تری جانکے مختار بڑھے

مصلحت اپنی جسے آپ سمجھتے ہیں خوب
چھپکے پردہ میں جو بیٹھے تو خریدار بڑھے

قید سے چھوٹے تو دیوانونکا مجمع ہوگا
طول میں اور ذرا وادی پر خار بڑھے

دل نکلے جو مرے بام فلک تک پہونچے
حوصلے اور ترے آہ شرربار بڑھے

سچ تو یہ بات ہے وہ موجب آرائش ہیں
اونکو دیکھا تو زمانے میں طرفدار بڑھے

نیچی نظرون سے جو دیکھا ہے متاع دل کو
مسکراتے ہوئے کیا دیکے خریدار بڑھے

خاک میں مجھکو ملایا ہے تری گردش نے
ظلم کچھ اور ترا چرخ ستمگار بڑھے

مجھکو امید ہے تو قتل کریگا مجھکو
ساتھ قد کے ترے نادان تری تلوار بڑھے

منہ پہ رہتے ہیں بہت مہندی لگی ہاتھ اونکے
فکر یہ ہے کہ کہیں سرخی رخسار بڑھے

آدمی وہ ہے ہر اک کام کے آگے جائے
گر زمانے کیطرح قوت رفتار بڑھے

اک نظر دور سے دیکھا تو اوسی غش آیا
ہوش میں آکے تو پھر طالب دیدار بڑھے

قتل ہو جاؤن مگر ایک نظر دیکھ تو لون
میرا قاتل بھی کہیں کھینچ کے تلوار بڑھے

میرے ساقی کا تلون بھی مزہ دیتا ہے
کبھی میخوار گھٹائے کبھی میخوار بڑھے

کسطرح حضرت موسی کو دکھایا جلوہ
حشر تک اور بلندی تری کہسار بڑھے

عمر بھر غور کیا اور نہ سمجھا عاشق
ایسے خوبی سے ترے گیسوی خمدار بڑھے

بعد یوسف کے اگر مصر مین پہونچے وہ حسین
مجھکو امید ہی پھر گرمی بازار بڑھے

اونکو یہ عذر نزاکت ہی کہ چلنا چھوٹا
ہمکو حسرت ہی رہی موت کی رفتار بڑھے

اسکو خواہش ہی ترا دل بھی شفیق ایسا ہو
خوف ہی مجھکو حسینون مین نہ تکرار بڑھے

متفرقات

وہ جو ناراض ہوئے اشک ہمارا ٹھہرا
حکم اونکا تھا تو بہتا ہوا دریا ٹھہرا

ضعف اوٹھنے نہین دیتا ہی قدم مجنونکی
اپنے ناقے کو ذرا دشت مین لیلا ٹھہرا

ابھی دلجوئی بیمار تجھے لازم ہے
تیرے ہنسنے سے مرا دل بھی مسیحا ٹھہرا

وہ بھی رویا کئے منہ ڈھانپ کی میت پہ مری
اونکے کوچے مین بہت دیر جنازا ٹھہرا

جوش گریہ بڑھا ایسا کہ ڈبویا مجھکو
ایک دم بھر نہ مری اشکونکا دریا ٹھہرا

رکھتے ہی جل کے ہوا خاک نہ کچھ دیر لگی
زخم سوزان پہ نہ اک آن بھی پھاہا ٹھہرا

عمر بھر ساتھ مری اوسکو بھی گردش ہی رہی
دل نہ ٹھہرا مری قسمت کا ستارا ٹھہرا

ناوک افگن ترے ناوک سی تعلق یہ ہی
تیر جب آکے تیرا دل ہی ہمارا ٹھہرا

منزل عشق بھی اوس پر نہ ہوئی طی ہم سے
ایک دم بھر نہ کبھی پاؤن ہمارا ٹھہرا

مینے دم توڑا تو منہ پھیر کے سب لوگ اوٹھے
پاس میرے نہ کوئی اپنا پرایا ٹھہرا

ہم جو مر مرکے وہان پہونچین تو ہی شکر کی جا
کوئے جانان عدم آباد کا رستا ٹھہرا

قبر مین ساتھ مرے دلنے تڑپنا چھوڑا
بعد مرنیکے بھی ٹھہرا تو کہو کیا ٹھہرا

مینے جب غور کیا آئے وہ آنکھون مین مری
مجھسے اور یار سے بس اتنا ہی پردا ٹھہرا

وصل ہو یا کہ شب ہجر یہ تڑپا ہی کیا
کوئی حالت ہو مگر دل نہ ہمارا ٹھہرا

جی گیا مین دل مردہ بھی تڑپنے ہی لگا
جب مری قبر پہ کچھ دیر مسیحا ٹھہرا

مجھکو دیکھا تو وہ گھبرا کے یہ فرمانے لگے
ہین ترے پاس ہون اب دلکو خدا را ٹھہرا

شب فرقت مین مری جان بچائی کسنے
یار کا نام لیا جب دل شیدا ٹھہرا

ہجر مین سینۂ سوزان بھی شفیق ایسا ہی
دل جو ٹھہرے تو سمجھ آگ پہ پارا ٹھہرا

نبی جتنے ہین اونکا سردار احمدؐ
خدا نی کا اوسکی ہے مختار احمدؐ

یقین ہی گنہگار ہم بخشے جائین
ہی امت کا اپنی طرفدار احمدؐ

نہ ہم عاصیونکو وہان بھول جانا
جہان مین جو ہو تیرا دربار احمدؐ

پڑھایا ہے کفار کو تو نے کلمہ
جہان پر کھنچی تیری تلوار احمدؐ

ترے عاشقونکے ہوئے دل تصدق
جو دیکھی تری زلف خمدار احمدؐ

زمین پر جہان نقش پا تیرا دیکھا
تصدق ہوا چرخ دوار احمدؐ

قدم تو نے جب حوض کوثر پہ رکھا
پہونچ جائینگے تیرے میخوار احمدؐ

وہی شکل بخشش وہی راہ جنت
ملیگا جو ہو تیرا دیدار احمدؐ

ترے نام پر جیتے ہین مرنے والے
ہوئی زندگی اونکو دشوار احمدؐ

نثار او الفت مین تیری کرو نمین
زبان سی کہون اپنے سو بار احمدؐ

خدا سے سفارش کر وحشر مین تم
سزا پا رہی ہین گنہگار احمدؐ

جنھین عشق تھا حشر تک مر کے پہونچے
دکھا دینا اون سبکو دیدار احمدؐ

ادہر موت آئی گئے وہ جہان مین
جو تھے دلسے تیرے طرفدار احمدؐ

رہے ہوش مین مرنے والے تمھاری
زبان سے کہا آخر کار احمدؐ

شفیق ایسے جاہل کو تو بخشوانا
نہین اور کچھ مجھکو درکار احمدؐ

کیا مبارک ہوئی بلبل کو نظاری صیاد
سب بہ قید ہوے تیرے اشاری صیاد

کہا بلبل نے کہ نوچے ہین تو برباد نکر
دفن کر باغ مین یہ پر ہین ہمارے صیاد

کہا بلبل نے کہ اسطرح مرا دل چھیدا
جہان ارمان تھے وہین تیر اوتارے صیاد

زخم دل ڈالے ہین تونے تو مرے پاس سے ہٹ
آتش افروز ہین سب خونکے شرارے صیاد

دام پھیلا دیا بلبل کو گرفتار کیا
چھپ کے بیٹھا رہا گلشن کے کنارے صیاد

قید یون ذبح جو دیکھا تو تڑپتا چھوڑا
سب ہین خاموش ترے خوف کے مارے صیاد

جان پر کھیل گئے ظلم نہین اوٹھ سکتا
تیرے قیدی ہین بہت گورکنارے صیاد

جاکے دربان نے کہا ہوگئے قربان تجھپر
تیرے مہمان قفس آج سدھارے صیاد

مرکے بھی بلبل ناشاد ابھی جی اوٹھے
اپنے قیدی کو اگر آکے پکارے صیاد

کہا بلبل نے مجھے شربت دیدار پلا
اب زبان خشک ہوئی پیاس کے مارے صیاد

بلبلین کھتی تھین روزن ہین قفس کے جتنے
ہم اسیرون کے ہین قسمت کے ستارے صیاد

وس رہائی سے تو بہتر ہے کہ تو قتل کرے
اب تو بسمل ہوگئے باز و بھی ہمارے صیاد

اسکی غفلت سے ہوئی قید مین سب کو تکلیف
سامنے آتا نہین شرم کے مارے صیاد

زخم گریان سے جو کچھ خون کے قطرے نکلے
یہ سمجھ لے وہ مری دل کے ہین پارے صیاد

اپنا دل آپ پھنسائیگا شفیق ایسا ہے
اپنی زلفون کو ذرا اور سنوارے صیاد

اطاعت مین تمہاری گل مرا ہو یار سا ہو کر
بتو قدرت نمائی کرتے ہو فرضی خدا ہو کر

پھنسے دریائے غم مین آپ کرکے تجربہ حاصل
ڈبوئی میری کشتی حضرت دل ناخدا ہو کر

دیا مجھکو جو نامہ مین خوشی مین جانسے گزرا
یہان قاصد بھی گر آیا تو پیغام قضا ہو کر

مجھے جو پوچھتا ہی بعد میرے ہنسکے کہتے ہین
کسی گوشے مین جا بیٹھے ہین وہ ہمسے خفا ہو کر

اب سمجھانیکا جب لطف حاصل ہو کچھ تلخ
کہ چند سے ٹھوکرین کھائے کسی پر مبتلا ہو کر

ذرا سینے مین ایجان رہنے دیجے اپنی تیرونکو
کہ اپنے خون ٹپکے گا مرے دلسے جدا ہو کر

مرا دل کرتے ہو پامال اگر تم خون سے بچنا — تمھارے پاؤن سے لپٹے گا یہ رنگ حنا ہو کر

نظر نیچی ہی ماتھے پر پسینہ آیا جاتا ہی — ابھی خلوت مین آئے ہو مگر شرم و حیا ہو کر

حسینونکو سجاتا ہی خدا کس کس بناوٹ سی — بلا جو سر پہ آئی رہ گئی زلف رسا ہو کر

ہمین جب مانگتے تھے ہم تو ہمکو حرص بھی کم تھی — ہوس بڑہنے لگی کچھ اور مصروف دعا ہو کر

شفیق زار کہتے ہین وہ میری ستانیکو — وفا کا نام تمنے کھو دیا اہل وفا ہو کر

آبلہ پا ہون تو کس کسکا ہی احسان ہم پر — میرے رکھتے ہین قدم خار مغیلان سر پر

پہلی ہی رات ہی ناواقف الفت پہ کٹھن — آفتین سیکڑون آئین شب ہجران سر پر

ہمہ تن ڈھیر ہی مٹی کا کوئی دیوانہ — ایسی اوڑ اوڑ کی پڑی گرد بیابان سر پر

ایسا سب شور مچاتے ہین کہ جسکی نہین حد — شبکو دیوانے اوٹھا لیتے ہین زندان سر پر

شام ہوتے ہی چمکنے لگے لاکھون جگنو — لطف دیتے ہین بہت ذرۂ افشان سر پر

تیری ان بانکی اداؤن نے مجھے مارا ہی — کسطرح آج دوپٹہ ہی مرجان سر پر

تیرا دیوانہ اوسی جانکی طرح رکھتا ہی — کبھی دلبر کبھی تصویر گلستان سر پر

سر کو پھوڑا ہی تو زخمونکی ہوئی گلکاری — تیرے وحشی نے بنایا چمنستان سر پر

بکھرے کیا منہ پہ تری بال ہین گھونگھر والے — حسن دیتی تھی بہت زلف پریشان سر پر

بت نادان جو مرا مانگ مین سیندور بھرے — آفتین آئینگی پھر گبر و مسلمان سر پر

کوچۂ یار مین بھی حسرت دیدار رہی — کہکے یہ خاک اوڑاتا ہی پر ارمان سر پر

سنکے قاتل نے مرے برق گرائی کیسی — یک بیک آہی گیا موت کا سامان سر پر

اے شہ حسن اگر حکم ابھی تم دیدو — پریان لے آئین ابھی تخت سلیمان سر پر

حال میرا ہی برا مجھکو تسلی دیکر — ہاتھ رکھتے ہین مری جان کی خواہان سر پر

دل جگر تجھپہ تصدق کرون جان بھی دیدون — تو اگر آ تو بٹھا لون تجھے مہمان سر پر

ہو شب قدر مین رب خوبی اعمال پہ جو ‏ کبھی سجدے کیے رکھا کبھی قرآن سر پر

وحشیو مین بھی ترا مرتبہ ایسا ہی شفیق
قیس رکھتا ہے ترا تار گریبان سر پر

جان میری ہے اسی یار وفادار کے ساتھ ‏ مین بھی تڑپونگا ہمیشہ دل بیمار کے ساتھ

مردے بھی اوٹھتے ہین پازیب کی جھنکار کے ساتھ ‏ پیچھے پیچھے ہے قیامت تری رفتار کے ساتھ

میری سمجھانے سے آنا تو اثر اونپہ ہوا ‏ اب نہین گھر سے نکلتے کبھی اغیار کے ساتھ

اب نہ درمان نہ دوا اور نہ شفا موت آئے ‏ سب یہ سامان گئے صاحب آزار کے ساتھ

دلکو کچھ عقل نہین آئی یہ نادان رہا ‏ یہ ہمیشہ ہی رہا کرتا ہے ہشیار کے ساتھ

دیکھنے والونکی اب جانکا بچنا ہے محال ‏ اور معشوق نکل آئے مرے یار کے ساتھ

دلکو مدہوش بناتی ہین نشیلی آنکھین ‏ کچھ عجب ناز سے میخوار ہین میخوار کے ساتھ

یون تو مرنیکو ہزارون ہی ہین مرنیوالے ‏ کوئی جانباز رہا میرے جفاکار کے ساتھ

خوبرویان جہان سے نہین مطلب ہے اوسی ‏ آسمان ظلم کیا کرتا ہے ناچار کے ساتھ

ساتھ نظر وسکے تری جنبش ابرو بھی ہو ‏ تیر بھی چلتے ہون ظالم تری تلوار کے ساتھ

اوسکی فریاد پہ صیاد اگر توڑتا ہے ‏ جان بلبل کی نکل جائیگی منقار کے ساتھ

تیر افگن مرے سینے مین اسے رہنے دے ‏ سب لہو دلکا نکل آئیگا سوفار کے ساتھ

کیا تماشہ ہے کہ آئینہ جو دیکھا اوسنے ‏ سانپ لہرانے لگے گیسوئے خمدار کے ساتھ

اے مسیحا دم آخر وہی کچھ کام آئی ‏ عمر بھر موت رہی تھی ترے بیمار کے ساتھ

رات بھر گذری شفیق آپ ذرا یاد کرین
اوسنے اقرار کیا تھا مگر انکار کے ساتھ

جماہی لینا ہونٹ سے کبھی سرشار ہو جانا ‏ کہین تم پیتے ہی پیتے نہ بادہ خوار ہو جانا

عیادت کو مری آتے ہین وہ خوش قسمتی میری ‏ مبارک ہو مجھے اسطور سے بیمار ہو جانا

یہی راز و نیاز عشق کا حاصل ہوا آخر پتا
دل اونکو دیکے عالم میں ذلیل و خوار ہو جانا

تری دونو ادائین اب دکھاتی ہیں
عنایت سے جھڑکنا کبھی تلوار ہو جانا

صفائی ہم تری تیر نگاہ یار دیکھیں گے
اشارے میں ہمارے دل جگر کے پار ہو جانا

تمھیں نام خدا بڑھنا مبارک ہو یہ دل آرا
اوسی قد کے برابر گیسوئے خمدار ہو جانا

مسیحا آکر ہمیں عیادت
تپ ہجران بڑھا کر صاحب آزار ہو جانا

ابھی کمسن ہو آرائش پہ آرائش کی کوشش ہے
شباب آئے حسینون بھر کے سردار ہو جانا

سمجھ میں کچھ نہیں آتا یہ الفت کی کرامت ہے
اونھیں دل کو اپنی جانسے بیزار ہو جانا

ہوئی گلنار میرے خون سے بالکل سراپا تو
دولھن کی شکل ہے کوئی زن بیمار ہو جانا

دکھا کر اپنا جلوہ ہنسکر وہ کہنے لگے مجھسے
کسی دن اور تمہیں ایسا ہی دیدار ہو جانا

کوئی بھی بات ہو تیوری چڑھاتی ہو مجھے دیکھ
کہیں اکدن نہ میرے قتل پر تیار ہو جانا

یہ دلمین ٹھان لی سب کچھ کہین گے تمھیں
گئے جب اونکے آگے صورت دیوار ہو جانا

سب نازک مزاجی اونکی اکدن ہار تو الجھی
ہنسی کی بات میں بھی ہر گھڑی تکرار ہو جانا

وہ گھر سے نکلے ہیں دل چھپیان دیوانگی ہو
جہان نقش قدم بنتا وہان گلزار ہو جانا

کوئی دیوانہ گر کر اوٹھ نہیں سکتا قیامت ہے
کہ اوسکے چار جانب خاک کا انبار ہو جانا

اب اونسے بات بھی کرنی بہت مشکل ہوئی مجھکو
لگے محفلین ہم اور مجمع اغیار ہو جانا

کوئی بھی بات میں کہدون وہ تمھیں نہیں سمجھیں
زبانسے میں کہوں کچھ بھی اودھر انکار ہو جانا

بلایا بعد مدت کے شفیق اوسنے تمھیں ہاں
وہان ہی جا رکا کھٹکا ذرا ہشیار ہو جانا

بتایا کسقدر اخلاق سب پہ مہربان ہو کر
زمین سے جھک کے خود ملنے لگا یہ آسمان ہو کر

ہوا مضبوط دل فرقت میں میرا امتحان ہو کر
کرین اب ظلم مجھپر اکدل سخت آسمان ہو کر

خدا کی شان نے حیوانین یہ پردہ داری ہے
کہ یہ پانی کی چادر میں چھپی ہیں مچھلیاں ہو کر

حسینان جہان سے کب ہمین امید تھی ایسی
کرینگے ظلم بھی ہم پر شریک آسمان ہوکر

ابھی ہی بچپنا ہنس ہنسکے مجھسے بات کرتے ہو
مجھے تم قتل کر ڈالوگے اکدن نوجوان ہوکر

جو مین کہتا ہون وہ سب قید مین دیوانی کہتے ہین
شریک حال ہین سب میری میری ہمزبان ہوکر

جو مجھے پوچھے تو عید کے دن کا بہانہ ہے
دکھانے اپنی زینت آئے مجھپر مہربان ہوکر

کسی کے ہجر مین مجھسے تعلق تمکا ہی ایسا
رہا ہی تن بدن مین میرے مغز استخوان ہوکر

دل اونکے پاس ہی آیا ہی اک مدت مین پھر بھی
نہ کچھ مجھسے کہی کمبخت اونکا رازدان ہوکر

یہ دل کہتا ہی مجھسے رہ رہ اونکی ٹھوکرین اچھی
رہونگا اونکے بھی در پہ مین سنگ آستان ہوکر

ہوا مٹی کی رنگت میرا چہرہ ضبط کرنے سے
یہ سارا راز کھولے دیتا ہی درد نہان ہوکر

عیادت کو مری آئے ہین خنجر سے یہ کہتے ہین
اوٹھایا کوہ غم کسطرح تمنے ناتوان ہوکر

ترا مضمون ہو مین غور صادق تیرا کیا کہنا
رہیگی تصویر اونکی گوشۂ دل مین نہان ہوکر

معاذ اللہ ضبط آہ سوزان ہی بہت مشکل
اوڑا جاتا ہی سارا رنگ رخ میرا دھوان ہوکر

تماشائی ہین مقتل مین کوئی مرنے والا ہی
سبھونکو ہوگئی عبرت ہمارا امتحان ہوکر

یہ مجھسے کہتی ہی کوئی حالت تمھاری ہو
رہونگی ساتھ منزل بھر مین گرد کاروان ہوکر

قدر انداز نے سیکھا ہو ایسا حسن اخلاقی
لگاتا ہی نظر کے تیر جھکتا ہی کمان ہوکر

لگائی تیغ ابرو ایک نے تیر نظر اوسنے
اوٹھے بزم حسینان سے تو ہم بھی خستہ جان ہوکر

ہمارے خواب مین آئے نظر نیچی کئے بیٹھے
رہا آنکھونکا پردہ اپنے اونکے درمیان ہوکر

لیا ہی ضبط گریہ سب رگون مین اشک پھیلے ہین
بپا طوفان کرتے یہ بھی عالم مین روان ہوکر

مٹانے سے نہین مٹتی ہین بگڑی ہین بہت زلفین
رہین گی یہ شریک گردش چشم بتان ہوکر

ملا ہے خون عاشق اونگلیون مین دیکھتے نادان
دکھائین گی یہ اپنا رقص تجھکو تیلیان ہوکر

اوجاڑا آشیان اسنے تو وہ بجلی گراتا ہے
بہت زور آسمان کو ہی شریک باغبان ہوکر

مرا دیوانہ کہتا ہی کہ اوڑکے تا فلک پہونچین
یہ رفعت پیرہن کی ہی ہماری دھجیان ہوکر

یہ ہمپر ظلم چرخ پہ اک دن یا ہی رکھنا | ہائے تلون تیرا اوڑیگا دو جہان ہوکر
کہا یہ دلنے مجھسے حسرت و ارمان کا خیمہ ہو | عدم جاتا ہوں شکست و پیکر کاروان ہوکر

شفیق اتنا اثر گر شاعری میں ہو تو اچھا ہی
گلے سے اپنے لیتا اینہ مجھکو شادمانی کا

سہرا

چاہئے باندھ لے نوشاہ دہن سہرا | اینٹھ آئے ہیں جو صاحب سہرا
کہیں کہتا ہے نوشاہ کے سر پر سہرا | آج مہکا گلشن کا سقا سہرا
باندھ کر بزم میں آیا ہے جو وہ مہر جمال | رخ روشن ہی ہوا اور بھی پر نور سہرا
اسطرف شوق ادھر شرم و حیا مانع ہے | ہاتھ باندھا دونو کے برابر سہرا
ایسی تقریب میں یہ مجھکو خوشی زائد ہے | آج دیکھے گا برادر کا برادر سہرا
خوف ہے اوسکو کہیں مجھسے نہ شرما جائے کہیں | اس لئے ناپتی ہے زلف معنبر سہرا
منتیں ماننے والوں کی مرادیں آئیں | آج ارمان سے بھری دیکھے گی مادر سہرا
اسطرح چال نہ چل جس سے نظر تجھکو لگے | باد نیز کہتا ہے نوشہ کے یہ کہکر سہرا
سر پہ نوشہ کے چڑھا ہے بڑی عزت ہے اسے | کیوں نہو اپنے نصیبے کا سکندر سہرا
بڑھ کے یہ باد بہاری نے خبر دی سبکو | لیکے گلشن سے آپ نیکہ ہے صرصر سہرا

شاعری کرتے ہوئے مشہر ہر بس گذر شفیق
یہ نہ سمجھے کہ کہا جاتا ہے کیونکر سہرا

قطعہ

مدتوں سے یہ سوچتے تھے ہم | بات ایسی تو کوئی کر جائیں
دم جو نکلے تو اسطرح نکلے | دیکھنے والے لوگ ڈر جائیں
جب خبر ہو محلے والوں کو | سب کے سب آ کے گھر میں بھر جائیں

سر و پا کا نہ ہوش اونکو رہے | اپنے آپے سے سب گذر جائین
چشم حسرت مری کرے یہ اثر | چشم تر آئین نوحہ گر جائین
کہہ رہے یون عزیز لاشے پر | تمتو جاتے ہو ہم کدھر جائین
سنکے اونکو بھی کچھ نہ تاب رہی | لیکے احباب جب خبر جائین

ایسے مرنیکا نام ہے مرنا
یون تو مرنیکو آج مر جائین

قطعہ

کیا کیا حسین باغمین پھرتے ہین راتدن | سب جھولیونمین اپنی گل تر لئے ہوئے
اٹکھیلیونکی چال جوانی کا جوش ہے | شانونپہ اپنے زلف معنبر لئے ہوئے
افشان لگا کے رات کو سوتی ہین مہ جبین | پیشانیون پہ لاکھون ہی اختر لئے ہوئے
عشاق قتل ہوینگے اونسے بھی بیگناہ | ہاتھونپہ ابروونکی ہین خنجر لئے ہوئے
چشمونکی اونکی پتلیان کیا قہر ڈھائینگی | آنکھونکے گرد پلکونکا لشکر لئے ہوئے
دنبالہ دار سرمے سے ہوتا ہے یہ عیان | نیزہ سیہ ہے چشم ستمگر لئے ہوئے
کیا ضو فگن دہن مین ہے دندانکی آب و تاب | جیسے صدف شکم مین ہو گوہر لئے ہوئے
ایسی حسین سیف زبانی دکھاتے ہین | گویا کہ لفظ لفظ ہے خنجر لئے ہوئے
کسطرح اپنا حسن چھپاتے ہین مہ جبین | زیر نقاب ہین مہ انور لئے ہوئے
باندھے ہوئے ہین اپنے دوپٹونکی گاتیان | سینے پہ اپنے حسن کا جوہر لئے ہوئے
دیکھا ہے ان حسینونمین کچھ لطف میکشی | ہین گورے گورے ہاتھونمین ساغر لئے ہوئے
جاتے ہین جھومتے ہوئے کیا سوی میکدہ | میخوار اپنے ساتھ برابر لئے ہوئے

ان مہوشونکو چھوڑ دے ہشیار ای شفیق
ہین تیرے واسطے مے احمر لئے ہوئے

قصیدہ در مدح حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ

ہے بنی زیب تمھین صاحب عرفان ہونا — خوب شایان ہے تمھین شان قرآن ہونا

راہ معبود مین یون چلکے بتایا سبکو — اسطرح چاہیئے ہے بندۂ یزدان ہونا

تجھکو اچھا کیا معبود نے اے ختم رسل — ہو مبارک تجھے خالق کا ثنا خوان ہونا

تجھکو اسطرح سے معراج ہوئی صل علے — پاس اللہ کے تیرا ہوا مہمان ہونا

تونے اے ختم رسل بات خدا سی کی ہے — ایتو واجب ہے تجھی خرم و شادان ہونا

یہ بھی کیا کم ہے کہ تو عرش برین تک پہونچا — اور پھر غیب سی دعوتکا بھی سامان ہونا

خوب محبوب کی خاطر یہ ہوئی وقت طعام — پردۂ غیب سی اک ہاتھ نمایان ہونا

شب معراج کا سب حال دو عالم پہ کھلا — مرضی حق نہ تھی اس رازکا پنہان ہونا

تو برا جانتا تھا سلطنت دنیا کو — تیری تقدیر مین تھا فخر سلیمان ہونا

خوب اللہ نے بکنے سے بچایا ابتک — آپکو زیب نہ تھا یوسف کنعان ہونا

فضل معبود سے یہ اوج مبارک ہو تجھی — سارے خاصان خدا کا تجھے سلطان ہونا

سنکر ونکو ذرا اعجاز نمائی دکھلا — تیرے قبضے مین ہے دشوار کا آسان ہونا

اور ایک مطلع ہے پر نور شفیق آج سنا — جس سی ظاہر ہو ترا سب پہ سخندان ہونا

مطلع

تمپہ ظاہر ہے بنی بے سروسامان ہونا — حشر مین امت عاصی کی نگہبان ہونا

سامنا خالق عادل کا ہے دیکھین تو حضور — اپنی خود امت عاصی کا پریشان ہونا

جب چلین سوئے سقر اپنی بداعمالی سے — ہم گنہگار ونکے اوسوقت نگہبان ہونا

جانتے ہین کہ قیامت مین بھی ہونا ہے یہی — ہمکو خود اپنے گناہون سے پشیمان ہونا

مردہ دل امت عاصی ہے جلا دے مولا — اوسکے کام آئے ترا عیسی دوران ہونا

اپنا دیدار دکھا اسکی خبر ہے تجھکو — تیری امت کا مریض تپ ہجران ہونا

ہم گنہگاروں کو یہ یاد رہے گا مولا — آپکے صدقے سے کم نوح کا طوفان ہونا

حشر میں تیری سفارش سے ملیگی جنت — دیکھنا امت عاصی کا بھی شاداں ہونا

حشر میں محضرِ خدا کم ہوا باعث سے تری — ہو رسولوں کو ترا بندۂ احسان ہونا

دو جہاں میں ترے قدموں نے منور مولا — اس سے ظاہر ہی ترا مہرِ درخشاں ہونا

تیری ہی نور سے اسلام نے رونق پائی — تیری باعث سے ہی امت کا مسلماں ہونا

سچ تو یہ بات ہی اسلام کی عزت رکھلی — آپکے سبحے نکا امت یہ سے قربان ہونا

مرتبہ تیرا دو عالم میں ہی یہ ختم رسل — بھا نواسے کا لقب شاہ شہیداں ہونا

اب یقین ہوتا ہی خاتون جنا کے باعث — مشکلیں امت عاصی کی بھی آسان ہونا

در جنت میں گذر امت عاصی کا ہو — شان ہے آپ ہی کی مالک رضوان ہونا

یا نبی آپ سے کہتا ہوں میں اپنی حالت — آپکے علم میں ہی میرا اسان ہونا

آپ سمجھیں اگر اچھا تو میں ہنس دینا — مصیبت سے مرا دست و گریباں ہونا

مشکلیں ہوں جو زمانے کی نہ گھبرائیے شفیق
آپ کہدیجے ہا سے شکر نہ پریشان ہونا

قصیدہ در تہنیت ولادت حضرت خاتم الرسالت صلعم

دو جہاں میں دھوم تھی جب مصطفٰے پیدا ہوا — کہتے تھے جبریل فخر انبیا پیدا ہوا

کہتے تھے جبریل و آدم یہ ہمیں ہی تجربہ — مشکلیں حل ہو گئیں مشکلکشا پیدا ہوا

اب ترا دریائے رحمت جوش میں ہوگا سوا — کشتی امت کا اپنی ناخدا پیدا ہوا

تا قیامت ایک ہی عالم رہیگا حسن کا — دو جہاں میں کون ایسا مہ لقا پیدا ہوا

منکروں کو کلمہ اپنے نام کا پڑھوا دیا — دو جہاں میں کون ایسا دوسرا پیدا ہوا

یہ شب معراج خاطر تو نے کی دعوت طعام — انکی خواہش تھی کہ بس دستِ خدا پیدا ہوا

راز خالق منکروں پر اس سے ظاہر ہونگے — وہ بھی خود کہدینگے یہ معجز نما پیدا ہوا

سے یہ ایسا راز خالق جو بکو سب معلوم ہی
دست موسیٰ مین نقطہ اک آبلہ پیدا ہوا

روشنی مین اسکی سب اسلام کا کلمہ پڑھین
نور ایمان بڑہ گیا شمس الضحیٰ پیدا ہوا

مومنونکی حاجتین نکلا کرینگی حشر تک
یہ جہان مین منبع جود و سخا پیدا ہوا

حضرت موسیٰ کلیم اللہ تھی کچھ شک نہین
یہ محمدؐ بھی لسان کبریا پیدا ہوا

حضرت عیسیٰ کا بھی اک معجزہ مشہور ہے
اسکا نائب بھی نصیر انکا خدا پیدا ہوا

جتنے گذرے ہین جہان مین اولیا و انبیا
حق تو یہ ہی سبھونکا بادشا پیدا ہوا

اے محمدؐ مین ولادتکا تری لکھونگا حال
مین ہون ان پڑہ میرے دلمین ولولا پیدا ہوا

تو مدد کر نظم کی سب مشکلین آسان ہون
مدح کا بھی میرے دلمین حوصلا پیدا ہوا

اے شفیق اب تو بھی اوسکا نام لیکر نظم کر
جو کہ عالم بھر مین اک حاجت روا پیدا ہوا

فکر کرلی ہی یہ مقطع دوسرا پیدا ہوا
ہی مسرت دو جہانکا بادشا پیدا ہوا

مشکلین آسان ہوئین کہتی تھین بی بی آمنہ
گھر مین عبد اللہ کے حاجت روا پیدا ہوا

ساری اشیا رجہان کو حکم سجدہ کا ہوا
ہر زبان سی نعرۂ صل علیٰ پیدا ہوا

سلطنت اسکی ہوئی راز خدا ظاہر ہوا
بانی اسلام یہ معجز نما پیدا ہوا

ایک کاہن نے کہا آکر یہ عبد اللہ سے
آپکے گھر شافع روز جزا پیدا ہوا

جاننے والے سب اسکی خوش ہوئی اس بات سے
خلد مین جانیکا یہ ہی راستا پیدا ہوا

اسکو خالق نے بنایا مالک کون و مکان
مرضی معبود کا یہ مقتدا پیدا ہوا

جتنا سن اسکا بڑہا اوتنا کھلا راز خدا
ہوگئی شہرت تو چرچا جا بجا پیدا ہوا

عمر جب اسکی چہل سالی کی آپہونچی قریب
یہ خیال قدرت رب العلا پیدا ہوا

اب نبوت اسکی ظاہر سب پہ ہو وہ ثقلین
شور ہوا اسلام مین خیر الوریٰ پیدا ہوا

پھر تو اسکے نامکا ڈنکا جہانمین بج گیا
ذکر دنیا مین اسیکا جا بجا پیدا ہوا

لیکے فرمان خدا ہر سمت یہ جانے لگا
کفر اور اسلام مین اک دغدغا پیدا ہوا

صاحب اعجاز کہتا تھا کوئی ساحر کوئی
دیکھکر اعجاز اسکا غلغلا پیدا ہوا

امتحان لینے لگے کفار انکا آن کر
اونکی جو خواہش تھی ویسا واقعا پیدا ہوا

بھاگتے تھے منزلون کفار انکے نام سے
جا انکا سب سنکر ونکو دغدغا پیدا ہوا

پھر خدا کی راہ مین اسنے کئی ایسے جہاد
اوسکو مارا اسنے جو بہر جفا پیدا ہوا

بانی اسلام اسکا نام عالم مین ہوا
کشتئ امت کا اپنے ناخدا پیدا ہوا

مدح گوئی اس جہالت پر کرو گے تم شفیق
رک گئی تم جب نہ کوئی قافیا پیدا ہوا

حد مراتب کی ترے کوئی نہین ہی جانتا
صلب سے تیرے بنی نور خدا پیدا ہوا

جیسی بی بی فاطمہ تھین ویسا ہی شوہر ملا
کیا اسی باعث سے یارو مرتضے پیدا ہوا

نور کیا وہ کہتے ہین سب جنکو بی بی فاطمہ
کون ایسا شافع روز جزا پیدا ہوا

اے رسول اللہ وہ نائب تمھارا ہی ضرور
بطن سے اسکے اک ایسا لاڈلا پیدا ہوا

وہ فدائی ہی بزرگو نکا ترے ختم الرسل
فضل خالق سے نواسہ دوسرا پیدا ہوا

اور بھی اسلام کی رفعت جہا مین بڑہ گئی
فاطمہ کے گھر مین شاہ کربلا پیدا ہوا

یہ ہے وہ جو تیری امت پر فدا ہو جائیگا
کشتئ امت کا تیری ناخدا پیدا ہوا

بعد تیرے تیری امت اوسکو ماریگی ضرور
ہی خوشی مین غم غریب نینوا پیدا ہوا

یا رسول اللہ میری حاجتین برآئین سب
بعد خالق بس توہی حاجت روا پیدا ہوا

تیرے ہوتے مشکلین میری نہ پھر آسان ہون
دو جہا مین تجھسا کب مشکلکشا پیدا ہوا

اک اشارے مین ترے سب کام بنتے ہین مرے
جس سے عزت جائیگی وہ سانحا پیدا ہوا

اے رسول پاک میرے دلکو ہوتا ہی یقین
غیب سے کوئی نہ کوئی سلسلا پیدا ہوا

دو جہا کے بادشہ ہین تیرے حامی ای شفیق
عرض کر جو تیرے دلمین مدعا پیدا ہوا

ایک ذرہ جو ہی ساقی ترے میخانے کا
وہ بھی حصہ ہی مری عمر کے پیمانے کا

اپنے میخوار کی اب جلد خبر لے ساقی
درد سر سے مجھے اب خوف ہی مرجانے کا

دل مردہ کو مرے تو ہی جلا دے ساقی
راستہ دیکھ رہا ہون مین تری آنے کا

تیری الفت مین مرون قبر سنور ہو گی
ہی مری خاک مین ذرہ تری کاشانے کا

نہ تو صحرا کو گیا مین نہ گیا زندان کو
تیری چوکھٹ پہ رہا سر ترے دیوانے کا

مے الفت سی ہی سرشار ترا متوالا
تیرے قدمون پہ رہا سر ترے مستانے کا

اوسکی ضد سی تو پیا پے مین پیے جاتا ہون
ابتو زاہد نہین مجھکو کبھی بہکانے کا

تشنہ ہی ہون مری اس مین خطا کیا ساقی
شوق ہونٹونکو ہی ساغر سے لپٹ جانے کا

در پہ ساقی کے پڑا رہتا ہو جو آٹھ پہر
حشر تک ہی وہ ٹھکانا اوسی مستانے کا

اور میخوار مہ نو بھی جسے کہتے ہین
ہے کنارہ ترے ٹوٹے ہوئی پیمانے کا

مجھکو بھی ضد ہی کہ ساغر مری لب سی نہ ہٹے
ابتو زاہد کبھی مجھکو نہین سمجھانے کا

تیرے کوچے مین ہی میخوارونکا مجمع ساقی
اپنے میخانے مین کیا دخل ہی بیگانے کا

مین وہ سرکش ہون کہ گلشن مین اگر جاتا ہون
نگران رہتا ہون انگور کے ہر دانے کا

اپنا ساقی ہی نصیری کا خدا میخوار و
وہ جلاتا ہی ہمین شوق ہی مرجانے کا

جام خالی مرا بھر دے جو کہین دست خدا
مرتبہ اور بڑھیگا مرے پیمانے کا

در میخانہ پہ چھائی ہی گھٹا ایسا ساقی
لطف ہی ابر مین بجلی کے چمک جانے کا

برق سی کہتا ہی دل آتا ہی میرا ساقی
ابتو موقع ہی تڑپنے کا نہ تڑپانے کا

دل یہ کہتا ہی فلک سی بھی تجھے ڈھونڈ کے لاؤن
ہجر جو پاجائے ابھی قصد ہو اوڑ جانے کا

اب کہو مطلع ثانی بھی کر و فکر شفیق
آگئی موت تو یہ وقت نہین آنے کا

مطلع

دل ہی مشتاق ترا وقت بتا آنے کا
آتش شوق سی اب خوف ہی جل جانے کا

فاطمہ بنت اسد خانۂ حق تک پہنچین
راستہ ہو گیا مجھ پر بھی نکل جانے کا

شوق یہ ہی در مقصود سی مین گو دیکھرون — یہ نتیجہ ہوا اللہ کے گھر آنے کا

کسکے قدمونکی ہی مشتاق زمین کعبہ — وقت ہی کعبہ کی دیوارونکے پڑہ جانے کا

کیسا مولود ہی یہ جس سی ملائک خوش ہین — گھر مین اللہ کے سامان ہی زچاخانے کا

آپ اس شان سے تشریف زمین پر لائے — پہلے سجدہ کیا اللہ کے شکرانے کا

بادہ کش دیکھ لین تہذیب اسی کہتے ہین — جام جب بھرتا ہی سر جھکتا ہے پیمانے کا

سر جو سجدے سے اوٹھا کلمۂ توحید پڑھا — یہ حدیثون مین ہی ٹکڑا انہین افسانے کا

اب بتونکی بھی خدائی مین پڑینگے رخنے — رنگ کچھ آج دگرگون ہی صنم خانے کا

گھر مین اللہ کے مہمان ہی ہمارا ساقی — تین دن ہو گئے دربند ہی بتخانے کا

سوئے کعبہ چلے آتے ہین رسول مقبول — شوق ہی بھائی کو بھائی سی لپٹ جانے کا

فاطمہ بنت اسد گودمین لیکر نکلین — سامنا ہو گیا لو شمع سے پروانے کا

شاعرین سمجھے دیتا ہے شفیق ایسا خدا
جسمین کچھ دخل ہی اپنے کا نہ بیگانے کا

در واقعات غدیر

چمن مین آتش گل کے ہوئے احکام یہ جاری — بہار آئی ہی اب ہر شاخ سی نکلیگی چنگاری

نہالان چمن انگڑائیان لے لیکے کہتے ہین — ہوا شاداب گلشن دینکا نازک ہی تیاری

یہ دن نوروز سے کچھ کم نہین کہنے لگی بلبل — رگ گل کو جو توڑا رنگ کی چھٹتی ہی پچکاری

بہار آئی چمن مین گل نہین پھولون سمائی ہین — کسیکا رنگ ہی دھانی کسیکا زنگاری

زمین نرم سے سبزہ نکلتا ہی نمو ایسا — جگہہ کوئی نہین خالی بھری ہی ایک ایک کیاری

جوانان چمن سی چپکے چپکے کہتی ہی بلبل — چھپا ہی مہندیونکی پتیون مین رنگ گلناری

شجر یون بارور ہین چھپ گئین سب پتیان اونکی — وہ کثرت ہی کہ شاخون نی ثمر کی بدشواری

سحر کا وقت ہی باد صبا مین ہی اثر ایسا — ہوا کھانیکو گلشن مین چلے آتے ہین آزاری

کہان باغ جہان مین سیکڑونکا آج ہی جھرمٹ
مئی حب علیؑ کی ہی کہین اسوقت میخواری

یہ ساقی کون آتا ہی چمن مین کیا مسرت ہی
کہ پہلے ہی سے ہے انگور کے خوشونسے مے جاری

شفیق اسکو اثر مین ڈوبکر مطلع کوئی کہنا
(مطلع) کہ حج آخری سے آرہی ہی فوج سرکاری

یہ کسکی حکم سے اس دشت مین ہوتی ہی تیاری
سبو لونکے درختونمین نظر آتی ہی گلکاری

مبارک ہو تمھین مژدہ علی ابن ابیطالبؑ
کہ ایسے دشت مین نازل ہوئی ہی رحمت باری

رسول پاک کو جبریل نے یہ حکم پہونچایا
علیؑ ابن ابیطالب کو دیدو اپنی مختاری

وہ چورا ہا خدا کی راہ کا اسلام کا مجمع
جہاں پر ہر طرف سے آرہے تھے لوگ درباری

وہ اک چھوٹا سا چقر خمکدہ ساری خدائی کا
خدا کے حکم سے ہونے لگی اوسجا یہ میخواری

بنایا سب نے ملکر دیدیا جب حکم احمد نے
کجاوے پر کجاوا ہو گئی ممبر کی تیاری

اوسے کیو اسطے احمد نے ممبر پر قدم رکھا
جسے اسلام کی ہر وقت کرنی ہی مددگاری

رسول پاک نے دست خدا کو یون کیا اونچا
سپیدی دونون بغلون کی نمایان ہو گئی ساری

کہا مین جسکا مولا ہون علیؑ بھی اوسکا مولا ہے
رہیگا تا قیامت حکم یہ میرا یون ہی جاری

کوئی پہلے سبھونسی یا علیؑ بخ بخ لک بولے
کسی کی پھر زبان پر کلمۂ حق ہو گیا جاری

مبارک ہو مبارک تمھین اے ساقی کوثر
مبارک ہو مبارک ہو غدیر خم کی میخواری

قدم دست خدا کے شوق سے اقبال نے چومے
متانت کہہ رہی ہی زیب ہی ایسے کو سرداری

شفیق اسکو غزل کا بھی کوئی مطلع سنا دینا
دکھا دینا زبان سے کھینچکر تصویر دلداری

حسینون سے ملا مین اس لئے سیکھی دل آزاری
(مطلع) رقیبونکے کلیجونپر لگائے زخم بھی کاری

تمھین زیبا ہی صاحب قاتل کفار بھی کہنا
تمھارے نام سے کم ہوگئی ہی مردم آزاری

زمانہ ہو گیا تونے بتونکو یون کیا گھایل
ابھی تک یاد ہی کفار کو تیری دل آزاری

ترے دشمن کی آقا جان بچنی غیر ممکن ہی
لڑائی آنکھ جسنے پڑ گیا تیر نظر کاری

زمانہ ہو گیا یوسف بکے تھے ہو گئی شہرت
قیامت تک تمھاری حسن کی ہی گرم بازاری

تمھین معلوم ہوگا علم ہی ہر بات کا تمکو
دکھایا کسنے جلوہ طور پر تھا کون دیداری

ترے کوچے مین دیوانون کی دلچسپی کے ساماں ہین
خدا کی شان سے وہ ہی درِ دولت پہ گلکاری

شفیق ایسا پریشان حال ہے اب آئیے مولا
ہمیشہ سے سنا ہے آپکو شوقِ مددگاری

نظم در ستائش عالیجناب السید حسین صاحب شستری ایدہ اللہ تعالی

کیا رہا سایہ فگن ہر سر پہ چرخ اخضری
تا قیامت ہمکو دکھلائی بہار اختری

کیا تری تعریف ہو سید حسین ذی حشم
تیرے دادا کی امامت نانا کی پیغمبری

خاندان فخر دو عالم ہے ترا سید ہے تو
کیا بزرگون کو ترے حق نے ملی بالاتری

دو جہا مین یون تو خاصان خدا گذرے بہت
زیب ہے نانا کو تیرے افسرونکی افسری

تیرا ہی دادا رسول پاک کا نائب ہوا
ہوین پیغمبر کی اوسنے ہر طرح کی برتری

ہر طرح اسلام کو لایا ہے راہ راست پہ
ہر طرح اسلام کی اوس سے ہوئی ہے یاوری

تیرے دادا کو لقب دست خدا کا مل گیا
دو جہان مین ہو گیا مشہور زور حیدری

مختصر زور یداللہی دکھایا آپ نے
اک اشارہ مین ہتیلی پہ تھا باب خیبری

یون ملایا خاک مین باقی نہین نام و نشان
کیا گھٹایا آپنے لڑ لڑ کے زور کافری

کافرونکا خرمن ہستی جلا اور خاک تھا
برق کی مانند چمکی ذوالفقار حیدری

جب نبی نے اوسکو خیبر مین پکارا یا علی
ایک دم بھر مین دکھائی آپنے چالاک تری

راہ خالق مین بکا ایسا کیا کار اہم
تابع فرمان ہوا سو جانسے شاہ بربری

مشکلین خلق خدا کی اوس سے آسان ہو گئین
کام یہ سب ہو گئے دادا سے تیرے سرسری

یون گذرنیکو تو شاہان جہان گذرے بہت
زیب ہے دادا کو تیرے افسرونکی افسری

جسکو حق اچھا کہے تعریف کیا اوسکی شفیق
جس سے وابستہ رہی ہر وقت لطف داوری

مطلع ثانی بھی آسانی سی کہنا ای شفیق
تو غزل گو ہی دکھا دے سبکو اوجِ دلبری

یون در دولت پہ ہی ممدوحکی جلوہ گری
حسن ایسا ہی کہ جسکو دیکھنے آئے پری

تیرے ہی نقش قدم سینے پہ رکھتی ہی زمین
کرتا ہی تجھپر تصدق انجم چرخ چنبری

ضو فگن وہ راتکو یہ ضو فگن آٹھون پہر
کیا مقابل ہون تری آنکھونسے زہرہ مشتری

گر ترے رخکی صفا سے وہ مقابل ہو کبھی
پہلے اپنے دلکے دھبے دھوئے ماہ انوری

ہی نجابت بھی سیادت بھی بزرگونسے ترے
ہی غلط فہمی کرے تجھسے جو کوئی ہمسری

تیرے ماتھے کے پسینہ کا اگر قطرہ گرے
کیا عجب کی بات ہی پیدا ہو آب گوہری

وہ در نایاب ہی اوسکی بھلا کیا قدر ہو
کیا کوئی قیمت لگا سکتا ہی اوسکی جوہری

نام مین اتنا اثر تیرے ہی اے ابر کرم
جو بھی مرجھائی ہوئی کونپل وہ ہوتی ہی ہری

تو خدا کی شان نے کیا مجمع اوصاف ہی
زیب ہی تجھکو بھی اپنی قوم کی سکریٹری

تھوڑی سی ہمکو بھی جا جنت مین ملجائی ضرور
ہی وہان بارہ اماموکی جو اک بارہ دری

کربلاکے تشنہ لب بیٹھے ہین سب بالائے حوض
ہی بزرگونسے ترے آباد بزم کوثری

ساقی کوثر پلاتے ہین سبھونکو بھر کے جام
پی رہی ہین سب کے سب جام شراب احمری

یا علی مر کر ترے دربار تک پہونچا شفیق
آج تو پورا ہوا سکا بھی سوال آخری

حاجتین وابستہ میری ہونگی تجھسے عمر بھر
مین خراسانی ہون تو سید حسین شستری

تیرے فرزند و برادر حشر تک جیتے رہین
حشر تک اونپر رہی ہر وقت لطف داوری

گر قصیدہ مین غزل کہنا ہی تجھکو ای شفیق
آج تو ساقی سے لے جام شراب احمری

غش نہ آجائے کہین ہوتی ہی وہ جلوہ گری
میکشون ہشیار اب شیشے سے نکلی ہی پری

جوش مے کو دیکھکر پیر مغان ہنسنے لگا
بے پئے رندونمین اب چلتی ہی جنگ زرگری

عاشقون کے دل بلا گردان ہزارون ہو گئے — اسطرح سے دوش پر پھیلی ہی زلف عنبری
چارہ گر تیر نظر کے سیکڑون ناسور ہین — دلکے زخمونپر مرے ممکن نہین بخیہ گری
جب چلا دو گام بھی بن بن کی رکھی ہین قدم — کیون تصدق ہو نہ اوسکی چال پر کبک دری
بھر کے ساغر بھیجے جاتی ہین ہماری نام پر — کیا نئے انداز سے کی آپنے ساقی گری
قیدخانے سے نکل کر جانب صحرا چلا — ہو مبارک آپکے وحشی کو آشفتہ سری
آئینہ ہی سامنے زینت کی کوئی حد نہین — دمبدم ایجاد ہوتی ہی ادا سے دلبری
جنکے افشان سر سے اوڑھا ہی ڈوپٹہ یار نے — پڑ گیا پردا چھپی جاتی ہی بزم اختری

ہی جہالت مین تمھاری شاعری ایسی شفیق
دیکھکر تمکو گلے لینے لگاتے ہمسرے

قومی نظم

پوچھتا کیا ہی مسیحا کیا ہمین آزار ہی — ہمتو کیا شے ہین ہماری قوم تک بیمار ہی
عارضہ ایسا ہی جس سی جان بچنی ہی محال — چارہ سازی کی لیے اک چارہ گر درکار ہی
چارہ ساز ایسا ہو جسکو شافی مطلق کہین — اوسکے بن صحت نہو گی وہ ہمین آزار ہی
خون کی جا سب رگونمین فکر کا سے مادہ — ہی دل نازک اور اوسمین غم کا اک انبار ہی
ناتوان ایسے ہین جس سی بات کر سکتے نہین — سانس کا لینا بھی جسم زار کو دشوار ہی
ناتوانی وہ ہی جس سی لب ہلا سکتے نہین — ضعف ہی ایسا تبسم کا بھی پورا بار ہی
دل جلایا گرمی افکار نے افسوس ہی — سانس ٹھنڈی ہین اگر تو مثل آہ آتشبار ہی
چارہ گر صحت سی بالکل ناامیدی ہو گئی — ایک تیر غم ہمارے دل جگر کے پار ہی
ناتوانی کہہ رہی ہی یہ زبان حال سے — گر نہ صحت ہو تو ایسی زندگی بیکار ہی
قوم اپنی ناتوانی پر ذرا بھی اک نظر — زور سی چلنا بھی تجھکو دو قدم دشوار ہی
گردشین ساری زمانکی ہین تیری واسطے — تیرا بچنا ہی کٹھن ایسی تری رفتار ہی

قوم تجھکو چاہئے ہے دیکھکر رکھنا قدم / جسطرف جاتی ہے تو وہ راہ ناہموار ہے

قرض لینا چھوڑ دے اے قوم کہنا مان لے / جان پہ ہی بن رہی ہے مشکل یہ بڑا آزار ہے

ایک لیکے سو کا دینا یہ بھی کوئی عقل ہے / سود میں تو ہی ہیں کہ جنہیں قرض کی بھرمار ہے

قوم پھر سمجھاؤنگا تجھکو ذرا تو صبر کر / اب سمجھ کہتا ہے وہ جس امر کی درکار ہے

ضعف تیری کیا عدالت ہے ذرا انصاف کر / سب ہیں اچھے میرا ہی فرقہ نحیف وزار ہے

ضعف نے مجھسے کہا میری شکایت ہے فضول / اپنے اپنے فعل کا ہر شخص خود مختار ہے

قرض لینے کا بہت ہے شوق یہ سمجھیں ذرا / جس کی صورت ہے بڑھیگا سود یہ رفتار ہے

قرض کا لینا ہر اک کو ہے سناہے مفلسی / کم ہوئی عزت تو عالم میں ذلیل وخوار ہے

گر ہوا دعوی علی التمین کٹی گی زندگی / قرقی و وارنٹ پھر اپنے گلے کا ہار ہے

زر لیا تھوڑا سا اور دینا پڑا مال کثیر / اسمیں نقصان ہر گھڑی ہے یہ برا بیپار ہے

جائدادیں اپنی سب جاتی رہیں اس ضمن میں / پھر ٹھکانا ہی نہیں رہنے سے بھی ناچار ہے

اپنی دولت دوسرے کو دیکے یہ حاصل ہوا / آپ تو مفلس ہوئی اور دوسرا زردار ہے

قرض کے لینے سے باز آ قوم کہنا مان لے / قرضکا لینا ہر اک عاقل کو ننگ وعار ہے

شوقین کپڑے کیا شوقین مفلس ہو گئی / ٹاٹ ہو لیکن کہو جاتے ہیں دھاریدار ہے

بوٹ کی فرمائشیں جانے لگی ہیں دور دور / جسطرف کو دیکھئے جوتوں کا اک طومار ہے

ضعف نے جو کچھ کہا اے قوم سب تو نے سنا / اب بتا مجھکو تجھے اقرار یا انکار ہے

گر لباس فاخرہ سے ہو گئی عزت تو کیا / ہوں پھٹے کپڑے زمانہ کہدے خوش اطوار ہے

عزت ذاتی کی کوشش چاہئے ہر شخصکو / اپنی دولت کو بچائے وہ بڑا ہشیار ہے

قوم اب بھی صرف ناجائز کو گر جائز رکھا / پھر یہ ہی ٹیڑھی زمین اور چرخ کج رفتار ہے

قوم گر اپنے بزرگوں کے چلن پر تو چلے / چار دن میں دیکھ لے ہر شخص پھر زردار ہے

شرم کی جا ہے کہ ایک جاہل نصیحت گر بنے / جو تجھے سمجھا رہا ہے وہ شفیق نزار ہے

احوال طوفان بارش لکھنؤ ۱۳۳۳ھ

اور اک مطلع کی مجھکو فکر ہے اسدم خدا　　مجھسے ان پڑھ کا بھی تو ہی مالک و مختار ہے

پردہ دار دلکا بڑا مجمع سر بازار ہے
لکھنؤ جو شہر تھا کل آج وہ مسمار ہے

جس مکانکی موت آئی قبر بھی اوسکا بنی　　جس طرفکو دیکھیے مٹی کا اک انبار ہے
ہر مکان ٹوٹا یہ کہتا ہے زبان حال سے　　کیا بنائیگا مجھے میرا مکین ناچار ہے
دیکھتا ہے مجھکو حسرت کی نظر سے کیا مکین　　کیا رہے مجھ مین نہ میری چھت ہے نہ دیوار ہے
پرورش بچون نے پائی مجھ مین کس آرام سے　　اب ڈرانی شکل میری دیکھنا دشوار ہے
بی بیان کل تک جو مجھ مین بیٹھی تھین پردہ نشین　　آج بے پردہ وہی ایک ایک پردہ دار ہے
نقش پا جسکے نہ میری حد سے باہر تھے کبھی　　آج سر ننگے وہی بی بی سر بازار ہے
راہ مین بی بی کوئی بیٹھی ہے چادر تانکر　　گر پڑا اوسکا مکان وہ کیا کرے ناچار ہے
مسجد و منبر کربلائین بھری مین بی بیان　　کچھ سبب ایسا ہے وان رہنا انھین دشوار ہے
خانہ بربادی سے ہر مومن کا نقشا ہے برا　　جس کسیکو دیکھیے جینے سے وہ بیزار ہے
غم یہ ہے کیونکر عزا داری کرین مظلوم کی　　تعزیہ رکھنے کو بھی کوئی جگہ درکار ہے
یاحسین ابن علے امداد کا اب وقت ہے　　خالق اکبر سے تم کہدو تو بیڑا پار ہے

قدر دان تجھکو کوئی ملجائیگا ایسا شفیق
آپ پوچھے گا تجھے کس چیز کی درکار ہے

در حالات زبان اردو

جاننے والے ہین یہ شان زبان اردو　　لکھنؤ دہلی ہے ایوان زبان اردو
خوب دونون نے فصاحت سے اسے بنشی دی　　اونسے بڑھتا گیا امکان زبان اردو
لکھنؤ دہلی کی یہ ملک ہے کچھ شبہہ نہین　　انکے قبضے مین ہے سامان زبان اردو

بج گیا ملک فصاحت مین ہمین کا ڈنکا — یہ ہی عالم مین ہین شاہان زبان اردو
اسکے ارکان جو گرتے تھے سنبھالا ہمنے — ہمین دونون ہی ہین جان زبان اردو
طلب آتے ہین عالم کے سبق ہمسے لین — ہمین دنیا مین ہین شایان زبان اردو
ہمنے شعر مین سخنی خوب بتائی اُسکو — روز آتے رہے مہمان زبان اردو
اپنے قبضے مین رہیگا دُرِ دولت اسکا — ہے قلم اپنا ہی دربان زبان اردو
فصحا ہوگئے عالم مین ہمارے دم سے — لاکھون ہی آئینگے خواہان زبان اردو
مستند ملک فصاحت مین ہے ہر لفظ اپنا — ہمسے قایم رہا ایمان زبان اردو
سارے عالم مین ہمین اہل زبان ہین بیشک — ہمنے قایم کئے ارکان زبان اردو
جنبش لب سے ہماری ہوئی زینت اسکی — ہمنے پیدا کئے سامان زبان اردو
ہو فصاحت بھی بلاغت بھی یہی واجب ہے — دو ہی مصرع کا ہے دیوان زبان اردو

یہ تو سب جانتے ہین جاہل مطلق ہے شفیق
پوچھنا اوس سے ہی کیا شان زبان اردو

چند تواریخ طبع دیوان بحساب تہجی

از نتیجۂ فکر جناب سید علی محسن خانصاحب آبر لکھنوی

خاص مشفق مرے جناب شفیق — نامور ہین میان خاص و عام
شعر گوئی مین حد کی مشاقی — قبضہ مین فن شاعری ہے تمام
بے پڑھے بے لکھے یہ قوت نظم — تیری قدرت ہے خالق علام
مختصر یہ کہ چھپ گیا دیوان — قدر دانونکا بس ہی آگے کام
فکر تاریخ کی مجھے بھی تھی — دل پکارا او ٹھا لکھے میرا نام
سنہ ہجری سے کیون ہو واے آبر — آپ اپنی نظیر اب یہ کلام

از نتیجہ فکر جناب سید منیر آغا صاحب اشہر لکھنوی

از سخن زادگی ہر خوشنخو	سر حدے از کلام آباد است
مگر اینست قول ملک قبول	حد لطف سخن خداداد است

نوٹ سنہ ۱۹۱۶ء

مصنف صاحب سے سنہ ۱۹۱۶ء مین فرمایش کی گئی تھی اور سنہ ۱۹۱۷ء مین یہ دیوان طبع ہوا یہی وجہ ہی کہ تاریخ مذکورہ مین سنہ ۱۹۱۶ ہین

از نتیجہ فکر جناب سید اعجاز حسین صاحب اعجاز لکھنوی تلمیذ جناب مشتاق لکھنوی

میرے مشفق شفیق لایق نے	خوب ملک سخن مین نام کیا
طبع موزون کی کب کرامت ہی	مدح آل نبیؐ کا ہے یہ صلا
جسکو کہتے ہین سید فیاض	انکی جاگیر مین خدا نے لکھا
فطرتاً شعر نظم کرتے ہین	اکتسابی نہین ہی شان ذرا
طبع موزونکی وہ روانی ہے	جیسے بہتا ہوا کوئی دریا
گو کہ ناخواندہ ہی یہ صاحب فہم	لیکن اہل قلم مین در آیا
ایسی فرد کمال رکھتا ہے	واہ کیا کہنا لکھنؤ تیرا
دیکھکر انکے حافظے کی شان	نام حافظ زمانہ بھر بھولا
عیب سی پاک و صاف ہین اشعار	شاگردان ہی کہین نہ ہے اکفا
شکر صد شکر اس زمانے مین	کلیات انکا چھپ گیا پورا
حمد مین نعت مین مناقب مین	وہ قصیدے کہے کہ صل علیٰ
صحبت خاص ناصر دین مین	مینے اعجاز بارہا ہے سنا
مجھسے تاریخ کو کیا ارشاد	لیے ریا دوست جانکر اپنا
رکھا سینے پہ مینے دست قبول	اور ہوا سال طبع کا جویا

دیکھکر نظم لاجواب کی شان
کیون تعجب ہی سال طبع یہ لکھ
دلنے بیساختہ یہ مجھسے کہا
فیض ہی سب رسول اُمّی کا
سنہ ۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب نواب سید عسکری مرزا خانصاحب بلیغ لکھنوی

عالم ہو کس طرح ثناخوان شفیق
ایسے ہوتے ہین لکھنؤ کی آن پڑھ
اللہ کی قدرت ہی یہ سامانِ شفیق
جو اہلِ نظر ہون دیکھین دیوانِ شفیق
سنہ ۱۳۳۴ھ

ولہ

فطرت کی ابتدا ہی سے یہ فکر ہی بلیغ
جی چاہتا ہی جلد یہ دیوان چھپ چکے
سکہ ہو ملک نظم مین نام شفیق کا
شہرہ ہو لکھنؤ مین کلام شفیق کا
سنہ ۱۳۳۴ھ

ولہ

جو مشہور ہین سید احمد حسین
بڑا نام سید اکیا نظم مین
لکھو جلد تاریخ تحریری بلیغ
کہ آسان نہین جنکی مدح و ثنا
خدا نے کی اعلیٰ طبیعت عطا
کہ دیوان خوش فکر بھی چھپ گیا
سنہ ۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب سید محمد جعفر حسین عرف محمد صاحب بہار لکھنوی

مرے احباب خاص مین سے ہین
شاعر خوش مذاق و خوش گفتار
جسکو کہتے ہین سب غزل گوئی
کیا مبارک ہی اے بہار یہ سال
دل یہ لکھا ہوا ہی نام شفیق
ہے مرے دلمین احترام شفیق
ہے وہ اک شغل صبح و شام شفیق
بفراست چھپا کلامِ شفیق
سنہ ۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب میرزا ذاکر حسین صاحب قزلباش ثاقب لکھنوی

ہے زیر طبع اک مجموعۂ عشق
شفیق خوش بیاں کا ہے یہ دیوان
روانی طبع کی شعروں سے ظاہر
نہ تعقید ہیں نہ اغلاط معانی
یہ ہے دیوان کی تاریخ ثاقب

فسانہ ہے یہی از قاف تا قاف
زبانِ خلق پر ہیں جسکے اوصاف
ہو جیسے چشمۂ شیرین و شفاف
زبان لکھنؤ مشہور اطراف
عروسانِ سخن کا حجلۂ صاف
۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب نواب احمد علیخاں الصاغر تخلص صاحب ثاقب لکھنوی

یہ علم و فن سے جو تنخیر ہیں غبار جسمیں ہو وہ گھر ہیں
ذکاوت ذہن ہی کچھ ایسی قلم کہاں انکا دوات کیسی
لکھی ہے وہ کسلئے غزل یہ ہوئی ہے اصلاح بھی جو اکثر
ہر ایک مصرع کا حرف بھلا جو لیکے شرمِ قلم نے لکھا
میں کرچکا سال طبع موزوں حروف منقوطہ گن رہا ہوں

تلاش وہ شعر کرتے ہیں حال ہوتی ہے عقل حیران
کھنچی تصور سے شکل جلسے مکین ہوئی ذہن زینت اصفہان
یہ لفظ رخصت نے وہ کرہی ہمیشہ کو دلمیں مہمان
کئے پھر اعداد جمع یکجا تو سال ہجری ہوا نمایان
قلم جو مرجانکا ہو تو لکھوں شفیق رنگین سخن کا دیوان
۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب مرزا بادشاہ مرزا اثر شاگرد افصح الفصحا و ابلغ البلغا جناب پیارے صاحب رشید مد ظلہ العالی

ثمر یہ جوش مسرت میں کہہ اٹھا اختر
موافق اپنی لیاقت کی وہ بھی دیتا داد
یہی کہیں گے کہ تھا دوست دوست کی سی کہی
یہ سچ ہے دوست کی تعریف مستند ہی نہیں
یہی صفت ہے تمھاری کلام میں بھی شفیق
تمھارا حکم جو تھا تو بھی کہہ ثمر تاریخ

مرے شفیق مرے دوست کا کلام چھپا
مگر ہے غیر کے طعنوں کا اسکو خوف سوا
معاف کرنا اسی ہے وہ کچھ بھی کہہ نہ سکا
کلام وہ ہے کریں جسکی غیر مدح و ثنا
زبانپہ غیر کی ہوگا بلند صل علی
بس اس خیال سے حرف روی کو حذف کیا

بہت خلوص سے پھر یون لکھا سن ہجری
شفیق خوب یہ دیوان بیعدیل کہا
۱۳۳۵ھ

ازنتیجۂ فکر جناب مولوی سید بندہ کاظم صاحب جاوید لکھنوی

دیوان جناب سید احمد حسین کا
حرفونکی روشنی سے ہے اک شمع انجمن

خال رخ حسین ہے جو نقطہ ہے اسمین بھی
جو کوئی مد ہے حور کے ماتھے کی ہے شکن

محجوب شمع پردۂ فانوس مین ہوئی
معنی ہین لفظ لفظ مین گھونگھٹ مین یا دلہن

کچھ اسمین شک نہین کہ گل سرسبد ہے یہ
تازہ بہار کیون نہو ہے روش چمن

دیوان شفیق کا ہے وہ بیمثل ولاجواب
پتلی کیطرح آنکھونمین رکھتے ہین اہل فن

سلک گہر ہے نظم مین جاوید انکی نظم
گویا بھرا ہے موتیونسے حق نے یہ دہن

خود سال طبع مین لکھی ہے اک حسن دلفریب
جوہر بنا ہے راز کا آئینۂ سخن
۱۳۳۵

ازنتیجۂ فکر جناب سید سرفراز حسین خبیر خلف جناب سید اعجاز حسین صاحب اعجاز و تلمیذ حضرت اوج مدظلہ

سخن آرا شفیق نکتہ پرور
سخن کا گھر ہے جنکے دم سے آباد

نہین لکھے پڑھے اور اوستاد شاعر
ہین شاگردی اہل فن سے اوستاد

بہت ہے یہ اثر منظوم والا
بفیض مدح اہلبیت امجاد

یہ دعوی حافظہ کرتا ہے انکا
کبھی ہمکو نہین ہے بھولنا یاد

مضامین نظم مین الہامیہ ہین
یہ شان اختراعی ہے نہ ایجاد

سنین طبع لکھوائی خبیر اب
مصنف کا بجا لاؤ تم ارشاد

ہوئی جب امتثال امر کی فکر
خدا سے مین ہوا خواہان امداد

کہا دلنے نہ کیون مقبول ہو نظم
کہ ہین نایاب اشعار خداداد
۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب حکیم مرزا فدا احمد صاحب دانش لکھنوی

طبع کرد احمد حسین نکتہ سنج
ذو فنون شوخ ذی قدر و نجابہ و خلیق

آن کلامے را کہ باشد جوش زن
در کلامش چشمہا مثل رحیق

گفت دانش بعد سال طبع نیز
قابل نقل است دیوان شفیق

سال طبعش ہست ہم ز قلب جان
روح و جان ماست دیوان شفیق

بہر تاریخ است این مصراع نیز
جا بجا فکر است دیوان شفیق

۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب ڈاکٹر محمد اسمعیل خانصاحب ذبیح دھلوی

شفیق لکھنوی کا چھپ گیا دیوان
بیان اچھا زبان بھی خوب شیرین ہی

سنا دل ہین چمن مین زمزمہ پیرا
ذبیح دہلوی سن - نظم رنگین ہی

۱۳۳۵

از نتیجۂ فکر جناب ذاخر لکھنوی

نظم شفیق ذاخر کیا پوچھتے ہو کیا ہے
عشاق کی وفا ہی معشوق کی ادا ہی

اللہ ری حسن بندش بیتاب ہین نگاہین
دیکھین ہین شعر جسنے دل اوسکا کھو گیا ہی

لطف اسکا جانتے ہین فرقت کے مرنے والے
قصہ جہان ہی غم کا وہ درد لا دوا ہی

جیسا ہی حال صلت وہ نظم کہہ رہی ہی
برہم کسی سے شاید معشوق خودنما ہی

تخئیل ہی جہانپر وہ ہی بلند ایسی
دلنے کشش کا عنقا گردونپر کر لیا ہی

افسانہ ہائے حسرت آئی ہین گر کہین پر
لیلیٰ کی کیفیت ہی مجنون کا ماجرا ہی

دیوانگان الفت گر قید ہین کہین پر
وحشت کی ابتدا ہی فرقت کی انتہا ہی

دلکی کشش کی حالت دکھلائی ہی جہاں پر
زندان کے در پہ کوئی دل تھامے رو رہا ہی

اصناف شاعری پہ قدرت یہ کی ہی حاصل
عالم کی کیفیت کو بند اک جگہ کیا ہی

توصیف نظم ذاخر ممکن نہین قلم سے
محو جمال و زینت عشاق مہوشان ہین

وہ کہدو سال ہجری جو دل کا مدعا ہے
آئینۂ کرامت دیوان شفیق کا ہے

سنہ ۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب رضا فرنگی محلی

مرتب ہوکے دیوان چھپ گیا خوب
رضا کہہ بے نقط تاریخ اسکی

مبارک ای شفیق نکتہ پرور
ہوا مسرور ہر کامل سراسر

سنہ ۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب سید باقر حسین صاحب شہرت لکھنوی خلف حضرت لطافت مرحوم

کلام شفیق اسقدر با مزا ہے
زبان پر عزیز احباب کی مرحبا ہے

کرین فخر کیونکر نہ ہم لوگ اسپر
یہ ہین فرد ایسا نہین دوسرا ہے

کوئی دیکھے خوش قسمتی لکھنؤ کی
نہ ہے ایسا کوئی نہ کوئی ہوا ہے

جسے چاہے حسن قسم کی دے وہ دولت
عجب کیا ہے ہر شے پہ قادر خدا ہے

جو منکر ہون اسکے کوئی اونسے کہدے
یہ مسلک تمھارا نہایت برا ہے

جو ہے پھولتی پھلتی ہر نظم انکی
یہ دین اوسکی کیا رشک کی اس جا ہے

یہ رنگین طبیعت ہین اور زودگو ہین
سخن مین اثر ہے زبا مین مزا ہے

ہین نا آشنا پڑھنے لکھنے سے بالکل
نہین جھوٹ کچھ اسمین سچ واقعا ہے

مگر شعر کہنے مین مشتاق ہین یہ
کہ دعوی سے یہ قول بیشک مرا ہے

نہو گر یقین انکا دیوان اوٹھا کر
یہ خود دیکھ لے ملک دشوار کیا ہے

لکھی اسکی تاریخ ہجری مین شہرت
یہ مجموعہ نازک خیالات کا ہے

سنہ ۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب سید صدر الاسلام صاحب صدر لکھنوی

ت ــ ہے خالق عالم کی عنایت ہے شفیق
صورت مہر فلک مطلع دیوان چمکا

ـــدر نا ـــ سال ـــہ تاریخ بھی ہے نورانی
عالم نظم پہ روی مہ تابان چمکا

سنہ ۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب صفدر صاحب

چھپ ـــ را ـــ ہے شفیق کا دیوان
طبع موزون ہے فکر عالی ہے

لکھدو صفدر یہ طبع کی تاریخ
نظم مین جان اسی نے ڈالی ہے

سنہ ۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب مولوی مرزا الطاف حسین صاحب عالم لکھنوی

اشتیاق طبع بیحد تھا دل پر شوق کو
مدتون کے بعد نکلا آج ارمان شفیق

چھپ گیا غزلون کا دیوان ہے یہ اچھا خوش طبع
پورا پورا اب ہوا اردو پہ احسان شفیق

حسن الفاظ ہے سادہ طبع موزون آفرین
شاعری دل سے ہوئی جاتی ہے قربان شفیق

آئین آئین ہین کہان بیتاب دنیا سخن
منصفی کی آنکھ سے دیکھین ذرا شان شفیق

مصرع سال اشاعت مین الہ عالم کہا
پردہ ساز شاہ ہے یہ دیوان شفیق

سنہ ۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب سید عباس حسن صاحب فصاحت لکھنوی

واہ گلہای مضامین ہین شگفتہ کیا کیا
کہین سب اہل سخن اسکو گلستان شفیق

سال ترتیب کی ہے فکر فصاحت جو تمھین
لکھدو کیا لائق توصیف ہے دیوان شفیق

سنہ ۱۳۳۴ھ

از نتیجۂ فکر جناب مولوی عبد الرحیم صاحب کلیم لکھنوی

بہ چمن بہار آمد چہ خزان گذشت راہی
ز دہن نفس برآید چو نسیم صبحگاہی

سخن شفیق صاحب بود آنچنان بجلوہ
چو سواد زلف جانان دم طبع شد سیاہی

بہ ہلالی وزلالی نہ کنم چسان شمارش
بلاد شاعری وبمالک معانی
سنو ہشت سال بپاپش چہ کلیم بہر ہجری

شدہ شہرہ کلامش ہمہ ز ماہ تا بہ ماہی
بہ نظام شہریاری بسر سریر بادشاہی
ہمہ گون نظم زیبا چو عطیۂ الٰہی

ازنتیجۂ فکر مختار جناب محمد مختار اخترحسین تلمیذ جناب خاور نگی مچھلی

سنہ ۱۳۳۵ھ

قائم رہے نہ تلاطم دریائے نظم مین
کرتے ہیں ہو سکے مجتہد الشعر حل اوسے
اہل زبان ہو حافظ علم عروض ہو
مضمون جو لکھے ادق وہ کہے سہل ممتنع
والد سے ہون معترض کی جو انصاف کی خلاف
فرمایش شفیق ہے مجسم ہو سال طبع
مختار حل معمہ ہوبے وحی کسطرح

ہر تم واقفی شمار خبر عمیق ہو
کیسا ہی مسئلہ اہم یا دقیق ہو
دشمن بزرگ وہ بھی ہمارا رفیق ہو
دق سامعین ہون نہ سخنور کو ضیق ہو
تیغ سخن سے قطع زبان فریق ہو
پھر شرط یہ ہے سب سے جو افضل طریق ہو
تائید غیب جسکے کلام شفیق ہو

سنہ ۱۳۳۵ھ

ازنتیجۂ فکر جناب مرزا کاظم حسین صاحب محشر لکھنوی

شکر خدا شفیق کا دیوان چھپ گیا
ہر لفظ مین اثر ہے ستم کا بھرا ہوا
ایک اک غزل مین سلسلہ بندی حسن و عشق
مضمون نہ کیون آہ رسا دل کا ہو اثر
دیوان چھپا ہی شاعر امی لقب کا آج
اے سر زمین لکھنؤ تیری ہو کیا ثنا
وہ شاعر لگا نہ کہ جسکے کلام کی

ہر شعر جسکا بزم سخن مین ہے یادگار
سینے مین جنکے دل ہین وہ کیون ہون نہ بیقرار
یون ہے کہ جیسے سلک گہر ہائے آبدار
کہائی ہین چوٹین قلب و جگر پر ہزار بار
کیا اعتبار جسکو شرف بخشے کردگار
تجھمین ہوے شفیق سا ہی فخر روزگار
اک دھوم ہو رہی ہے سر بزم اعتبار

احمد حسین نام تخلص شفیق ہے
محشر نے سال طبع کہا اور یوں کہا

احباب خاص و عام کا سو جان سے نثار
روحِ سخن شفیق کا دیوان پر بہار

۱۹۱۶ء

از نتیجہ فکر جناب احمد خانصاحب نظم شاگرد جناب رشید لکھنوی

مقبول ہوا نام الٰہی سے کلام
ہر شعر میں ہے حسن بلاغت کا ورود
منظوم ہوئے عشق کے کس حسن سے راز
غواص ہے فکر سخن سنج جہان
مصراع سن طبع لکھو شوق سے نظم

آمی نے کئے نظم مضامین دقیق
ہر لفظ ہے دریائے فصاحت میں غریق
تحقیق رہی طبع سخنور کی رفیق
پایاب ہوئی شعر کی ہر بحر عمیق
الہام و کرامت ہے یہ دیوان شفیق

۱۳۳۵ھ

از نتیجہ فکر جناب نواب عباس مرزا خانصاحب نفس لکھنوی

نمود ابر سیہ شد ز دامن کہسار
رسیدہ بر سر طرف چمن بشوق تمام
برفت آب روان گرد پائے صحن چمن
بحکم باد بہاری فشاند دامن ابر
ز شست و شوی باران تمام ارض چمن
درین زمانہ کہ موج نسیم جان افزاست
منم کہ شیشۂ خالی نہفتہ زیر بغل
بشوق آب طرب بر در تو آمدہ ام
بیا بگو کہ ز رنج خمار بیتابم
ز صاف و درد کہ داری بیار و غدر منہ

رجوع کرد سوئے باغ ہمچو باد بہار
ز طرز خاص شدہ درفشان و گوہر بار
بشست چہرۂ گلشن تقاطر امطار
غبار رنج خزان را ز چہرۂ اشجار
بسان پاک دلان گشت صاف آئنہ وار
چرا بستۂ اے باغبان در گلزار
بہ فکر بادہ تجسس نمودہ در بازار
نشستہ ام امید تو پشت بر دیوار
کجا است کلبۂ ساقی و خانۂ خمار
مکن دریغ چو ممکن بود کم و بسیار

شنیده ام که تو هم ذوق مکتشی داری — بیاوزود بیا [illegible]
که ناگهان بدر باغ باغبان آمد — بپری جمال و [illegible]
بلب تبسم و روی خطاب جانب من — [illegible]
سلام کرد و بخشید و نزد من بنشست — بحسن [illegible]
بخنده گفت که چون طبع میشود دیوان — بگو [illegible]
ترا که شوق بتاریخ گفتن است بسے — چه خوش بود که [illegible]
نقش لعنعت صوری نوشت تاریخش — هزار [illegible] یار و یک بشمار

۱۳۰۲ھ

واله

توفیق یزدان کلام شفیق — شود و چرسان [illegible]
لفش مصرعه سال تاریخ گفت — امین سخن شوخ و صائب کلام

[illegible]

از نتیجۂ فکر جناب واجد حسین صاحب واقف لکھنوی

در گلشن بهار گشت بلبل خاموش — گلزار سخن چو دید شد حلقه بگوش
منقوط نوشت سال طبعش واقف — این نظم عطیۂ الٰہی پر جوش

۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب محمد مشرف خانصاحب وصل لکھنوی پوسٹ ماسٹر پنشن یافته تلمیذ حضرت امیر مینائی مرحوم حال ارد صفدرگنج ضلع بارہ بنکی

ہو گیا مطبوع دیوان شفیق — سرنگون ہے دیکھکر [illegible] اہل فن
خنجر مضمون ہے یا تیغ نگاه — ہر نکیلی شعر مین ہے بانکپن
حاسدون کے اوڑ گئے ہوش و حواس — نکتہ چینون کے ہوئے نشہ ہرن
فکر جب مجھکو ہوئی تاریخ کی — ہاتف غیبی ہوا یون نغمہ زن

وصل کلمہ منقوط مین یہ سالِ طبع | آج پایا شاعرِ شیرین سخن

سنہ ۱۳۳۵ھ

از نتیجہ فکر جناب پرنس محمد وصی علیخان عرف سلطان صاحب وصف لکھنوی

کلام شفیق است نایاب تر | کہ طبع است آن قلزم بے کنار
بہر جملہ آن حیطِ صبحِ سخن | صفائے بیانش بآئینہ دار
عدو پیش آن خود ہزیمت گرفت | مضامین بود خنجر آبدار
بگوشِ جہان رفت صیتِ سخن | بہر شعر می داشت شان وقار
رقم کرد تاریخ از فکر وصف | کلامِ فراست چمن پر بہار

سنہ ۱۳۳۵ھ

از نتیجہ فکر جناب سید محمد ہادی صاحب خان بہادر ہادی کلکٹر و مجسٹریٹ غازی پور

ان پڑہ فضلِ خدا سے شاعر ہو جائے | موزون ہے اوسی کیواسطے حمد و سپاس
اشعار شفیق کا بھلا کیا کہنا | بندش یہ لطیف اور زبان مین یہ مٹھاس
وہ باغ لگا دیا کہ جسکے اندر | ہر پھول مین ہے کمالِ فن کی بو باس
دیوان چھپا تو دی یہ ہاتف نے ندا | شاباش لبِ ای شفیق باحرف شناس

سنہ ۱۹۱۷ء

از نتیجہ فکر جناب چودھری رحم علی صاحب ہاشمی تلمیذ حضرت عزیز لکھنوی

مشتاق تھی مدت سے نظر اہلِ نظر کی | سونی تھی بغیر اسکے سرا کِ بزمِ معانی
تیار وہ دیوان شفیق اب ہوا آخر | تخئیل کی شوخی مین ہے نقشِ جوانی
لکھ ہاشمی خستہ جگر مصرعِ تاریخ | ہر شعر مین ہے بحرِ لطافت کی روانی

سنہ ۱۹۱۷ء

تاریخِ ختم تصنیف دیوان سید احمد حسین عرف منجھو صاحب شفیق

ریختہ کلک پروفیسر مولوی مرزا محمد ہادی صاحب مرزا

جبکہ دیوان ہو گیا کامل	شاعر و ہین بڑھا دقار شفیق
سال تصنیف لکھدو اے مرزا	بے تکلف کلام یار شفیق

سنہ ۱۳۳۴ھ

تاریخ از نتیجۂ فکر جناب نواب محمد باقر علیخان صاحب قدر شاگرد حضرت حمید لکھنوی

کیا خوب کہین شفیق نے سب غزلین	سارے شاعر ہوصف دیوان ہین
اکیتا کا الف بڑھاؤ تاریخ ہو قدر	سب اہل سخن معترف دیوان ہین

۱۳۳۵ھ

تاریخ از نتیجۂ فکر جناب باقر صاحب حمید لکھنوی برادر حضرت رشید لکھنوی

ہے حافظہ طبع بھی رسا ہے	حق تو یہ ہے قدرت خدا ہے
ہان ان کو بجا ہے طبع پر ناز	دیوان شفیق چھپ رہا ہے
تاریخ کہو حمید ہجری	دفتر اک حسن و عشق کا ہے

۱۳۳۵ھ

تاریخ از نتیجۂ فکر عالی حضرت استادی قبلہ و کعبہ جناب سید مصطفی میرزا صاحب عرف پیارے صاحب رشید مدظلہ العالی

منھو صاحب شفیق شاعر	جنکا دیوان یہ چھپا ہے
کہتا ہون ادب کو ترک کرکے	مرا یہ دوست باوفا ہے
مین نے دیکھی ہین تھوڑی غزلین	میری بھی زبان پہ واہ واہ ہے
بے لکھا پڑھا ہوا ایسا کامل	یہ سحر نہین اگر تو کیا ہے
تاریخ کی تھی رشید کو فکر	آخر لکھا۔ قدرت الٰہی خدا ہے

۱۳۳۵ھ

نوٹ چونکہ تاریخہائے مذکورہ دیر مین وصول ہوئین لہذا درج سلسلہ مبنی نہ ہو سکین۔